ھاتو برھانکم ان کنتم صادقین

کشف الاسرار کا ترجمعہ

عقائد الابرار

علامہ اثیر جاڑوی

ھاتو بُرھا نکم ان کنتم صادقین

قبلہ محترم ، مجاہد اکبر ۔عظیم راہبر

نائب امام

حضرت آیتہ اللہ العظمٰی آقا ئے روحُ اللہ

الموسوی الخمینی

کا آخری فیصلہ

**عقائد الابرار**

ترجمعہ

کشف الاسرار

ترجمعہ پیشکش :- علامہؔ اثیر جاڑوی فاضل قم

ناشر

**مکتبہ انوار النجف** ڈیرہ روڈ ۔ دریا خان ضلع بھکر

**فہرست**

|  |  |  |  |  |  |  |
| --- | --- | --- | --- | --- | --- | --- |
| **صفحہ نمبر** | **مضمون** | **نمبر شمار** |  | **صفحہ نمبر** | **مضمون** | **نمبر شمار** |
|  | مدد بعد از وفات | ۲۰ |  | ہوشیار | ۱ |
|  | خاک کربلا | ۲۱ |  | عرض ناشر | ۲ |
|  | روحانی علاج | ۲۲ |  | گذارش احوال | ۳ |
|  | معجزہ انبیاء | ۲۳ |  |  | اعتراض | ۴ |
|  | اب جواب ۔ غیب گوئی | ۲۴ |  |  | ابترائیہ | ۵ |
|  | قارئین سے اپیل | ۲۵ |  |  | اعتراضات کا سبب | ۶ |
|  | معجزہ سے انکار | ۲۶ |  |  | شجرہ خبیثہ کی جڑیں | ۷ |
|  | عوام فریبی اور جھوٹ | ۲۷ |  |  | قارئین سے اُمید | ۸ |
|  | حرام اورر ضریحوں کی ایجاد | ۲۸ |  |  | مضحکہ خیز اشتباہ | ۹ |
|  | سیّد الشہداء کیلئے غم | ۲۹ |  |  | مفالطہ | ۱۰ |
|  | کیا غنا حرام ہے | ۳۰ |  |  | عوام قریب کون | ۱۱ |
|  |  |  |  |  | علمائے اسلام کے خلاف | ۱۲ |
|  |  |  |  |  | رضا خان کو علماء سے کیا دشمنی تھی | ۱۳ |
|  |  |  |  |  | نقطئہ آغاز | ۱۴ |
|  |  |  |  |  | قرآن و اسلام کی جنگ | ۱۵ |
|  |  |  |  |  | انتشار پروروں کی چیرہ دستی | ۱۶ |
|  |  |  |  |  | عبادات اور تواضع | ۱۷ |
|  |  |  |  |  | انتباہ | ۱۸ |
|  |  |  |  |  | غیر اللہ سے استمداد | ۱۹ |

**نوائے نو**

محترم قارئین!"عقائد الابرار ترجمہ کشف الاسرار "کا دوسرا ایڈیشن آپکے سامنے ہے آپکی ہمت افزائی کا بیحد ممنون ہوں کہ آپ نے ہماری اس عظیم اور شاہکار پیشکش کو قبول فرمایا ساتھ ہی میں مترجمہ علامہ حضرت علامہ اثیر جاڑوی پر نسپل جامعہ حینیہ جھنگصدر کا بھی ممنون ہوں کہ انہوں نے دوسری مرتبہ پھر مجھے شائع کر نیکی اجازت دیدی امکانی طور پر کوشش کی گئی ہے کہ پہلے ایڈیشن میں جو خامیاں تھیں انہیں دور کردیا جائےــــــــ مترجمہ علامہ کے اپنے بین السطور مندرجات کوفٹ نوٹس کی صورت میں علیحدہ کردیا گیا ہے سرخیوں کو نمایا کہنے کی کوشش بھی کی گئی ہے آیۃ اللہ العظیٰ خمینی اعظم اور مترجمہ علامہ کی تصویریں بھی دی گئی ہیں اُمید ہے پہلے کی نسبت دوسرا ایڈیشن زیادہ پسند آئیگا۔ علاوہ ازیں جن خود غرض افراد نے یہ کہہ کر ترجمہ کو غیر مفید ثابت کرنے کی سعی مذموم کی ہے یہ غلط ہے انکی خدمت میں مترجمہ علامہ نے غیر مبہم الفاظ میں گزارش کردی ہے کہ اگر یہ ترجمہ غلط ہے تو آپ اپنی شرعی ذمہ داری کا ثبوت دیتے ہوئے قوم کو صحیح ترجمہ پیش کردیں ۔ تا کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوجائے ور نہ مفت کی بہتان طرازی کرکے اپنے چاہنے والوں کی عاقبت خراب نہ کریں ۔ بعض خالصی افراد سے یہ بھی سنا گیا ہے کہ آیۃ اللہ العظیٰ نے تو کتاب نجدی عقائد کے خلاف لکھی تھی لیکن مترجمہ علامہ نے پاکستانی علماء پرفٹ کردی ہے بھلا کیا یہ کوئی معقول بات ہے۔ اصل بنیاد عقائد پر اعتراض اور جواب ہے اگر نجدی علماء کے عقائد یہی ہوں تو ان کا جواب ہے دراگر پاکستانی علماء نماــــ کے یہی عقائد ہوں تو ان کا جواب ہے۔

احقر مولانا محمد ثقلین گھلو بھکر

**وائے رے خودداری**

**بھاڑ میں جائے وہ سونا جس سے ٹوٹیں کان**

جس طرح خودداری ممروح اور ضمیر فروشی مذموم صفت ہے بالکل اسی طرح خود دار انسان کا لمحہ لمحہ کانٹوں پر گزرتا ہے اور بے ضمیر انسان قدم قدم پھولوں کو روندتا ہے خوددار انسان ہر سانس کے ساتھ اپنی خود نگرانی کرتا ہے جبکہ بے ضمیر انسان اپنے مصنوعی وقار اور جیب کی نگرانی میں وقت صرف کرتا ہے خود دار افراد ڈھونڈ ھنا پڑتے ہیں جبکہ ضمیر سے تہی دامن مکھیوں کی طرح بھنجھنا تے پھرتے ہیں شاید یہی وجہ ہے، کہ جب میں رات کی تنہائی میں ارد گرد کا جائزہ لیتا ہوں تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس بھری دھرتی میں تنہا ہوں۔ کہیں سے آواز آتی ہے ۔ اثیر جاڑوی مشرک ہے کافر ہے ، غالی ہے، شیخی ہے کوئی کہتا ہے تخریک کار ہے اور کوئی کہتا ہے پارٹی باز ہے میں سب کچھ سنتا رہتا ہوں کبھی ان خرانات کا نوٹس نہیں لیتا ۔ اب بعض احباب کے شدید اصرار پر اپنی پوزیشن صاف کر نیکی کوشش کررہا ہوں جبکہ مجھے معلوم ہے کہ یہ شر انگیزی کبھی ختم نہ ہوگی ایک راستہ بند کرو تو دوسرا کھول دیا جاتا ہے کیونکہ یہ ایک سوچی سمجھی سکیم ہے بنا بنایا پلان ہے، اور منظم سازش ہے اور یہ سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوگا۔ کیونکہ سازشیں ایک نصب العین رکھتی ہیں اور جب تک نصب العین حاصل نہ ہو ، کردار کشی ، الزام تراشی اور افتراء پروازی کی نِت نئی راہیں ایجاد کی جاتی ۴۔ہیں گواہ کے طور پر ۸۰؁ وفاق المدارس کی ۴۷؁ میں شائع شدہ فہرست دیکھی جاسکتی ہے کہ جامعہ حینیہ جھنگصدر کے پرنسپل کے خانہ میں کس کا نام ہے ۔ حالانکہ میں توحید نبوت ، عدل امامت اور قیامت کا قرآن و حدیث کیمطابق قائل ہوں فروح دین کا عامل ہوں حلال محمد کو حرام اور حرام محمد کو حلال نہیں سمجھتا محرمات سے اجتاب کرتا ہوں ضروریات وینیہ میں سے کسی دینی ضرورت کا منکر نہیں۔ میرا جرم :۔ استاد کی غیبت نہ کرتا ہوں، غلط کو غلط اور صحیح کو صحیح سمجھتا ہوں اگر کسی پارٹی کی حمایت نہیں کرتا ہوں اسکی مخالفت بھی نہیں کرتا ہوں آل محمد کو اللہ کی مخلوق اور سرور کونین ؐ کے سوا پوری کائنات سے افضل سمجھتا ہوں اور نہ اللہ جیسا ،کسی کے مکارانہ ہتھکنڈور پر اور عیارانہ پر گراموں ان کا آلہ کار بننا اپنے ضمیر کی موت سمجھتا ہوں۔ کاش : میں بھی دوسروں کی طرح کاسہ لیس ہوتا۔ کاش میں بھی جی حضوری کی صلاحیتوں سے مالا مال ہوتا کاش مجھے بھی دوغلا پن آتا تو آج میری جیب بھی پُرہوتی اور دوسروں کی طرح مزے کہے دن گزارتا ۔

احقر جاڑوی

**ہوشیار**

میں اپنی قوم کو ان ناہنجار افراد (وہابی گروہ)کے مسموم مقاصد سے مطیع کئے دیتا ہوں یہ لوگ دیندار تو کجا دین آشنا بھی نہیں انکا مقصد وحدت ملیہ کو پارہ پارہ کرنا ہے۔

اے غیور قوم اٹھا ان لوگوں کے سامنے سے قرآن ہٹالے ۔

اور ان کے ہاتھ سے قلم چھین لے۔

تا کہ عظمت قرآن کا تاج تیرے سرپر سایہ فگن رہے۔

**خمینی از کشف الاسرار؃ ۸۰**

**گذارش احوال**

عرصہ ہوا وطن عزیز کی پر بہار اور دلفریب فضائے شیعیت میں چند عاقبت تا اندیش اور نام نہار علمانے سموم انرشار چلا رکھی ہے۔ مجھے معلوم ہے ان کا ذاتی کردار: میں جانتا ہوں انکے سربستہ اسرار۔ اور میں دیکھ رہا ہوں اُنکی اندورنی اور بیررنی سرگرمیوں کو۔۔۔۔۔ان کا علمی حدود اربعہ : انکا روزہ مرہ مطالعہ تاریخ و حدیث : انکا انداز و تدریس ۔ انکی افکار کی پرواز۔ انکے انجام کا آغاز سب کچھ میری نگاہوں میں ہے۔

لیکن یہ سب کہنے کی باتیں نہیں۔ میری طرح دوسرے بھی جانتے ہوں گے۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ میرے معلومات دوسروں کی نسبت نہ ہونیکے برابر ہوں۔ میں سمجھتا ہوں۔ جس طرح خودرائی ۔ خود نمائی ۔ خود سری۔ خود پسندی اور خود ستائی احساس کمتری کا مظہر ہوا کرتے ہیں۔ اسی طرح ڈھٹائی ۔ قلت احساس ۔شدت غضب: دلیل کے جواب میں فتویٰ ۔ بات کے جواب میں گالی اور اخلاق کے جواب میں بدزبانی کند ذہنی۔ علمی کمی ۔ بے عقلی ۔ اور کندہ ناتراش ہو نیکی علامات ہیں۔ دعا ہے خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے۔

ان بے حمیت افراد نے سر پر عمامے اور بدن پر قبائیں سجارکھی ہیں ۔ کہلوانے کو یہ علماء ہیں۔ لیکن ان میں پانچ منٹ بیٹھنے والا معمول سوجھ پوجھ کا انسان یہی نتیجہ لے کر نکلتا ہے کہ یہاں جہالت کی سڑ اندزیادہ ہے۔

عید کا چاند ثابت کر نیکے لئے عادل گواہوں کی شرط لگانے والے کسی کے معاملہ میں بری بات سن کر یہ نہیں دیکھتے کہ کہنے والا سچا ہے یا جھوٹاہے؟ کیا مدعی ہے یا گواہ؟ ایک ہے یا دو ؟ بس اپنے مخاطب کی جی حضوری کرتا ہو۔ سب ٹھیک ہے۔

یہ لکیر کے فقیر افراد کی اصلاح کرتے کرتے قوم کو انتشار کے حوالہ کر بیٹھے اور انہیں اپنی غلطی کا احساس تک نہیں۔

توحید کے پردے میں نبوت ۔ اور نبوت کے پردے میں امامت کی توہین انکا محبوب مشغلہ ہے۔

دوسروں کو درس توحید دینے والے اپنے معاملہ میں بھول جاتے ہیں کہ جو اللہ ایک بیوی سے لڑکی دے سکتا ہے وہ اسی بیوی سے اگر چاہے تو لڑکا بھی دے سکتا ہے۔ شادیوں پر شادیاں رچائے جاتے ہیں۔ اللہ سے مایوس ہوکر عورتوں کے شکم میں لڑکا تلاش کرنا تو عین توحیدہے۔ لیکن آل محمدؐ سے مانگنا شرک سُبحان اللہ۔

یہ عیاش منش منبر پر تو حدیث خوانی کے کرتب دکھاتے ہیں لیکن اگر ان کے بیگ دیکھو تو نئے نئے ڈائجسٹوں سے اٹے پڑے ہوں گے۔

اصلاح کے نام پر عزاداری میں کیڑے نکالنا انکا پسندیدہ عمل ہے۔ غیبت میں انہیں جو لطف آتا ہے وہ تلاوت قرآن میں کہا رکھا ہے۔ غیبت سننے کے لئے ان کے کان ترس ترس جاتے ہیں ۔ اور ذہن کھول کھول اٹھتا ہے۔

استاد کو نازیبا الفاظ سے یاد کرنے سے انکی علیمت چمک چمک جاتی ہے۔ آل محمدؐ کی شان میں جسارت پر ان کا دل بلیوں اچھلنے لگتا ہے۔ دیانت و امانت کا یہ عالم ہے کہ کسی کی کتاب کا ترجمہ کر کے اپنے نام پر شائع کرنے کو شرافت کا اعلیٰ معیار سمجھتے ہیں۔ اِ س سے بڑھ کر عدالت اور کیا ہوگی کہ حوزہ علمیہ قم سے طالب علم ہونے کا شہریہ لیتے ہیں۔ اور پاکستان میں پرنسپل کی تنخواہ ۔ کیا اب بھی عدالت مشکوک ہے؟ کیا اب بھی آپکی نماز یں درست نہ ہوں گی۔ راقم الحروف اور میرے ہم نشین حضرات تو انکی نگاہ مقدّسہ میں دین نا آشنا اور علم سے نہی دامن ہیں۔ لیکن میں جبہ دستارمیں ملبوس ان کٹھ ملاؤں میں سے کئی ایک کی مع ثبوت کے نشاندہی کر سکتا ہوں کہ حوزہ علیہ قم میں آجتک انکا نام طلبہ کی فہرست میں ہے۔ وہاں سے ان کے کف گیر ماہانہ شہریہ وصول کرتے ہیں۔ اور یہاں قوم سے پرنسپل کی تنخواہ بٹورتے ہیں اور جب منبر پر تبلیغ کے لئے بیٹھے ہیں۔ تو ان کے منہ سے درد دین کا جھاگ ٹنوں کے حساب سے بہہ جاتا ہے۔ ڈوب کر مرجانا چاہئے ایسے لوگوں کو بہر طور ان افراد نے ملت خیر البرّیہ کو عقائد میں الجھا کر ایک ایسی خلیج حائل کردی ہے جس کا پاٹنا شاید ہی ممکن ہو۔ میرا ان سے کوئی واسطہ ہے نہ تعلّق۔

میں تو صرف ان سادہ لوح عوام کے لئے یہ کوشش کررہا ہوں جو ان عماموں اور قباؤں سے مرعوب ہوکر انکی ہر بات کو وحی اِ لٰہی سمجھتے ہیں۔

آیۃ اللہ العظمی نائب امام خمینئی اعظم سے کون واقف نہیں ۔ انہوں نے ردوہابیت میں کشف اسرار لکھی ہے۔ میں نے مناسب سمجھا ہے کہ! کشف الاسرار کا ترجمہ کرکے عوام کے سامنے رکھدوں تا کہ ملت خیر البرّیہ کے کے سادہ لوح عوام ان گندم نما جو فروشوں کے دام فریب میں پھنسنے سے بچ جائیں ۔ اور علمائے حق اور علمائے سوء میں التیاز پیدا کر سکیں۔

احقر اثیر جاڑوی

۳،فروری ۱۹۷۶؁

میں یہ اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ترجمہ میں ،میں نے امکانی طور پر کوشش کی ہے کہ لفظی کے بجائے حلی ترجمہ ہو۔ انتہائی ذمہ داری کے ساتھ! کہوں گا کہ میں نے حضرت خمینیئ اعظم کے مطالب سے سر موانحراف نہیں کیا ۔ ہاں بعض مقامات پر جہاں آیۃ اللہ نے اپنی قوم ایران یا ایرانی نوجوانوں کو مخاطب کیا ہے وہاں میں نے ملت پاکستان اور پاکستانی جیالوں کو خطاب کیا ہے۔ اس تصرف کے علاوہ جہاں کہیں بھی ترجمہ میں کوئی تصرف نظر آئے میں اپنے لئے وہی سزا مقرر کرتا ہوں جو ایک چور کی سزا ہوتی ہے۔

کیونکہ میں ان دین آشنا حضرات سے بخوبی واقف ہوں جب ان سے اور کچھ نہ بن پڑیگا ۔ اور ان کے ماننے والے ان کے سامنے نائب امام خمینئی اعظم کے دلائل پیش کریں گے تو جواب میں یہی کہیں گے کہ ۔

یہ **تو اثیر جاڑوی** کا ترجمہ ہے۔ خدا معلوم اس نے کیا کیا ہے لہذا ایسے افراد سے گزارش ہے کہ کشف ، الاسرار کو سامنے رکھ کر اس کا اندازہ لگائیں ۔ اب زیادہ حائل ہونے کی بجائے لیجئے اور پڑھیئے ۔ حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ کیا فرماتے ہیں۔ ویسے اگر ان کی نگاہ تقدس میں یہ ترجمہ غلط ہے۔ اور درد دین بھی ہے تو آگے بڑھیں اور صحیح ترجمہ کرکے شائع کرادیں ۔ تا کہ ان کے فتوےٰ میرے غلط ترجمہ کو اور ان کے صحیح کو ترجمہ کو باہم ملا کر پڑھیں اور پھر خود فیصلہ کریں کہ ان کی دیانت کتنے ٹن ہے اور میری امانت کتنے ماشہ ؟ کیا کوئی بھی باحمیت موجود نہیں ؟

احقر جاڑوی

الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ علی محمد وَ الہ اجمعین و لعنۃ اللہ علی اعدائہم الی یوم الدین

عصر حاضرمیں جبکہ دینائے انسانیت ایسی ہو لناک آتش فتنہ کی لپیٹ میں ہے۔ جس کا سیاہ دھواں تاریخی میں اضافہ کرتا چلا جارہا ہے۔ اور عالم انسانیت کا ہر مفکر اس سوچ میں ڈوبا ہوا ہے کہ کسی نہ کسی طرح اپنے کو اور اپنی قوم کو آگ اور خون کے اس بحربے پایاں سے بچا کر فتنہ و فساد کی آگ سے ایک طرف کرلوں۔

نفسا نفسی کے اس اندوہناک عالم میں جہاں غیر مسلم مفکر ین تک غیر جانبدار رہنے کی کوشش کررہے ہین۔ وہان اپنی ناگفتہ بہ مجبوریوں کی بدولت عالم اسلام جنگ میں کودتا چلارہا ہے۔ حالانکہ دنیائے اسلام کا ہر چارہ گر اس حقیقت سے بھی بکوبی آشنا ہے کہ دشمن انسانیت جنگ کے انجام پر اگر کوئی فائدہ حاصل ہوا بھی تو ملت مُسلمہ اس کے حصّہ سے محروم ہی رہے گی ۔ حق تو یہ تھا کہ ملت مسلمہ کے تمام ارباب حل و عقد سر جوڑ کر بیٹھے اپنے سیاہ مستقبل کی فکر کرتے اور اپنے ہاتھوں اپنی قبریں نہ کھودتے۔ لیکن بیحد افسوس کہنا پڑتا ہے کہ اجطرب وبے چینی کے ان مشکل ترین !لمحات میں ہماری نگاہ میں عقل سے عاری چند ایسے افراد ہیں جنکی تمام تر علمی و عملی قوت کا نصب العین انگیزی ۔فتنہ جائی قومی افتراق اور ملی اتحاد کو پارہ پارہ کرنا ہے۔

آج جبکہ دورجدید ہر طرف سے ہو کر اپنے تمام و سائل کو بروئے کار لاکردین اور علم دین کو تختہء مشق کے بطور استعمال کرنے میں معروف عمل ہے۔ اور حالات کے تیور بتارہے ہیں کہ مستقبل قریب میں یہ جمارت اور زیادہ بڑھے گی۔

ان نازک ترین لمحات میں ہمارے کچھ لکھنے والے بھی مخالف دین طبقہ کا ہاتھ بٹارہے ہیں۔ ان لوگوں کی زبان پر کلمہ اسلام ہے۔ لیکن ان کی قلم ارکان اسلال میں کیڑے نکال رہے ہیں۔ علم دین پر کاری خربیں لگارہے ہیں۔ اور علمائے دین کی پگڑیاں اچھال رہے ہیں۔ اندازہ تو یہی ہے کہ یہ لوگ عالم اسلام کے مستقبل سے ناآشنا ئے محص ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے ننگ اسلال قلم پر ورق سیاہ کرتے ہوئے انتشار ملی کی خلیج کو وسیع سے وسیع تر چلے جارہے ہیں۔

کاش ان لوگوں میں اتنا شعور ہوتا کہ آجکل اسلام ۔ اسلام پر ور افراد اور علمائے اسلام کے خلاف عوامی جذبات ابھارنا نگاہ اسلام میں کتنا سنگین جرم ہے۔ اور اسلامی ممالک کو اس کے کتنے بھیانک نتائج بھگتنا پڑیں گے۔

یہی وجہ ہے کہ ذاتی طور پر ان جیسی تحریروں اور تقریروں کا میں کوئی نوٹس نہیں لیتا۔ لیکن چونکہ ان دنوں چند ایسی کتابیں اور پمفلٹ نظر سے گزرے جن میں عوام فریبی ۔ مغالطے اور حق پوشی کی انتھا کردی گئی ہے۔ اس لئے ناچار قلم بدست ہوکر

ان بیگانہ ء علم افراد کی لغزشوں اور حق پوشیوں سے عوام کو روشناس کرنے کا ارادہ کرلیا۔ تا کہ محترمہ اور منصف قارئیں یہ اندازہ لگاسکیں کہ اس انتشار و افتراق کے شجرہء خبیثہ کی جڑیں کہاں ہیں۔ اور ممکن ہے میری اس تحریر کو پڑھ کر کچھ فریب ! خوردہ ذہن بھی اس حقیقت سے واقف ہوجائیں کہ ایسے قلمکاروں اور مقررین کا نصب العین ملت مسلم اور ممالک اسلامیہ اختلاف پیدا کرکے دشمنان اسلام کے ہاتھ مظبوط کرنا ہے۔

**اعتراضات کا سبب**

کون نہیں جانتا کہ سر یپر عمامہ اور بدن پر قباد عبا سجانے والوں کی اکثریت کی کھوپڑیاں جو ہر علم و حکمت سے قطعی خالی ہیں، چناچہ ایسے ہی افراد کے سامنے جب وہابی گروہ کے اعتراضات پیش کئے جاتے ہیں۔ تو چونکہ

خور کو رفہم:علم و امتیاز سے تہی دامن ہوتے ہیں۔

دولت دانش و خرد میں مخص خالی ہاتھ ہوتے ہیں۔

حق و باطل میں امتیاز ان کی دسترس سے کوسوں دور ہوتا ہے۔

اس لئے وہابی دلائل سے مرعوب ہوکر ناچار ان کی تقلید کرلیتے ہیں۔ خود پرستی اور سستی شہرت کا حصّول ان میں ہوا بھرنے لگتا ہے۔ اور ان کا بے شعور دماغ غبارے کی طرح پھیلنے لگتا ہے ۔ نتیجتہ" یہ ننگ علم و علماء اپنے کو روشن فکر بنا نے کوشش میں ملت مسلمہ کو جادۃ انتشار پر ڈال کر بغلیں بجاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے تحقیق جدید کرکے نئے نظریات کی طرح ڈالی ہے۔

حالانکہ یہ لوگ اس حقیقت سے بے خبر ہیں کہ یہ نظریات ان کی ایجاد نہیں بلکہ ایسے لغویات کا سلسلہ آغاز اسلام ہی سے شرُوع ہوگیا تھا۔ اور علمائے حق ہر دور میں ان کے جوابات قرآن و سُنت کی روشنی میں دیتے رہے ہیں۔

انہی نام نہاد روشن فکر علماء میں سے عبد العزیز ابن سعود بھی ایک تھا جسکی عقل مستعار نے تمام مختلف مولوکو اکٹھا کرکے ایک رسالہ لکھا اور بغرض جواب شیخ جعفر کبیر متوفی ۱۲۲۸؁ کی خدمت میں بھیجا چنانچہ۱۲۴۳؁میں شیخ اعلیٰ اللہ مقامہ نے اس کے جواب میں منہج الشاد نجف اشرف سے طبع کراکے بھیجی بنا برین یہ

اعتراضات ( بعینہ ہمارے ایک بقلم خود علامہ کو مترجم نے کہتے ہوئے سنا تھا کہ میری کتاب اس دور کی انقلابی کتابوں میں سے ہے۔ کیونکہ بقول فلاں انگریز وہی کتاب انقلابی ہوتی ہے جس کے جوابات زیادہ سے زیادہ لکھے جائیں ۔ بزعم خویش اور بقول انگریز تو واقعاً وہ کتاب انقلابی رہی لیکن بقول ایک عالم زبانی آیۃ العظمیٰ خمینئی یہ کتاب انتشار ملی کا واحد خزانہ از مترجمہ)

اتنے علمی و فکر ی نہیں کہ ان کے جوابات کی خاطر وقت عزیز جیسی قیمتی چیز کو ضائع کیا جائے مگر چونکہ عوام کیلئے موجب اشتباہ بن جاتے ہیں اس لئے قرآن و سُنت سے ان کے جوابات لکھ دیئے گئے ہیں۔

**اس شجرۂخبیثہ کی جڑیں**

مناسب ہوگا کہ ان اعتراضات کے جوابات میں پڑنے سے قبل اس شجرہ مذمومہ کی جائے پیدائش کا پتہ لگاتے چلیں تا کہ قارئیں بابصیرت ہوکر اعتراضات کی تہہ تک پہنچ سکیں۔ الحاضر العالم الاسلامی کے ج ۲ ؃ ۹۷ کے مطابق نجد کے عونیہ نامی مقام پر ۱۱۱۲؁ءمیں عبد الوہاب کے گھر ایک بچہ پیدا ہو جس کا نام محمدؐ رکھا گیا زندگی کے ابتدائی مراحل طے کرنے کے بعد اسلامی تعلیم شُروع کی۔ تکمیل تعلیم کے لئے دمشق آیا۔ حنبلی علماء سے ابن تیمیہ متوفی ۷۲۸؁ ءاور اس کے شاگرد ابن قیم متوفی ۷۵۱؁ ءکے نظریات پڑھے اور انہیں قبول کرلیا ۔ وہابی مسلک کی باقاعدہ کا آغاز یہی سے شروع ہوا ۔ ازاں بعد محمد ابن عبد الوہاب نے تکمیل مزید کے لئے بغداد اور بصرہ کا سفر بھی کیا۔ جب واپس وطن پلٹا تو قبیلہء عتوب و عنزہ کے حکمران محمدؐ ابن سعود کو اپنے مسلک کی دعوت دی جس نےنہ صرف قبول کرلی بلکہ وہابی مسلک کو اپنی قلمرو میں سرکاری مذہب قرار دے دیا ۔ ابن سعود نے اس نو ساختہ مسلک کی تبلیغ کے لئے پڑوسی ممالک پر حملے شُروع کردئے ۔ ابن سعود کا دارالحکومت عَیَّہ تھا، علماء نے وہابی نظریات کو مسترد کردیا ۔ ان دونوں ریاض میں وہام ابن دواس حکمران تھا۔ ابن سعود اور وہام میں کافی عرصہ مجاذ لوائی رہی۔ بالآخر وہام مغلوب ہوگیا اور ریاض ابن سعود کے زیر نگیں آگیا ابن سعود کے بعد اس کا لڑکا عبد العزیز ابن سعود حکمران بنا۔ عبد العزیز ابن سعود بنا۔ عبدالعزیز نے بھی وہابی مسلک کی ترویج میں امکانی کوشش کی حتیٰ کی اس سلسلہ میں ایک مرتبہ مکہ پر بھی حملہ کیا ۱۲۱۵؁ھ اور ۱۲۱۶ ؁ ھ میں پندرہ ہزار مسلح فوجیوں کے ساتھ عراق پر حملہ کیا۔ کربلا انکی قتل اور گاتگری کا نصب العین تھا۔ نواسہ رسول کے حرم مطہر کو پامال کیا۔ جو کچھ ہاتھ لگا لوٹ لیا۔ بے گناہ اور نہتے اہالیاں کربلا کو بیدریغ ترتیع کیا۔ جب سعودی!

غارت گریٰ کی اطلاع ایران میں قاچاری سمران فتح علی کو ہوئی تو اس نے ایک لاکھ فوج تیار کی دوسری طرف بغداد کے حکمران سلیمان پاشا نے بھی ایک لشکر تیار کیا ۔عین اسی وقت روس نے ایران کو اورکردوں نے عراق کو اپنے فتنوں سے اپنی طرف متوجہ کر لیا جس کے نتیجہ میں سعودی حکومت برطانوی سمراج کا شجرہ کا شتہ اپنے کیفر کردار کو نہ پہنچ سکا۔ یہ ہے مختصر سی داسطان فتنہ وہابیت حقیقت یہ ہے کہ وہابی یا وہابیت زردہازہاں اپنے خیال میں تو تقلید کا جواُتار کر بزرگان ملت بیضاء کے حق میں اوّل قول بکنا ان کی توہین کرنا جسارت آمیز کلمات کہنا ہی اپنا علمی مقام سمجھتے ہیں لیکن وہ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ وہ مقلد کے مقلد ہی ہیں۔ اور جنکی تقلید میں وہ انبیائے کرام اورر ائمہ عظام کے حق میں گستاخیاں کرتے ہیں وہ ہیں صحرائے نجد کے وحشی گلہ بان جنہیں دنیائے انسانیت ٹھکراچکی ہے۔

**قارئین سے جائیز امید**

ہرذی ہوش بخوبی جانتا ہے کہ سادہ لوح عوام میں نمکین تحریر اور دلکش بیان وتقریب بہت سی غلط فہمیاں اور بدگمیانیانپیداکرتی ہیں۔ بلکہ بعض اوقات اچھے خاصے دانشمند بھی مغالطہ کھاجا تے ہیں جسکا نتیجہ نقصان عظیم کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا۔(مثلاً ہمارے پاکستان میں ایک بقلم خود علامہ صاحب آجکل اپنی تقاریر میں ذولجناح کی بالواسطہ مخالفت میں کہتے پھرتے ہیں کہ گھوڑے پر اتنا خرچ کرنیکی بجائے کسی! سیدانی کے سر پر چادر کیوں نہیں ڈال دی جاتی ۔ یہ بالکل وہی انداز ہے جیسا کہ معاویہ نے جنگ صفین ہارتے ہوئے قرآن کو نیزوں پر اٹھادیا تھا۔ اور حضرت علی نے فرمایا تھا "کلمتہُ حقٍّ یُرادُ لبَھا الباطِل بات تو اچھی ہے ۔ لیکن ذولجناح کی مخالفت ہے جو یقیناً سعی مذموم ہے۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ ان صاحب کے دل میں حرمت سادات کِتنی ہے ؟ سادات کے تعاون میں ذوالجناح کی مخالفت کیوں؟ کیا صرف شبیہ ذوالجناح کی مخالفتف ہی سادات نوازی کا ذریعہ ہے؟ سادات نوازی کے دوسرے بیسوں ذرائع موجود ہیں۔ لیکن دل کا چور یہیں چھپا ہے۔ مقصد سادات نوازی نہیں مقصد شبیہ زواالجناح کی چھپی ہوئی عداوت ہے جسے کھلے لفظوں میں ظاہر نہیں کیا جاسکتا ۔ مترجم) شاید اسی لئے عظیم مفکر شیخ بو علی سینا نے ایک جگہ لکھا ہے کہ و، جو لوگ کسی شخص کی کسی بات کو بلا دلیل قبول کر لیتے ہیں فطرۃ انسانیہ کے دائرہ سے باہر ہیں، بنابریں میں اپنے قارئین محترم سے امید کرتا ہوں کہ وہ عصر حاضر کی چکنی چپڑی او مسجع و مقفی عبارات و بیانات سے صرف نظر کر کے اس قسم کے بیہودہ مقالات دبیانات سے یکسو ہوکر اپنی خدا داد فوت فکر و نظر کو بروئے کار لاکر دونوں قسم کے مقاصد نتائج اور استدلالات کو سامنے رکھیں۔ یہ عہد کر لیں کہ چھوٹی سے چھوٹی بات بھی بلا دلیل قبول نہ کریں گے۔ تاکہ حق و باطل اور صدق و کذب میں امتیاز ہو سکے ۔

چونکہ ان لوگوں کا اندازہ بیان دطریق تحریر ایسا ہے جس سے عموماً یہی خیال ہوتا ہے کہ یہ لوگ عقل سلیم اور قرآن کریم کے تابع ہیں۔ اس لئے ہم بھی اپنے دائرہ بحث کو عقل و قرآن تک ہی محدود رکھیں گے تاکہ یہ لوگ اگر عقل و قرآن کی اتباع میں مخلص ہیں تو پھر انہیں سرتسلیم خم کرنے میں دیر نہ لگے۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اعتراض کا جواب عقل و قرآن سے پیش کروں گا۔ ہاں یہ بھی یادر ہے کہ ان جوابات میں میرا ارادہ نہ تو کسی کی دل آزاری ہے اور نہ ہی فتنہ انگیزی ۔

ـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

**مضحکہ خیز اشتباه**

یہ نام نہاد حقیقت جو افراد امت مسلمہ کی پسماندگی علمی سست روی مغرب کے مقابلہ میں معاشی زبوں حالی اور تمدنی بے راہ روی اسلام اور مراسم اسلام میں دیکھتے ہیں، حالانکہ اگر یہ کور باطن یورپ کے اندر جھانک کر دیکھیں تو ان کی تمام خوش فہمیاں دور ہو جائیں۔ اور انہیں سمجھ آجائے کہ جس یورپ کو ہم تہذیب دیوتا اور تمدن کا استاد سمجھتے ہیں وہ اندر سے کتنا کھوکھلا ہے چونکہ ہماراموضوع یورپی تمدن نہیں اس لئے اسے چھیڑنے کے بجائے صرف یورپی مذہبی مراسم کی طرف توّجہ تر دلاؤں گا اور اپنے ناپختہ عقل ان روشن فکروں کو یورپی مراسم کے متعلق بتاؤں گا۔جو معربی اساتذہ سے سبق لیکر اسلامی مراسم کو بدعت کہنے کی جسارت کرتے ہیں۔ اور اپنی راہ ترقی کا پتھر سمجھ کر انہیں راستہ سے ہٹانے کی فکر میں ہیں میں درخواست کروں گا کہ ذرا یورپ کی مذہبی دنیا میں جھانک کر دیکھیں کہ

کیا ان کے اساتذہ تہذیب و تمدن اپنے مذہبی مراسم سے اس طرح پیش آتےہیں جس طرح انہیں درس دیتے ہیں ؟

کیا اسلامی مراسم پر اعتراض کرنے والے یورپین عیسائی کلیسا اور چرچ کی تعظیم نہیں کرتے؟

کیایہی دانشور نہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ کو مقام عبودیت سے اٹھاکر مقام انبیت دیا ہے؟ کی جناب مریم کی عظمت میں یہ لوگ حدود سے آگے نہیں بڑھ گئے ؟

کیایہ وہ نہیں جنہوں نے جناب مریم کو ایک پاکباز معصومہ مطہرہ اور شریف النفس ستور کی جگہ زوجہ خدا بنا ڈالاہے

کیاعالمی پریس میں یورپی ناخداؤں کی چرچ میں مانگی جانے والی منکرانہ دعائیں نہیں چھپتیں۔

کیا حقیقت آشنا لوگ یہ بتاتے نہیں کہ یورپی اورامریکی نا خدا ہر صبح اپنےمذہبی مراسم بجالاتے ہیں ؟

کیا سب کچھ ایسے نہیں جیسے اسلامی مراسم ہیں، اور جنہیں ہمارے نام نہادروشن فکر بنگاه تمسخر دیکھتے ہیں ؟

**ـــــــــــــــــــــــــــ**

**مغالطہ**

**ــــــــــــــــــــــــــــ**

عقیدہ وہابیت سے دور حاضر کے بعض قلمکار اسلام کی مقدس ترین دستاویز سمجھتے ہوئے اسے بنیاد بنا کر نئی نئی اصلاحات نافذ کر رہے ہیں صحرائے نجد کے گلہ بانوں کی تخلیق ہے۔ اور آج ان کی تبلیغ وترویج میں سرتوڑ کوششیں ہورہی ہیں۔ زبانیں خریدیجارہی ہیں قلم خریدے جارہے ہیں ۔ گوریلے پیدا کئے جارہے ہیں۔

ان نظریات کی شدت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ عقیدہ وہابیت کی روسے سرور کونین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات گرامی بعد از رحلت لکڑی کے ٹکڑے سے زیادہ کچھ بھی نہیں۔ ان لوگوں کو مسیح العقیدہ مسلمانوں پر اعتراض ہے کہ امت مسلمہ بزرگان دین کی عظمت کی دلدل میں پھنس کر رہ گئی ہے ۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ آج مسلمان راہ ترقی میں یورپ سے صدیوں پیچھے رہ گئے ہیں ۔ اگر مسلمان عظمت بزرگان اسلام کاجوا تارپھینکیں تو ہم انتھائی برق رفتاری سے اقوام عالم کے دوش بدوش چل سکیں گے۔ بلکہ سارا سلام ہمیں آگے لے جائے گا اور یورپ ہماری تقلید پر مجبور ہوگا۔

اب اس انداز نظر وفکر کو ذراریگزار نجد میں چل کر دیکھئے۔ دنیا کے دیگر مسلمان توعقائد کی دلدل میں پھنس کر پیچھے رہ گئے ہیں۔ لیکن کیا ان نظریات کے خالق نجدی جن کے ہاں مراسم ختم میں ۔عظمت پیغمبرکو مسل کر رکھدیا ہے، جنت البقیع میں مزارات آل محمد زمین بوس کر دی گئی ہیں۔ روضہ رسول کو بوسہ دینا قانوناًجرم قرار دیاگیا ہے ۔

**ترقی میں اقوام عالم سے جاملے ہیں؟**

جہاں تک ہماری نگاہ نام کا تعلق ہے تو میں ان عقائد کے مبلغ جس مقام پران نظریات سے پہلے کھڑے تھے آج بھی وہیں نظر آتے ہیں۔ بلکہ اس سے بھی کوسوں میل پیچھے دھکیل دیئے گئے ہیں ایک صدی سے کچھ سال اوپر ہورہے ہیں کہ ان لوگوں نے ان عقائد کی ترویج شروع کی۔ اگرایک صدی ترویج عقائد میں گزارنے کے بعد بھی وہ ایک قدم آگے نہیں بڑھ سکے تو پھر کس منہ سے یہ لوگ امت مسلمہ کی سیاہ بختی کا اصلی سبب ان مراسم کو بتلاتے ہیں۔ جوان کی زبان میں بدعت کہلاتے ہیں۔

اگران مراسم تعظیم وتکریم کو چھوڑکر ان لوگوں نے ترقی کی ہوتی ۔میدان علم میں نئی راہیں پیدا کی ہوتیں۔ میدان عمل میں آگے بڑھے ہوتے۔ سائٹس میں ایجادات کی ہوتیں۔ علاج الامراض میں کمال پیدا کیاہوتا تو پھر ہم بھی تسلیم کرتے کہ واقعاً ان لوگوں کا دعوی درست ہے ۔ اور ہم بھی ان مراسم کو خیر باد کہہ دیتے۔

چیکہ حقیقت اس کے سراسر خلاف ہے۔ علاج کیلئے نجدی امریکہ برطانیہ اور فرانس کے چکر لگاتے ہیں علم نام کی کوئی چیز نہیں حتیٰ کہ اپنا دفاع بھی امریکہ سے کرتے ہیں۔ حالانکہ ا گر حقائق کومدنظر رکھا جائے تو ہماری پستی کاراز یہ مراسم تعظیم نہیں بلکہ ہماری علمی دست نگری کی داستان دوسری ہے۔

کاش یہ لوگ تعصب کے خوں سے نکل کر سلاطین قدیم اور حکمرنان عصر نو کے حالات کا موازنہ کرتے ،اور پھر تجزیہ کرتے کہ وہ کون سے اسباب تھے جنکی بنا پر امت مسلمہ کے عالم کا پھرپورانصف صدی سے بھی کم عرصہ میں پورے عالم انسانیت پر لہرانے لگا تھا۔

کیا قرون دل میں امت مسلمہ کا علمی ارتقا اسلامی مراسم تھے یا انہیں بدت کہہ کرٹھکرادینا تھا؟

یہ ایک بہت بڑا مغالطہ ہے جو یہ لوگ اپنی چرب زبانی اور دینار کے سہارے سادہ لوح عوام کے اذہان میں ڈالتے رہتے ہیں۔ کہ قرون اولیٰ کے مسلمان ان بد عات سے دور تھے اسل لئے۔ وہ دنیا پر چھا گئے۔ اور ہم ان بدعات میں گھر گئے اس لئے ہمارا بیڑہ غرق ہورہاہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ قرون اولی کی حکومتیں بوجوہ اس بات پر مجبور تھیں کہ دہ ظاہرا ًاپنے کوحدورالمیٰہ کے دائرہ میں محدود رکھیں۔

وہ لوگ بلا لومئہ لائم چور کا ہاتھ کاٹنے پر مجبور تھے۔

ان کے ذہن میں انتشار پسند انتشار انگیز اور انتشار پر ور افراد گردن زدنی تھے۔ وہ لوگ نصوص قرآن کے مطابق یہود انصاری کو اپنا جانی اور ایمانی دشمن سمجھتے تھے۔ وہ لوگ نہ صرف یہودو نصاریٰ کے عقائد و نظریات کو خلاف اسلام سمجھتے تھے بلکہ ان کے خورد و نوش لباس و خوراک اور تمدّن و معاشرت کو بھی خلاف اسلام سمجھتے تھے ۔

ان کے دور میں تشبہ بایہود وانصاری بھی گناہ عظیم تھا۔

وہ لوگ اپنے مذہبی مراسم کے قطعی پابند تھے۔

دہ لوگ دشمنان اسلام کو اپنا دشمن سمجھتے تھے ۔

وہ لوگ اسلامی اصول کے اس حد تک پابند تھے کہ اگر انکی قلمر د میں کسی ذمی یہودیہ کے پاؤں سے خلخال گم ہو جاتی تو مارے ندامت کے ان کی پیشانی پر پسینہ آجاتا۔ اور پکارا سکتے تھے کہ امت مسلمہ کے لیے مقام موت ہے کہ انکی حفاظت میں رہنے والی یہود کا زیور گم ہو جائے۔

ان کی نگاہ میں فرامین سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتنی عظمت تھی کہ وہ کسی کافر حکمران کے دربار میں بھی ریشمی فرش پر نہیں بیٹھتے تھے کیونکہ اس کے رسولرحیم نے مرد کیلئے رشیم کا استعمال ممنوع قرار دیا ہے ۔

ان لوگوں کو احکام خدا اور ارشادات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پراتنا کامل یقین تھا کہ وہ زندگی کے ہر قدم پر اپنا اور اپنے دین کا محافظ خدا کو سمجھتے تھے میں دجہ تھی کہ اگر کسی غیر کو کسی کافر کے دربار میں اندازے سے کہیں زیادہ زہر بھی کھانا پڑی توانہوں نے بلا تامل کھالی ۔ اور پھر قدرت نے اپنا وعدہ حفاظت یوں نبھایاکہ زہر کھانے والا زہر کھانے کے بعد بھی دربار دشمن سے صحیح وسالم اٹھ کر چلا آیا۔ جس کے نتیجہ میں دشمنان اسلام کو بھی صداقت کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا پڑا۔

یہ ان لوگوں کی اسلام سے شدت عقیدت اور انتھائی وابستگی ہی تو تھی چند ہزار سپاہی سات لاکھ کے رومی لشکر جرار سے ٹکرا کر فتح یاب ہوئے۔ میں حیران ہوں کہ دور حاضر کے روشن خیال افراد کس بنا پر اسلامی مراسم کو بدعت کہتے ہیں جہاں تک میرا تجزیہ ہے وہ یہ ہے کہ قرون اولیٰ کے مسلمان ایمان بالغیب سے ہر میدان میں کامران رہے ۔ اور ہم ایمان بالغیب کو چھوڑ کر قعر ِمذلت میں گر گئے ۔

**عوام فریب کون**

آفرین ہے ان لوگوں کی دیانت داری پر ۔ اور شاباش ہے ان افراد کی اسلام نوازی پیره اپنی ہر تحریر و تقریر کا آغازہ تو جذبہ دین سے سرشار ہو کر کرتے ہیں۔ ابتداء میں انتہائی دلکش انداز سے دین سے وابستگی کا اظہار کرتے ہیں اپنے پڑھنے اور سننے والوں کا دل موہ لینے کی خاطر قدم قدم پر دین کا ماتم کرتے ہیں ۔ اور جب دیکھتے ہیں کہ قارئین اور سامعین فکر و قلب کی گہرائیوں سے متوجہ ہو چکے ہیں، توفرماتے ہیں۔ دین عقل و خرد کی راہنمائی کا نام ہے۔ اور جو کچھ تمہاری عقل میں سما جائے دہی میں ہے

کیا انداز بیان ہے۔ حالانکہ یہ کور دماغ اس حقیقت سے بے خبر ہیں کہ اگر سہاری اور آپکی عقل میں آنے والی باتوں ہی کا نام دین ہے تو پھر دینی حقائق بیان کرتے وقت اپنی عقل کے ساتھ اسلام قرآن اور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیوند کیوں لگایا جاتا ہے ؟ اور اپنے غلط و جاہلانہ نظریات کو کیوں ارشادات سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وکم کے اور کتنا درد دین ہے۔

خود ساختہ مفاہیم میں ڈھالا جاتا ہے۔؟ کیا یہی عوام فریبی نہیں ؟ کیا یہ سادہ لوح عوام سے مکاری نہیں ؟ کیا یہ مکروہ اور گھناؤنا کاروبار نہیں ؟

اگر مفاہیم عقل ہی کا نام دین ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ اپنی تقریر وتحریر کے ابتلائیہ میں اسلام و قرآن پیش کیا جاتا ہے ؟ میرے سامنے جو کتاب سے اس کے آغاز میں اسلام کی بیکسی پر ٹوٹ ٹوٹ کر یا تم کیا گیا ہے ۔ لیکن ابھی تک اس نوحہ وشیون کی سیاہی بھی خشک نہ ہونے پائی تھی کہ بڑی ڈھٹائی سے لکھ دیا گیا ہے کہ آج سے صدیوں قبل بنایا گیا قانون دور حاضر کے تقاضے پورے نہیں کرتا۔ کیونکہ اس میں ٹول ٹیکس اور محصول چنگی وغیرہ جیسے اہم مسائل موجود نہیں۔ یہ تو آگے چل کر ہی ہم وضاحت کریں گے کہ سرور کونین ﷺ کو جو دین ذات احدیث نے دیا ہے وہ قیامت تک پیش آنیوالی ہر ضرورت کے لئے کفیل ہے ۔ لیکن یہاں تو یہ بتانا مقصود ہے کہ جس دین کی بیکسی کا رونا آپ رو رہے ہیں۔ وہ تو ہے ناکافی اور پرانا اور جودین آپ لوگوں کو دینا چاہتے ہیں وہ بھی ماخوذ ہے اسی قرآن وحدیث سے جو صدیوں پہلے آچکے ہیں۔ کیا یہ تضاد بیانی تو نہیں ؟ اگر ہے تو آپکی کونسی بات قابل تسلیم ہے اگر نہیں تو اوراق سیاہ کرنے کا فائدہ کیا ؟ آپکو آپکے ماضی کو۔ آپکے سابقہ اور لاحقہ کو جتنا ہم جانتے ہیں شاید ہی کوئی جانتا ہوگا تمہیں کیا معلوم کہ دین کیا ہے ۔ اور اسلامی قوانین کیا ہیں ؟

اگر کسی شخص نے قرآن کو دیکھا تک نہ ہو۔ اور وہ اپنے جیسے کم علم افراد سے کہتا پھرے کہ مجھے کسی بھی مقام پر قرآن میں جبریل یا امین وحی کا نام نظر نہیں آیا۔ تو آپ ہی بتائیں کہ ایسے شخص کا علاج کیا ہے ؟ اور اس کے ایسے اعتراض کا جواب کیا ہوسکتا ؟

انشاءاللہ یکے بعد دیگرے ان تمام مسائل کو ہدیہ قارئین کریں گے ۔ اور ان مند نشینان دین و مذہب کی خیانت کاریوں کو طشت از بام کریں گے۔

**علمائے اسلام کے خلاف طوفان بدتمیزی**

چونکہ وہابیت زدہ نجدی خود اور ان کے ہمنوا۔ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان کے دام سرنگ زمین کو ظاہر کرنے والے ۔ ان کی فریب کاریوں کا پردہ چاک کرنے والے ۔ اور ان کے علمی حدود اربعہ کا پوسٹمارٹم کرنیوالے ۔ اگر کچھ افرادہیں تو وہ صرف اور صرف علماء ہی ہیں۔ کیونکہ سادہ لوح عوام ، اولاًتو ان کی مکاریوں سے آشنا ہی نہیں ہوتے۔ اور اگرچند ایک واقف ہو بھی جائیں تو وہ اپنے کو مذہبی نزاعات سے علیٰحدہ رکھنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

اس لیے یہ دجال منش اپنے مذموم اور مسموم مقاصد کی راہ میں صرف علمائے اعلام ہی کوروڑا سمجھتے نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ بد باطن جیسے ہو سکے۔ جہاں ہو سکے۔ اور جب ہر سکے علما نے اعلام کی قبائے دیانت کو تار تار کرنے اور دستار شرافت کو گندیدہ کرنے کی نامحدود کوشش میں مصردف عمل رہتے ہیں۔ علمائے حق کو مطعون کرتے ہیں(ا جی فلاں توشیخی ہے) علمائے حق پر تہمتیں لگاتے ہیں (کیا آپ کو معلوم نہیں فلاں صاحب تو ملائکہ کے منکر ہیں) نگاہ عوام میں علماء کا وقار ختم کرنے کی فکر میں رہتے ہیں (ارے اس کی کیا بات کرتے ہودہ کوئی لکھا پڑھا ہوا تو نہیں ہے بس عمامہ باندھ رکھا ہے) مقصد یہ ہوتا ہے کہ یہ سادہ لوح عوام علمائے حق تک پہنچ ہی نہ سکیں۔ اور ان کی آواز عوام میں مؤثرنہ ہونے پائے ۔ اور ہمارے سامنے فکری غارتگری کا میدان صاف رہے ۔ اور ہم انتھائی یکسوئی سے ایک طرف نجدی دولت کا حق نمک ادا کرتے رہیں۔ اور دوسری طرف سادہ لوح عوام میں اپنے علم وعمل اور زہد و تقویٰ کا بھرم رکھتے رہیں ۔

جبکہ نہ صرف حقیقت یہ ہے بلکہ تاریخ اسلام اس حقیقت کی شاہد عادل ہے۔ کہ :سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے لمحہ اول سے تادم تحریر علمائے حق ہیں جنہوں نے دین اسلام کی حفاظت کی ہے۔ وہ علماء ہی تھے جنہوں نے یہودیت کی فکری یلغار اور عیسائیت کی ذہنی زہرآلودگی وغیرہ جیسے طوفان کی راہ میں ناقابل تسخر بند باندھے۔

**رضاخان کو علماء سے کیا دشمنی تھی ؟**

مملکت ایران جو ایک عرصہ سے اختناقی کیفیت سے دوچار تھی جسے نہ صرت ایران نے دیکھا ہے بلکہ پوری دنیا اسکی شاہد ہے۔ اس پورے عرصہ میں رضاخاں کے سرتیر جفا کا پہلا نشانہ علماء ہی رہے ۔کیونکہ اسے یقین تھا اگر میں نے سختی سے علماء کا گلا نہ دبایا ۔ علماء کی زبان پر پہرہ نہ بٹھایا ۔اور افکار علماء کو نہ روکا تو اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب نہ ہوسکوں گا۔ اور علماء قدم قدم پر میرے سَر خلاف اسلام اقدام کو طشت ازبام کرتے رہیں گے۔ ہر ایسے اقدام کو جو ملت ایران کے خلاف ہوگا علماء اپنی بصیرت کی بدولت عوام کو آشنا کرتے رہیں گے۔ جبکہ علماء کے علاوہ رضاخان کے ساتھ دو قسم کے لوگ تھے۔

۱۔ ایسے لوگ جو رضاخان کے درباری وظیفہ خوار۔ اور بازاری بازی گر تھے۔ ان سے رضاخان کو کوئی خطرہ نہ تھا۔

۲۔ ایسے لوگ جو علمی ۔ فکری ۔مالی۔ یا قلبی لحاظ سے کمزور ناتواں تھے یہ قسم بھی رضا خان کے لئے موجب اطمنیان تھی۔

علمائے اعلام میں سے رضاخان کو مرحوم مدرس کے ساتھ کچھ وقت گزارنے کا موقعہ ملا تھا کہ یہ لوگ نہ پیسے کے لالچ میں اطاعت کریں گے اور نہ ہی قید وبند کی تکلیف انہیں جھکا سکیں گے۔ چنانچہ رضاخان نے اپنے اولیائے نعمت کے مشورہ سے علماء کی کردار کشی شروع کردی ۔ جائز ناجائز تنقید کے تیر برسائے جانے لگے۔ باقائدہ کرایہ داروں سے ایک مہم شروع کرئی گئی ۔ اگر چہ بعض مقامات پر بعض حوصلہ مند دیر اور شجاعت آشنا افراد ن ے اصفہان ۔ تبریز اور مشہد وغیرہ میں اس کردار کشی کو روکنے کی کوشش کی لیکن عوامی بیداری نے اس کو کوشش کو باآور نہ ہونے دیا۔علاوہ ازیں ذرائع ابلاغی بتما مھا رضا خان کی جیب میں تھے اس لئے وہ اپنی مہم میں کامیاب ہوگیا اور علماء کو اس حد تک بدنام کردیا گیا کہ عوام الناس علماء سے خوف کھانے لگے۔ نوبت بایں جارسید کہ اوّلا تو کسی عالم کو بس میں ہمسوار ہی نہیں ہونے دیاجاتا تھا۔ اور اگر کہیں کوئی عالم اپنے ذاتی اثر و رسوخ یا منت سماجت سے بس میں سوار ہوبھی جاتا۔ تو اگر سوئے اتفاق سے راستہ میں کہیں بس کوکوئی حادثہ پیش آجاتا ۔ تو اس حادثہ کی ساری ذمہ داری اس عالم پر ڈال دی جاتی۔ اساے منحوس کہا جاتا۔ میرا اپنا چشم دید واقعہ ہے۔ کہیں سفر پر جا رہا تھا۔ بس میں صرف دو صاحب عمامہ تھے۔ ایک میں تھا میرے سر پہ سید ہونے کی بدولت سیاہ عمامہ تھا۔ اور ایک اور بزرگ منش غیر سید تھے جن کے سر پر سفید عمامہ تھا راستہ میں غیر متوقع طور پر بس کا ڈیزل ختم

۲۳

ہوگیا، ڈرائیور نے جونہی بس روکی اس کا پہلا حملہ تھا۔ از نحوست این اخوند است . غیر سید بزرگ عالم دین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ۔ یہ ان مولانا کی نحوست ہے اگر میرے سر پر بھی سادات کی علامت سیاہ عمامہ نہ ہوتا تو یقینا نحوست ور برابر حصوں میں تقسیم ہو جا تی لیکن سادات سے ہونیکی بد دلت میری جانب انگلی نہ اٹھ سکی۔ یہ معمولی سا چشم دید واقعہ بطور مشتے نمونہ از خروارے پیش کیا گیا ہے ۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جس معاشرہ میں عوام کی نگاہ میں مقام علماء اس حدتک گرا دیا جائے اس معاشرہ میں میدان عمل ان عناصر کے ہاتھ رہ جاتا ہے جو دین نا آشنا ہوتے ہیں جس کا منطقی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ علماء گوشہ نشین ہونے پر مجبور کر دیئے جاتےہیں۔ اور مادہ پرست بازی گروں کے لیے میدان عمل کھلا چھوڑ دیا جاتا ہے۔

مادہ پرستوں کے تسلط ہی کا نتیجہ ہے جو آج ملت ایران کے سامنے ہے۔ تیرہ بختی کی گمبھیر سیاہ رات ہے جو ڈھلنے کا نام نہیں لیتی ایرانی قومیت یورپی تمدن میں پانی کی طرح ملتی جارہی ہے ۔ ایرانی ثقافت پر مغربی چھاپ لگ چکی ہے ۔ اور ایرانی تاریخ مسخ کی جارہی ہے ۔

یہ ہے نتیجہ مادہ پرستی کے غلبہ اور مراسم دینی سے دوری کا۔

رضاخان آنجھانی ہو گیا خیال تھا کہ ملت ایرانی خواب خرگوش سے بیدار ہوکر اپنی متاع رفتہ کو حاصل کرنے کی کوشش کرے گی لیکن میں سمجھتا ہوں ابھی ملت ایران کی آنکھیں خمار آلود ہیں۔ نیند کا نشہ ابھی نہیں ٹوٹا ابھی تک بوجھل سر سے ایرانی قوم اپنے زخم چاٹنے میں مگن ہے ۔

جب ایرانی قوم نے رضاخان کے جانے کی فرصت سے فائدہ نہ اٹھایا تو پھر وہی لوگ سامنے آگئے جو رضاخان کے زمانہ میں تھے۔ اور اب ان کی جرات پہلے سے کہیں زیادہ بڑھی ہوئی ہے۔ رضاخان کے زمانہ میں انکاہدین تنقید علماء ہوتے تھے لیکن اب براہ راست اسلام اور ارکان اسلام کو مطعون کیا جاتا ہے۔ اب قرآنی محکمات کو پائے اغراض میں سےروندا جارہا ہے ۔ چونکہ یہ ایک الگ اور طویل موضوع ہے۔ اس لئے اب نجدی اعتراضات کے جوابات لکھنے چلا ہوں تاکہ انکی در درغ باقی اور خیانت کاری کا حال ٹوٹ سکے۔

**نقطہ آغاز ۔ توحید**

سوال نمبر۱۔ کیا سرور کونین ﷺ اور ائمہ کرام علیہ السلام حاجت روائی خاک کربلا سے شفا جوئی۔ خاک کربلا پر سجدہ اور مزارت ائمہ کرام علیہم السلام پر گیند سازی وغیرہ شرک ہے یانہیں؟

اگر شرک ہے تو درست ہے۔ اگر شرک نہیں تو شرک کا وہ معنی بتائیں جس کے خلاف اسلام اور قرآن نے آغاز جنگ کیا ہے۔ اس شعک اور سوال کردہ امور کے شرک میں کا فرق ہے؟

**جواب**: مناسب ہوگا اگر جواب سے قبل سوال کا تجزیہ کرلیں تاکہ قائین کے لئے آسانی ہوجائے تجزیہ کرنے سے آپ دیکھیں گہ کہ سوال ایک نہیں بلکہ کئی بن جائیں گے کچھ تو وہ سوال ہیں جو یہ گندم نما جو فروش تو حید کرتے ہیں۔ اور کچھ سوال جو انکی نگاہ میں نہ آسکے ہم اپنی طرف سے انہیں دے گے۔ تجزیہ

الف۔ نبی وامام علیہم السلام سے حاجت روائی شرک ہے یانہیں۔

ب۔ خاک کربلا سے طلب شفا شرک ہے یانہیں۔

ج۔ خاک کربلا پر سجدہ کرنا شرک ہے یانہیں۔

د۔ مزارات ائمہ پر گنبد سازی شرک ہے یا نہیں۔

لا۔ اگر یہ سب کچھ نہیں تو وہ کونسا شرک ہے جس کے خلاف اسلام اور قرآن نبردآزمارہے ؟ نیز معنائے شرک کیا ہے تاکہ اور مذکورہ امور میں امتیاز کیا جاسکے اپنی طرف سے اضافی سوال۔

د۔ مزارارت انبیاء:- ائمہ اور شہداء کی تعظیم شرک ہے یانہیں ؟

ان سوالات کا محوری نقطہ چونکہ شرک ہے لہٰذا مناسب یہی ہوگا کہ سب سے پہلے معنائے شرک کی تعین کریں۔ اس کے بعد یہ دیکھیں کہ اسلام وقرآن نے

ــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

(یعنی بوقت ضرورت ، یانبیؐ مدد ۔ یارسول مدد۔ یاعلیؑ مدد۔ یاحسنؑ مدد۔ یاحسینؑ مدد۔ یا سجادؑمدد۔ یاباقرؑمدد۔ یا جعفرؑمدد۔ یاکاظمؑ مدد۔ یا رضاؑمدد۔ یاتقیؑ مدد۔ یانقیؑ مدد اور یاعکسریؑ مدد کہنا ہے یانہیں ؟)

کس سے جنگ کی ہے ۔ جہانتک میں سمجھتا ہوں ہمارے سامنے سب سے اہم سوال معنائے شرک۔اقسام شرک اور مشرکین عرب وغیرہ عرب کے نظریات کی تعین ہے جب ہم اس سے عہدہ برا ہوگئے تو اسلام اور قرآن جنگ کا نقشہ از کود ہمارے سامنے آجائیگا ۔

قارئین یہ نہ بھولیں کہ میری نگاہ میں تفصیل نہیں اختصار ہے۔ بنا بریں اگر کسی قاری کو تفصیل درکار ہو تو اُسے از کود کتب تواریخ و مذہب کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ اب آئیے شرک اور اس کے اقسام دیکھیں

۱**۔ مجوسیت ۔**اور اس کے فرقے۔

مجوسی سٹریچر سے کچھ دستیاب ہوا ہے وہ بھی معانی شرک میں سے ایک ہے۔ جسکا خلاصہ یوں ہے۔ خالق کائنات دو ہیں۔ (۱) نور یعنی یزدان (۲) ظلمت یعنی اہریمن ان دو میں سے مجوسی نظریہ کے مطابق قدیم اور اصلی خالق صرف یزدان ہے۔ اور اہریمن یزدان کی تخلیق ہے جو قدیم نہیں بلکہ حادث ہے۔

مجوسیوں میں فرقہ واریت کا سبب اہریمن کی تخلیق ہے۔ چنانچہ کیومرثیہ مجوسی اہریمن کو یزدان کے غلط تصورات اور لغزش آشناتفکرات کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔ جبکہ زوانیہ اور زرد شتیہ مجوسی ان سے مختلف نظریہ رکھتے ہیں۔ اور اس سلسلہ میں ان لوگوں نے انتھائی عجیب و غریب خیالات کا اظہار کیا ہے جنکا تذکرہ موجب طوالت بھی ہوگا۔ اور بے فائدہ بھی ہوگا۔ یہ چرک کا ایک نظریہ ہے۔

۲۔ **ثنویہ مسلک۔**

ان کے مطابق کائنات کے دو خالق ہیں۔ دونوں اصلی اور قدیم ہیں۔ ان دونوں خالقوں میں مشترک صرف قدیم ہونا ہے۔ دیگر تمام اوصاف مثلاً جو ہریت ۔ ظبیعت۔ فعلیت۔ مکانیت ۔ جسمیت۔ اور وحانیت وغیرہ میں کلیتہ" ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

۳**۔ فرقہ مانویہ۔**

ثنویہ مسلک ہی کی ایک ژاخ ہے۔ بعد از مسیح شاپورا بن اُرد شیر کے زمانہ میں اس کا بانی ابھرا جس کو بہرام ابن ہر مزلہ نے قتل کر ڈالا ۔ ان کے عقیدہ میں کائنات دو قدیم اور طاقتور خالقوں کی ایجاد ہے۔ جو نفس ۔ صورت۔ فعل۔ اور تدبیر میں ایک دوسرے کی ضد ہین ۔ اور حُسّیز مین متحاذی یہ لوگ جو ہر کونیا۔ فاضل ۔ خوشبوخوش رو۔ خوش عمل اور خوش خواہ سمجھتے ہیں۔ جو ہر کے ہر عمل کو۔ خیر۔ صلاح مسرت تنظیم ۔ اور خوبی سمجھتے ہیں۔ اسکا مکان عالم بالا میں بتاتے ہیں۔

نور کے مقابلے میں دوسرے قوّت ظلمت مانتے ہیں جو ہر لحاظ سے نور کی ضد ہے ان کے خیال میں نور و ظلمت میں سے ہر ایک کی پانچ پانچ اجناس ہیں۔ جن میں سے چار جسم اور ایک روح ہوتی ہے۔ بنابریں نور میں ۔آگ۔ ہوا۔ پانی اور روشنی چار جسم ہین اور نسیم روح ہے۔ جو کہ ہر جسم میں متحرک ہے۔ ظلمت میں سوزش ۔ تاریکی ۔ زہر اور حباب چار جسم ہیں۔ انکی روح بخارات ہیں جو ابدار ن اربعہ میں عامل متحرک ہے۔ ان کے نظریات بھی انتھائی حیران کن ہیں۔ چونکہ ہمارا مقصود صرف ان مشرکانہ نظریات کا تعارف ہے اس لئے تروید یا تصدیق کئے بغیر آگے گزر نا چاہتے ہیں۔

۴۔ مزدک اور مزدکیاں

نوشیروان کے والد قباد کے زمانہ میں مزدک اپنا مذہب لیکر اٹھا۔ قباد کو اپنے نظریات کی تبلیغ کی جس نے مزد کی مذہب اختیار کرلیا۔ لیکن بعد میں نوشیروان نے نہ صرف مزد کی مذہب کو مسترد کردیا ۔ بلکہ مزدک کو گرفتار کرکے قتل کروا ڈالا۔ ان کے عقائد میں سے ایک عقیدہ یہ ہے کہ۔

جس طرح ایرانی حکمران خسرد کے چار وزیر ہیں اس طرح میرا خدا عرش پر کوسی نشین سے اور چار قوتوں کا مالک ہے۔

اگر خسرد کے سامنے مؤیدان ہے تو میرے خدا کے سامنے قوت تمیز ہے

اگر خسرد کے سامنے ھر بداکبر ہے تو میرے خدا کے سامنے قوت فہم ہے

اگر خسرد کت سامنے اسپہبد تو میرے خدا کے سامنے قوت خفط ہے

اگر خسرد کے سامنے رامشگرہے تو میرے خدا کے سامنے قوت سرور ہے

ان خیالات میں خدا ان چار قوتوں کو سات دیگر امور سے مربوط کرکے تدبیر عالم کرتا ہے۔ وہ سات امور یہ ہیں۔

۱۔ سالا ۲۔ پیشکار ۳۔ بالون ۴۔ بروان ۵۔ کاروان ۶۔ دستور ۷۔ کورک ان سات امور کو بارہ ذحانیوں میں دو ۔ کرنا ہوتا ہے۔ بارہ روحانی یہ ہیں۔

۱۔ خوانندہ ( پڑہنے والا) ۲۔ دہندہ ( دینے والا) ۳۔ ستانندہ (تعریف کرنیوالا) ۴۔ برندہ ( کاٹنے والا) ۵۔ خورندہ ( کھانپوولا) ۶۔ دوندہ (دوڑنیوالا) ۷۔ خیزندہ ( اٹھنے والا) ۸۔ کشندہ ( قتل کرنیوالا) ۹۔ زنندہ ( مرنیوالا) ۱۰۔ کنتدہ

(کرنیوالا) ۱۱۔ آئیندہ ( آنیوالا) ۱۲۔ شوندہ ( ہونیوالا)

مزدک کے مطابق اگر کوئی شخص اپنے اندر کالق کی چار۔ سات۔ اور بارہ قوتیں پیدا کرلے تو وہ کرہ ارض میں ربانی ہوجاتا ہے۔ اور ہر قسم کی شرعی تکلیف سے آزاد۔ ان کے دیگر بھی بہت سے فرقے ہیں۔ مثلاً۔ دیصانیہ ۔ مرقونیہ ۔ کینونیہ۔ اور اصحاب تناسخ وغیرہ ۔ ان میں سے ہر فرقہ کے عقائد کی تفصیل میں جانا لاطائل تطویل کا موجب بنے گا۔ آتش پرست مجوسی بھی اسی درخت کی ایک شاخ ہیں جنہوں نے آتش کدے تعمیر کئے۔ طوس میں سب سے پہلا آتشکدہ فرید دن نے تعمیر کیا۔ اس کے بعد دیگر آتش کدے۔ بخارا ۔ سجستان ۔ چین اور فارس میں بنائے گئے۔ یہ تمام آتش کدے زردشت سے قبل موجود تھے۔ زردشت سبھی اپنے دور میں نیشاپور وغیرہ میں نئے آتش کدے تعمیر کرائے۔

۵۔ **خواہش پرستوں کے عقائد:**

یہ لوگ ہمیشہ انبیاء سے متصاد م رہے۔ ان کے معتقدات کا تمام ترانحصارا پنی فطرت۔ عقل۔ اور فکر پر رہا ہے۔ دھریہ بھی انہی کا ایک گروہ ہے۔ جنہیں ان کی عقل مشاہدات کے سوا کسی چیز کی راہنمائی نہیں کرتی ۔ انہی میں سے ایک اور گروہ نے جنم لیا۔ جو مذہب کے آغاز تخلیق اور یوم حشر کے نظریہ کو تسلیم کرتے ہَیں۔ لیکن دیگر مذہبی احکام و مسلمات کو اپنی فکر خام کے ترازو میں تو لتے ہَیں۔ چنانچہ آج کے بعض روشن فقر بھی اس ڈگر پر چل رہے ہیَں ۔ اور اپنے کو فقر جدید کا حامل سمجھتے ہَیں۔ حالانکہ یہ کور فہم اس حقیقت سے بے خبر ہیں کہ آج سے ہزاروں برس قبل مذہبی مسلمات سے انکار بھی کیا جاچکا ہے اور اس نظریہ میں یہ لوگ ان منکرین کے متقد ہیَں ۔ اور آغاز تخلیق اور یوم حشر کا اقرار بھی ہوچکا ہَے جس کی تبلیغ انبیاء نے کی تھی۔

۶۔ **حرنانی نظریات۔**

یہ فرقہ بھی مجوس کی ایک شاخ ہے۔ ان لوگوں نے نصارائی تثلیت اور ثنوی شرک کو جمع کرکے ایک نئے نئے مذہب کی بنیاد رکھی ہے۔ چنانچہ یہ لوگ اصول خمسہ کے قائل ہیں ۔

۱۔ ذات باری ۲۔ نفس ۳۔ سیولیٰ ۴۔ دھر ۵۔ خلا

ان کے حیرت آشنا معتقدات کی تفصیل میں جانا تضیع وقت کے سوا کچھ نہیں لہٰذا آیئے شرک کا ایک اور پہلو دیکھ لینے کے بعد اب ذرا شرک کا دوسرا معنی اور مشرکین کے گرد ہوں کو دیکھیں ۔ شرک کا دوسرا معنی اور مشرکین کے چند گروہ۔

شرک کے پہلے معنی کو اگر شرک فی الذات سے تعمیر کیا جائے تو مناسب ہوگا۔ اور دوسرے معنی کو شرک فی العباد سے تعبیر کرنا ہی بہتر رہیگا۔ جسکی تعریف یونبیگی۔

ایک سے زیادہ معبودوں یا انکی تصاویر کی عبادت کرنا۔

شرک فی العبادت کی تعریف کے بعد آیئے اب پہلے یہ دیکھ لیں کہ عبادت کیا ہے؟ یہ بات خصوصًا ذہن نشین کرلیں کہ مشرکین کے اکثر فرقے شرک فی العبادۃ کی تاریخی میں ڈوبے ہوتے ہیں : البتہ ان تمام فرقوں میں سے زیادہ معروف اور نمایا دو فرقے ہیَں، جنکا تذکرہ انتھائی ضروری ہے۔ ایک فرقہ کو اصحاب ہیاکل اور دوسرے فرقہ کو اصحاب اشخاص کہا جاتا ہَے(بالفاظ دیگر تصویر پرست۔ اور شخصیت پرست)

۱۔ **اصحاب ہیاکل کے معتقدات**

ان کے تمام عقائد کی بنیاد اس نظریہ پر ہَے کہ

ہم اتنے حقیر اور پست ہیَں کہ ذات احدیث جیسی بزرگ دہر ترستی کے حضور جھکنے یا دست سوال دراز کر نیکے قابل نہیں۔ لہذا ہمیں ایک ایسے واسطہ کی ضرورت ہَے۔ جس کے سامنے ہم جبہ سائی کریں۔ اور اس جبہ سائی کے ذریعہ ہمتقریب ذات احدیث حاصل کریں۔ اس بنیاد ی نظریہ کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ان لوگوں نے ارواح کو مدبر عالم سمجھ لیا۔ پھر جب کسی کے سامنے سرخم کرنے کا وقت آیا۔ تو ان کے تصور کے مطابق معبود کا عابد کے سامنے ہونا ضروری تھا جس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر انکساری اور خضوع کیا جائے ۔ جبکہ ان کے عقیدہ کے مطابق ارواح مدبر عالم تو تھیں لیکن وہ بھی خالق کی طرح آنکھوں سے غائب تھیں۔ چنانچہ ان لوگوں نے ضرورت محسوس کی کہ ارواح کو رہنے کیلئے مکان کی ضرورت ہَے۔ لہٰذا سبعہ کو ان لوگوں نے مسکن ارواح قرار دیا۔ ہر سیارہ کو ایک روح دی۔ روح اور سیارہ میں بالکل ویسا ربط فرض کیا جیسا ربط جسم انسانی اور روح میں موجود ہَے۔ پھر ان لوگوں نے سیاروں کی زندگی کو حیات اروح سے منسلک کرکے ایک ڈھانچہ بنالیا۔ جس کا نتیجہ یوں برآمد ہوا کہ۔

جسم سے تقریب تقریب روح کا ذریعہ ہے۔

اجسام سبعہ کی عبادت ارواح سبعہ سیارہ کی عبادت ہَے۔

ستارہ پرستی تقریب ذات احدیث کا وسیلہ ہَے۔

چونکہ سبعہ سیارہ میں انفرادیت تھی۔ اس لئے ان لوگوں نے محسوس کیا کہ انفرادیت کی جگہ ایک مرکزی محور ہونا چاہیئے۔ چنانچہ ان لوگوں نے سورج دیوتا کہ سبعہ سیارہ کا مرکزی نقطہ تسلیم کرکے سبعہ سیارہ کے خانے۔ منازل۔ ہرخانہ اور منزل کا علیحٰدہ نام۔ وقت طلوع ۔ وقت غروب۔ ہر سیارہ کی مخصوص طبیعت۔ اشکال مخالفہ ۔ اشکال موافقہ ۔ شب دروز میں ہر سیارہ کے معین اوقات ــــــ انکی صورتوں کی تعیین ۔ ان کے مخصوص ۔ موکل ۔ ہر سیاہ کی علیحٰدہ اقلیم ۔ ہر سیارہ کا علیحٰدہ ملک ۔ ہر سیارہ کے ہر وقت کی علیحٰدہ د عا ہر سیارہ کی جدا گانہ بخور۔ ہر سیارہ کا مخصوص کام معین کئے۔

اپنے روز مرہ ضروریات کو سیاروں پر تقسیم کرکے ہر سیارہ کو مخاطب کر نیکی علیحٰدہ دعائیں بنائیں۔

ان کے خیال میں یہ سیارہ اِلہٰ اور ارباب ہیَں۔ جبکہ ذات احدیث لا الالھرارب الارباب ہے۔ انہی میں سے ایک فرقہ نے سورج کو رب الارباب کہا ہے۔

**صاحبان اشخاص کے عقائد**

یوں تو یہ فرقہ بھی اصحاب ہیاکل ہی کی ایک شاخ ہے۔ لیکن ذرا ان کا معیار فکر زیادہ پست ہے۔ بالفاظ دیگر احساس کمتری انہیں کچھ زیادہ ہَے۔ ان کے خیال میں خدائے بزرگ و برتر تو کجا ہم تو اپنے ان وسائل کو بھی دیکھنے یا ان سے ہمکلام ہونے کے قابل نہیں۔

ہمارے روحانیـــــــ خداؤں تک پہنچنے کا وسیلہ ہیَں تو یہی سیارے ۔ مگر چونکہ سیارہ بھی طلوع و غروب سے دوچار ہوتے ہیَں۔ اس لئے کما حقہ ہمیں ان سے تقریب حاصل نہیں۔ اس مفروضہ نے ان بے چاروں کو ہر سیارہ کی شکل بنانے پر مجبور کیا۔ جس کا نتیجہ بت پرستی ۔ بت تراشی۔ اور بت فروشی کی شکل میں ظاہر ہوا۔ ان کے عقائد کی صورت کچھ یوں بنتی ہَے۔

ہر سیارہ کی مجسم شکل (بت)ہمیں اس سیارہ کی ہیکل کا مقرب بنایا ہَے۔

ہر سیارہ کی ہیکل ہمیں روحانیوں کے قریب کرنے کا وسیلہ بنتی ہَے۔

روحانیوں جو چھوٹے خدائیں خدائے عظیم کے تقریب کا واسطہ بنتے ہیَں۔

ان لوگوں نے جس سیارہ کو جس دھات سے منسوب کیا تھا۔ اسی دھات سے اس سیارہ کی ہیکل بنائی ۔ اور اس ہیکل ( بت) کو سامنے رکھ کر جھکنا شروع ہوگئے۔ یہ لوگ بھی اصحاب ہیاکل کی طرح ہر سیارہ کے وقت ۔ ساعات اور درجات کا خصوصی خیال رکھتے ہیَں ہر مشکل کے حل میں سیاروں کا بہت بڑا عمل دخل سمجھتے ہیَں۔

علاوہ ازیں ان کے خیال میں اذیت رساں ۔ اور پست قسم کی مخلوق۔ خدائے عظیم کی تخلیق نہیں ان کے مطابق خدائے اکبر اس تصور سے کہیں بلند و بالا ہے کہ وہ ضرر رساں یا گھٹیا قسم کی چیزیں پیدا کریں۔ ان کا نظریہ ہَے کہ اس قسم کی تمام چیزیں عناصر اربعہ کی غیر شعوری ترکیب اور ان میں سیاروں کی غیر ارادی تاثیر سے پیدا ہوئی ہیَں۔ جسے کحض ایک حادثہ یا اتفاق کہنا چاہیئے ۔ یہاں تک تو ان لوگوں کا اتحادی نظریہ تھا مگر اس کے بعد یہ لوگ کئی فرقوں میں بٹ گئے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ ان تذکرہ غیر ضروری ہَے۔

**زمانہ جاہلیّت میں عرب اعتقادات**

یوں تو ظہور اسلام سے قبل جزیرد نمائے عرب مختلف اعتقادات و نظریات کا مسکن تھا۔ لیکن ان تمام نظریات میں سے دو مکتب فکر قابل ذکر ہیَں۔

۱**۔ دہریہ فرقہ:۔**ان کے خیال میں زندگی طبیعت کی۔ اور موت تحلیل عناصر کی مرسون منت تھی۔ ان کے بقول ترکیب عناصر کا منطقی نتیجہ زندگی ہَے۔ جو طبعی تاثیر کے ذیر اثر ہوتا ہے۔ جبکہ زمانہ تفریق عناصر کی فکر میں رہتا ہے۔ جب زمانہ تفریق عناصر پر کامیاب ہوجاتا ہے تو زندگی موت سے دوچار ہوجاتی ہَے۔

۲۔منکرین قیامت:۔ یہ لوگ نظریہ خالق اور آغاز تخلیق مین تو مذہب کے ہمنواتھے۔ لیکن حیات بعد الموت اور بعشت انبیاء کے منکر تھے۔

۳۔ منکرین نبوت:۔یہ لوگ نظریہ خالق ۔آغاز تخلیق اور عقیدہ قیامت میں تو کسی قدر مذہب سے متحد تھے لیکن بعشت انبیاء کے منکر تھے۔ اور شاید بعشت انبیاء کے انکاری نے ان کی نگاہ میں عقیدہ جزا و سزا کو بھی مشکوک کردیا تھا۔ چنانچہ انکا ایک شاعر کہتا ہے۔

ءاتوک لذۃ الصہباء یوما کیا میں شراب صبوحی کی لذت کو آج اس لئے چھوڑدوکہ

لما وعدوہ من لبن و خمر مستقبل میں مجھ سے دودھ و شراب کا وعدہ کیا گیا ہے

حیاۃ ثم موت ثم نشر کہا جا تا ہے کہ اس زندگی کے بعدموت ہے ۔ موت کے

حدیث خرافۃ یا ام عمر و۔ بعد پھر زندگی ہوگی ۔ اے ام عمر یہ ایک بیہودہ نظریہ ہے۔

عرب میں بت پرستی کب سے؟

شاپور ذوالاکتاف عمر و ابن احی اپنی حکومت کے ادائل میں توسیع مملکت کے خیال سے مکہ آیا۔ مکہ کو زیر نگین کرکے شامات کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں مقام بلقاء پر ایک عرب قبیلے کو جو عجیب انداز میں محوست پرستی تھے۔ دیکھا شاپور حیران ہوکر ان کی طرف گیا۔ ان سے بت پرستی کا راز پوچھا۔ انہوں نے اپنے نظریات کو اس انداز میں پیش کیا کہ شاپور متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ چنانچہ شاپور نے ان سے ایک بت دینے کی درخواست کی۔ انہوں نے اپنے مسلک کی توسیع کے پیش نظر خوشی خوشی ہُبل نامی بت اٹھا کر پیش کردیا۔ شاپور اس سوغات کے ساتھ واپس مکہ پلٹا۔ ہُبل کو خانہ کعبہ میں رکھ دیا۔ اور اپنی رعیت کو ہُبل پر ستی کی ترغیب دی۔ چند دنوں میں ہُبل پرستوں کی تعداد میں خاصا اضافہ ہوگیا بس پھر کیا تھا مہینوں میں جزیرہ نمائے عرب پرستی کا مرکز بن گیا۔ ضرورت تو ایک نظریہ کی تھی جو موگود تھا۔ اب عربوں نے اپنی قبائلی رقابتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے قبیلوں کے علیحٰدہ علیحٰدہ بت تراش لئے تھے۔ یوں جزیرہ نمائے عرب میں بت تراشی اور بت فروشی باقاعدہ پیشہ بن گئے ۔ اور بت پرستی مستقبل مذہب بن گئی۔ ذرا قبائل عرب اور ان کے بتوں کا نقشہ ملاحظہ فرمالیجئے۔

|  |  |  |  |  |  |
| --- | --- | --- | --- | --- | --- |
| قبیلہ | بت | قبیلہ | بت | قبیلہ | بت |
| **نبی کلیب**  **ذی کلاع**  **قریش نبی کنانہ**  **نبی سلیم** | **در**  **نسر**  **عزیٰ** | **نبی ہذیل**  **نبی ہمدان**  **ادس خزرج**  **غسان** | **سواع**  **یعوق**  **منات** | **نبی مذحج**  **نبی ثقیف**  **نبی ملکان** | **یغوث**  **لات**  **سعد** |

سُبل ۔ اساف۔ اور نائلہ بین القبائلی مشترکہ معبود تھے۔ اور انہیں اس عظمت کی بدولت منفرد مقام دیا گیا تھا۔ چنانچہ ہُبل خانہ خدا کی چھت پر براجمان تھا۔ اساف نے صفاپر ڈیرے ڈال رکھے تھے اور نائلہ مردہ کا مسکین بنا ہوا تھا۔

ان بت پرست کے علاوہ جزیرہ نمائے عرب مین یہودی ۔ عیسائی ۔ صابی۔ ملائکہ پرست۔ اور جن پرست بھی تھے۔ ملائکہ پرست ملائکہ کو اللہ تعالیٰ کی لڑکیاں کہتے تھے۔

نصارائی عقائد:۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد نساری بری طرح فرقہ بندی میں الجھ گئے۔ نصاری میں اختلاقی مسائل یوں تو بیشمار ہَیں۔ البتہ قابل ذکر دومسائل ہَیں۔

۱۔ اگر حضرت عیسیٰ آسمان پر اٹھالئے گئے تھے تو جناب مریم علیھا السلام کی وفات کے وقت کیسے تشریف لائے؟

۲۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سوئے عالم بالا تشریف لے گئے ہین تو کیسے اور ملائکہ سے کیسے جاملے ہیں؟

نزدل حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور تجسد کلمۃ اللہ کے سلسلہ میں نساریٰ غیر محدود لغوتصورات دیتے ہَیں۔ ذات احدیث کیلئے ان لوگوں نے اقانیم ثلاثہ کا مفروضہ گھڑا۔ خداوند قدوس کو عالم جو اہر میں لاشریک لیکن اقانیم میں تیسرا اشمار کیا۔ اقانیم اقنوم کی جمع جو سر یانی زبانی کا لفظ ہے اور اس کا معنی ۔ اصل ہے۔ اقانیم ثلاثہ یعنی اصول سرگانہ۔ ذات حدیث کو یہ لوگ اقنوم وجودمیں ۔ باپ (خالق) اقنوم میں بیٹا رحضرت عیسیٰؑ اور اقنوم حیات میں روح القدس قرار دیتے ہیں۔

ان کے خیال میں علم بمشکل مجسم حضرت عیسیٰ کا دوسرا نام ہے جو فرزند خداہیں ۔ یوں تو نصاریٰ کے بہتر فرقے ہیں لیکن ان میں سے تین فرقے ایسے معرض وجود میں آئے ۔ جنہیں چاہنے والے سب سے زیادہ ملے۔ آپ بھی ان سے متعارف ہولیں۔

۱۔ ملکائیہ:-

حضرت عیسیٰؑ ناسوت کلی۔ قدیم اورو ازلی ہیں جناب مریم نے خدائے ازلی کو جنم دیا۔ حضرت عیسیٰؑ فرزند خدا غیر مخلوق اور اپنے باپ کی جنس سے ہیں۔

۲۔ نسطوریہ:-

اقانیم ثلاثہ نہ تو زائد پر ذات خدا ہیں اور نہ ہی متحدباذات احدیث ہیں۔ ان کے پھر کئی گروہ بن گئے جن میں سے بعض اقانیم ثلاثہ کو خدا مانتے ہیں۔ اور بعض حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انسان بھی اور خدابھی مانتے ہیں ۔ ان کے ہاں لاہوت وناسوت متحد ہیں۔

۳۔ یعقوبیہ:-

اقانیم ثلاثہ کے سلسلہ میں انکا عقیدہ نسطور یہ جیسا ہے۔ البتہ ان کے ہاں لاہوت اور ناسوت دو چیزیں نہیں بلکہ لوہوت کی تبدیل شدہ صوروت ناسوت ہے۔ جس کے نتیجے کے طور پر خداوند قدوس مسیح بن گیا۔ بنابریں خدا کا دوسرا نام مسیح ہے خوف طوٰلت سے ان کے عجیب و غریب نظریات سے صرف نظر کیا جاتا ہے۔یہ تو تھے مختصراً وہ اعتقادات و نظریات جو عالم عرب میں تھے۔ آئیے اب اسلام اور قرآن کی جنگ پر ایک نظر ڈالیں کہ وہ کس سے برسر پیکار رہے۔

قرآن واسلام کی جنگ:-

اپنی طرف سے کچھ لکھنے کے بجائے مناسب ہوگا اگر اس جنگ کے سلسلہ میں آیات قرآن پیش کرتے چلے جائیں تاکہ ان تمام مذہبی مراسم کی چھانٹی ہوسکے جو نہ صرف شیعان حضرت علی علیہ السلام بجالاتے ہیں۔ بلکہ جو مراسم کسی بھی مذہب وملت سے تعلق رکھنے والے عقلائے عالم بھی بجالاتے ہیں۔ اُمید آیات قرآن کانہ تنقید معین کرلینے کے بعد

جہاں اسلام و قرآن کی جنگ کا مرکزی نقطہ مل جائیگا وہاں وہابی انداز فکر پر بےعقلی کجروی جہالت خود غرضی اور اسلامی مراسم سے تعصب بھی واضح ہو جائیگا۔ اور ہوشمند افراد کم از کم اتنا تو سمجھ لیں گے کہ (ملت پاکستان میں ) توحید و تبلیغ کے نام پر انتشار ملی اور افتراق قومی کی تخم کاری کون کر رہا ہے۔ حقائق قرآن کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے کی مجرمانہ خیانت کا ارتکاب کس گردہ کی طرف سے ہو رہا ہے ؟

جھوٹا اور فریب کار کون ہے ؟ اور ملک وملت کا ناسور کسی جگہ ہے ؟

ازاں بعد حق فیصلہ قوم وملت ( پاکستان کے سلیم الفطرت افراد پر چھوڑ کر اپنی قومکے نونہالوں سے گزارش کرونگا کہ

وہ فتنہ کی یہ آگ جو آتشکدہائے فارس اور زرتشت ومزرک - ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان نظر بات کا اصلی مرکزہ کہاں ہے ؟ ہمیں یہ معلوم ہے کہ یہ سموم تیرکس کمان سے نکل رہے ہیں ؟ ہم جانتے ہیں کہ چار ارب دانشمندوں کے مذہبی جذبات کھیلنے والے انتشار و افتراق کی یہ چنگاریاں کہاں سے اٹھ رہی ہیں؟

۱۔ رددهریت میں آیات :

چونکہ نزول قرآن کے وقت دھریوں کی تعداد کم تھی۔ اور ایران، عرب ، اور اہل ہند کی اکثریت بت پرست تھی۔ اس لئے قرآن کی اکثر آیات کا تعلق توبت پرستی سے ہے۔ لیکن رد دھریت میں بھی کافی آیات موجود ہیں ہمیں چونکہ اختصار کو مد نظر رکھنا ہے اس لئے بطور نمونہ آیات پیش کریں گے اگر کسی کو تفصیل درکار ہو تو قرآن کریم کا

ـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

(ایران میں۔ مگر پاکستان میں علوم آل محمدؐکے نام پر کھولے جانیوالے مدارس جن کے مدرسین کی اکثریت نہ صرف بیگانہ عقائد ہے بلکہ بیگانہ علم وعمل ہے ) کے پیر کاروں کی زبان سے شعلہ زن ہے ۔ اسکی راہ روکیں جہاں تک میں سمجھتا ہوں اگر اس آگ کو خاموش کرنے میں کاہلی، غفلت، اور مصلحت اندیشی سے کام لیا گیا تو مٹھی بھر چند لوگ جن کے ہاتھوں میں مجوسی آگ کے لپکتے شعلے (پاکستان میں چند ایسے ضمیرفروش عمامہ پوش عبا بر دوش جن کے ایک ہاتھ میں خمس زکات کے چمکتے سکے۔ اور دوسرے ہاتھ میں میقات فروشی کے نام پر حاصل ہونیوالے سعودی دینار میں پوری ملت کو یہودیت کے گڑھے میں دھکیل دیں گے۔

مطالعہ کر کے مز ید آیات معلوم کر سکتا ہے ۔

جاثیه ۳۲؎ وَقَالُواْ مَا هِىَ إِلَّا حَيَاتُنَا یہ لوگ کہتے ہیں کہ صرف میں دنیاوی زندگی ہے ہی غلط ہے۔

الدُّنْیَا نَمُوْتُ وَ نَحْیَا وَ مَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِیْنَﭪ کہ ہم مرکرپر جئیں گے ۔ زمانہ ہی ہے جو ہیں مارتا

الدهر ومللم بذٰلك من علم ان ہم ہے۔ انہیں کوئی علم نہیں صرف ان کے تصوراتی مفروضے إِلَّا يَظُنُّونَ ۔ ہیں۔

قبائل عرب میں سے صرف ایک گرو ہ ایسا جنکا یہ نظریہ ہے۔ سابقا زمانۂ جاہلیت کے عرب ! اعتقادات کے سلسلہ میں ہم بتا چکے ہیں۔ علاوہ ازیں وہ آیات جن میں انسان کو فطرت اور فطری تقاضوں میں سوچنے کی دعوت دے گئی ہے اسی گروہ کی تردید میں ہیں۔

۲ - دو خداؤں کی تردیدہ :۔

مطالعہ قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ دو یا دو سے زیادہ خداؤں کا نظریہ رکھنے والے افراد کی تردید میں کثرت سے آیات وارد ہیں۔

انبیاء ۲۲ لَوْ كَانَ فِیْهِمَاۤ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ اگر زمین آسمان میں خدائے واحد کے علاوہ اور

لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ خدابھی ہوتے تو نظام کائنات درہم برہم ہوجاتا۔

۲۴؎ أَمِ ٱتَّخَذُواْ مِن دُونِهِۦٓ ءَالِهَةً ۖ قُلْ رب العرش ان کے بیان کردہ اوصاف سے منزہ

هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ ۖ وھبراہے ۔ ۲۴؎ کیا ان لوگوں نے اللہ کے علاوہ دوسرے خدا بھی بنارکھے ہیں ؟ انہیں کہو وہ ذرا اپنے دلائل تو پیش کریں۱؎۔

علاوہ ازیں سورۃ توحید آخر سورہ حشر اور دیگر مقامات پر ـــــــمیں ایسی آیات بکثرت موجود ہیں۔ جن میں اس نظر یہ باطلہ کی تردید کی گئی ہے۔ اور اس قسم کی آیات کانشانہ ثنوی اور مزوکیہ انداز فکرہیں۔جس کے نظریات سابقاً ہم بتا چکے ہیں۔

**ستارہ پرستوں کی تردید : -**

اگرچہ ایسی آیات جن میں بالعموم شرک یا شرک فی العبادۃ کی نفی کی گئی ہے بھی ستارہ پرستی کے بطلان کو کافی تھیں ۔ لیکن پھر بھی قرآن کریم بالخصوص ستارہ پرستوں کو نہیں بھولا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے ۔

انعام۷۶؎،۷۷؎،۷۸؎،فلما جن علیہ جب حضرت ابراہیم پر رات چھا گئی تو آپ نے ستارے

ٱلَّيْلُ رَءَا كَوْكَبًا ۖ قَالَ هَٰذَا رَبِّ ؟ کو دیکھا اور فرمایا کیا یہی میرا رب ہے؟

أَفَلَ قَالَ لَآ أُحِبُّ ٱلْءَافِلِينَ سے محبت نہیں۷۷ پھر جب چاند کو دنکتا دیکھتا تو فرمایا کیا یہی رب

فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّیْۚ ہے۔

فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَىٕنْ لَّمْ یَهْدِنِیْ رَبِّیْ لَاَكُوْنَنَّ لیکن جب چاند بھی غروب ہوگیا تو فرمانے لگے کہ اگر

مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّیْنَ میرے رب نے میری رہنمائی نہ فرمائی تو میں بھی گم کردہ راہ

فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ افراد سے ہوجاؤنگا جب آفتاب کو جہانتاب دیکھا تو کہنے

هٰذَا رَبِّیْ هٰذَاۤ اَكْبَرُۚ-فَلَمَّاۤ اَفَلَتْ قَالَ لگے۔کیا یہی میرا رب ہے یہ تو بہت بڑا ہے۔ لیکن جب یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ آفتاب بھی غروب ہوگیا تو فرمانےلگے اے لوگو ! میں

تمہارے ہر قسم کے شرک سے بیزار ہوں

جناب ابراہیم ؑنے ستاروں، چاند اور سورج کی روپوشی کو دلیل بناکر ستارہ پرسوں ۔ ماتاب پرستوں اور آفتاب پرستوں کومہر بلب کردیا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پورے استدلال کو من وعن نقل کر دیا ہے۔

**بت پرستوں کی تردید ا:-**

چونکہ مشرکین عرب کی اکثریت بت پرست تھی۔ اس لئے قرآن حکیم کی زیادہ توجہ اسی جانب معلوم ہوتی ہے۔

یونس ۱۹؎ وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لاَ يَضُرُّهُمْ وَلاَ يَنفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَؤُلاء شُفَعَاؤُنَا عِندَ اللَّهِ قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللَّهَ بِمَا لاَ يَعْلَمُ فِي السَّمَاوَاتِ وَلاَ فِي الأَرْضِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ

اللہ کو چھوڑ کرایسوں کی عبادت کرتے ہیں انہیں کہدے کہ کیا تم لوگ اللہ کو ایسے معبودوں سے آگاہ کرنا چاہتے ہو جنہیں وہ آسمان و زمین کی گہرائیوں میں جانتا تک نہیں ۔ اللہ ان کے ہر قسم کے شرک سے منزہ تھا۔

انبیاء ۷۳؎ وَإِذَا رَآكَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا أَهَٰذَا الَّذِي يَذْكُرُ آلِهَتَكُمْ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمَٰنِ هُمْ كَافِرُونَ

جب کافر تجھے دیکھتے ہیں تو اراہ مذاق کہتے ہیں۔ کیا یہی وہ ہے یو تمہارے معبود وں کی برائی بیان کرتا ہے۔ حالانکہ خود یہ لوگ ذکر رحمٰن سے ردگردان ہیں۔

انبیاء ۴۴ ؎أَمْ لَهُمْ آلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِنْ دُونِنَا ۚ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَ أَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِنَّا يُصْحَبُونَ

کیاان کے کچھ ایسے معبود بھی ہیں جو انہیں ہماری جانب آنے سے روکتے ہیں حالانکہ وہ معبود اپنی مدد آپ سے بھی عاجزہیں اور نہ ہی انہیں ہمارا تعاون حاصل ہے۔

انبیاء ۹۸؎ إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ أَنْتُمْ لَهَا وَارِدُونَ

تم اور تمہاررے معبود جہنم کا ایندھن ہونگے جہاں تک حتما جاتا ہے ۔

لَوْ كَانَ هَٰؤُلَاءِ آلِهَةً مَا وَرَدُوهَا ۖ وَكُلٌّ فِيهَا خَالِدُونَ

اگر تمہارے معبود حقیقی خدا ہوتے تو جہنم میں نہ جاتے حالانکہ انہیں ہمیشہ جہنم ہی میں رہنا ہوگا۔

وہ آیات جن میں بتوں کے نام ہیں ۔ یہ تو ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ قبائل عرب میں سے چند نام لئے ہیں ۔ آپ بھی ملاحظہ فرمالیں۔

نوح ۲۱؎ وَ مَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًاۚ(۲۲)وَ قَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَ لَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّ لَا سُوَاعًا ﳔ وَّ لَا یَغُوْثَ وَ یَعُوْقَ وَ نَسْرًاۚ(۲۳)

ان لوگوں نے بہت بڑا فریب کیا اور کہتے ہیں دیکھو اپنے معبودوں – ود-سواع ۔ یغوث ۔ یعوق۔ اور نسر کومت چھوڑ دینا۔

افرٱ یتیم املات والعزیٰ بناۃ الثالثۃ الاخریٰ

کیا تم نے لات عزیٰ اور تیسرے نہات کو دیکھا ہے۔

نصاریٰ کے متعلق چند آیات

المائدہ ۷۷؎ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍۘ-وَ مَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّاۤ اِلٰهٌ وَّاحِدٌؕ-وَ

وہ لوگ یقیناً کفر بکتے ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تین میں کا تیسرا ہے ۔ حالانکہ معبود صرف ایک ہے اور کوئی نہیں

النساء ۱۷۱؎ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِكُمْ وَ لَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّؕ-اِنَّمَا الْمَسِیْحُ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ كَلِمَتُهٗۚ-اَلْقٰىهَاۤ اِلٰى مَرْیَمَ وَ رُوْحٌ مِّنْهُ٘-فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ ۚ۫-وَ لَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌؕ-اِنْتَهُوْا خَیْرًا لَّكُمْؕ-اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌؕ-سُبْحٰنَهٗۤ اَنْ یَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌۘ

اے اہل کتاب دین کے معاملہ میں حد سے نہ بڑھو ۔ اور حق کے سوا ذات احدیث کے متعلق کچھ نہ کہو مسیح یعنی عیسیٰ ابن مریم صرف اللہ کا رسول ہے اور وہ کلمۃ اللہ ہے جو اللہ نے جناب مریم کی جانب بھیجا تھا اور وہ روح اللہ ہے لہٰذا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ مت کہوکہ معبود تین ہیں تمہارے حق میں بہتر ہوگا یقین کرو

المائدہ ۱۹؎ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَؕ-

اللہ ایک ہی ہے ۔ وہ اس تصور سے کہیں بلند ہے اس کے کوئی اولادا نہیں یقیناً وہ لوگ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تو بس مسیح ابن مریم سی ہے۔

توبہ ۳۰؎ وَ قَالَتِ الْیَهُوْدُ عُزَیْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَ قَالَتِ النَّصٰرَىٰ الْمَسِیْحُ ابْنُ اللّٰهِؕ

یہودی کہتے ہیں کہ عزیز فرزند خداہے جبکہ نصاری کا کہنا ہے کہ مسیح خدا کا بیٹا ہے۔

**انتشار پروروں کی چیرہ دستی :-**

عقل دخردسے تہی ررست۔ افتراق ملی کے ٹھیکیدار اور انتشار پروری کے یہ دلداگان عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کیلئے جہاں دوسرے مکارانہ حربے استعمال کرتے ہیں وہاں اپنے مذمموم مقاصد کو پورا کر نیکی خاطر قرآن کریم کو بھی معاف نہیں کرتے۔ اور صحیح العقیدہ متدین افراد کو خاموش کرنے اور اپنے جھوٹ پر پردہ ڈالنے کی خاطر اپنی مطلب براری کیلئے ایک آیت اپنے سابقہ اور لاحقہ سے کاٹ کر پیش کرتے ہیں۔ دہی آیت جسے یہ چالباز بریدہ کرکے پیش کرتے ہیں۔ ہم بتمامہا پیش کر رہے ہیں۔ اور قارئین کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ اس آیت کو دیکھیں اور پھر فیصلہ دیں کہ

بقول ان فریب کاروں کے اس آیت کا تعلق امت مسلمہ کے افراد سے ہے ؟ یا ان کے علی الرغم اس آیت کا تعلق بھی دیگر آیات کی طرح بت پرستوں اور نصاریٰ سے

زمر۲؎ اِنَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَؕ(۲)

ہم نے حق کے ہمراہ تیرے پاس یہ کتاب بھیجی ہے۔لہٰذا دین کو خالصۃً اللہ کا سمجھتے ہوئے عبادت خدا پر یقین رکھو کہ صرف اور صرف اللہ کا ہی ہے۔

مکیۃ 3؎ اَلَا لِلّٰهِ الدِّیْنُ الْخَالِصُؕ-وَ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءَۘ-مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰىؕ-اِنَّ اللّٰهَ یَحْكُمُ بَیْنَهُمْ فِیْ مَا هُمْ فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ۬ؕ-

وہ لوگ جنہوں نے اللہ کے علاوہ دوسرے ولی بنا رکھے ہیں انکا ہمیں بارگاہ رب العزت کے قریب کریں انکے پیدا کئے گئے اختلافات میں اللہ جو چاہتا ہے وہی فیصلہ کرتا ہے اللہ کسی جھوٹے اور کافر کو ہدایت نہیں دیتا۔

۶؎ لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ یَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا یَخْلُقُ مَا یَشَآءُۙ-سُبْحٰنَهٗؕ-هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ(۴) ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُؕ-لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۚ-فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ(۶)

اگر اللہ کسی کو بیٹا بنانا چاہتا تو اپنی مخلوق ہی میں سے جسے چاہتا لیتا حالانکہ اللہ ان تصورات سے کہیں بلند ہے۔ وہ صرف ایک اور قہار سے یہ ہے تمہارا اللہ تمام حکومت اسی کے دست قدرت میں ہے تم کہاں بھٹکے پھر رہے ہو؟

یہ ہے وہ آیت، جنہیں یہ مقطوع النسل دھاندلی کرکے صحیح العقیدہ امت مسلمہ کے سادہ ذہن افراد کے سامنے پیش کر کے اپنی نام نہاد توحید کا بھرم رکھنے کی خاطر مکارانہ جالی عنکبوت کا تانا بانا تیار کرتے ہیں ۔ اب محترم قارئین سے درخواست ہے کہ وہ آیات اور ان کے متوازی لکھے گئے ترجمہ آیات کو سامنے رکھیں۔ پھر زمانہ جاہلیت کے عربوں کے اعتقاداً کی گذشتہ آیات کو پیش نظر رکھیں۔ اور دیکھیں کہ یہ صحرائی گلا بانوں کے وظیفہ خوار کیا کہتے ہیں اور قرآن کریم کے مخاطب کر رہا ہے ؟

زمانہ جاہلیت کے عرب پرستش توفی الواقع خداوند عالم ہی کی کرتے تھے لیکن جھکتے بتوں کو تھے اور ان کے خیال میں بارگاہ ایزوی کے تقرب کا ذریعریت ہی تھے ۔ پھر انصاری توحید کو بھی سامنے رکھ کر فکر کریں جس میں کبھی تو وہ حضرت عیسیٰ کو خدا اور کبھی فرزند خدا کہتے ہیں ۔ اب امید ہے قارئین پر واضح ہو گیا ہوگا کہ وہابی انداز فکر کی نشان زده آیات بھی کھلم کھلا زمانہ جاہلیت کے بت پرست عربوں اور حضرت عیسیٰ کو فرزندی کہنے والے نصرانیوں کی تردید مذمت تو کرتی ہیں۔ لیکن ان آیات میں ہلکا سا اشارہ بھی وہابی مکتب فکر کی تائید نہیں کرتا۔

**عبادات اور تواضع میں فرق** :-

گذشتہ صفحات میں ہم نے یہ حقیقت واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ از روئے کلام خدا قرآن کریم اور اسلام کی جنگ کا ہدف بت پرستی، غلط عقیدے۔ ستارہ پرستی اور اسی قسم کے وہ نظریات تھےجن کا دنیا ئے وہابیت کے پیش کردہ مراسم سے دور کا تعلق بھی نہیں۔ ان تمام مظاہر شرک وکفر کو فردا ًفردا ًبیان کرنے کے بعد خالق کون و مکان نے تمام امور کو انتھائی اختصار کے ساتھ ایک مختصر سے سورہ میں یوں بیان فرمادیا ہے۔

قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَۙ(۱)لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَۙ(۲)وَ لَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُۚ(۳)وَ لَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْۙ(۴)وَ لَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُؕ(۵)لَكُمْ دِیْنُكُمْ وَ لِیَ دِیْنِ۠(۶)

انہیں کہہ دو اے کافرو ! نہ تو میں تمہارے معبودوں کے سامنے جھکنے لگاہوں اور نہ ہی تم میرے معبود کو تسلیم کرنے پر آمادہ ہو تمہارا ایک مسلک ہے اور میری اپنی راہ ہے ۔

اس سورۃ میں کفروشرک کے کسی خاص گروہ کو مخاطب نہیں کیا گیا بلکہ جتنے نظریات کے جتنے گردہ تھے۔ تمام کو خلاصتًہ کہا گیا ہے کہ اگر مانتے ہو تو میرے لاجواب دلائل کو تسلیم کر لو اور اگر تمہارے پاس دلائل بھی نہیں۔ اور مانتے بھی نہیں تو پھر ہمیں اپنے معہود کی عبادت کرنے دو ہم تمہیں کچھ نہیں کہتے تم ہماری راہ روکنے کی کوشش نہ کرو۔

مشرکین دکفارسے قرآن کا جنگی خاکہ معلوم ہو جانے کے بعد آیئے اب دیکھیں کہ عبادت اور تواضع کیا ہیں ؟ کیونکہ میرے خیال کے مطابق اصل نکتہ اختلاف یہی ہے۔ صحیح العقیدہ اگر کسی مذہبی رسم ورواج میں تواضع سے جھکتے ہیں۔ تو یہ کور دماغ اسے عبادت کا نام دے کر شرک کے بغلی قنادیٰ نکال لیتے ہیں۔ حالانکہ مفہوم ومنطوق سر در اعتبار سے عبادت اور تواضع میں فرق ہے۔

غیراللہ کی عبادت شرک شخص ہے جبکہ غیر اللہ کے سامنے تواضع خالص اسلام ہے۔ جس طرح قرآن نے شرک سے منع کیا ہے۔ اس طرح قرآن نے تواضع کا حکم دیا ہے۔ جیس طرح اسلام نے شرک کی نفی کی ہے۔ اس طرح اسلام نے تواضع کو ثابت کیا ہے۔ جس طرح پیغمبر اسلام نے شرک کی مذمت فرمائی ہے۔ اس طرح پیغمبر اسلام نے تواضع کی تعریف کی ہے۔ مجھے امید ہے کہ عبادت اور تواضع میں امتیانہ کے بعد ہمارے قارئین کی اکثریت اس حقیقت کو تسلیم کرے گی کہ شیعیان آل محمد اپنے مذہبی مراسم میں جو کچھ بھی کرتے ہیں۔ وہ عبادت کے ذیل میں نہیں آیا تاکہ بقول و ہابین و مقصرین شعیوں کو مشرک کہا جا سکے ، بلکہ تواضع کے ضمن میں آئیگا جس کی اسلام۔ قرآن اور پیغمبراسلام نے نہ صرف تعریت کی ہے بلکہ حکم دیا ہے

**عبادت:-**

ہمارے قارئین کی واضح اکثریت فارسی (اردو) آشنا ہے، اور کچھ افراد عربی لغت بھی یقیناً جانتے ہیں۔ عبادت کا لفظی اور لغویم معنیٰ عبودیت یعنی اظہار بندگی ہے۔ اسی لفظ عبادت کو فارسی زبان میں اور اردو میں بھی پرستش سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ چنانچہ عربی میں جو مفہوم لفظ عبادت ادا کرتا ہے۔ وہی مفہوم اردو اور فارسی میں لفظ پرستش ادا کرتا ہے۔ بالفاظ دیگر عبادت اور پرستش لسانی اختلاف کی وجہ سے معنوی طور پر مترادف ہوئے۔ اور تینوں زبانوں میں عبادت کا معنی ہے۔

کسی ذات کی اس عنوان سے حمد و ثنا بیان کی جائی کہ وہ معبودہے قطع نظر اس کے حمد وثنا کر نیوالا اسے بڑا معبود سمجھے یا چھوٹا۔

اور کسے معلوم نہیں کہ مشرکین اعتقادات بالکل اس طرح تھے جس طرح عبادت کی تعریف کی گئی ہے۔

**تواضع:-**

تواضع بھی عربی زبان ہی کا لفظ ہے جس کے فارسی میں ہم معنی لفظ فروتنی ہے ۔ اور اردو میں انکساری استعمال ہوتا ہے۔ اب یہ فیصلہ ہم قارئین پر چھوڑتے ہیں کہ وہ وہابیوں اور مقصر وں کے علاوہ دانشمندان عالم کے انداز تمدن و معاشرت کو دیکھیں شب وروز کے معمولات زندگی میں غور کریں کہ کیا۔

اپنے دوستوں، بزرگوں، اساتذہ اور مذہبی و سیاسی قابل احترام افراد سے سڑکوں بازا میٹنگوں جلسوں، جلوسوں اور دیگر مقامات ملاقات میں ہر شخص کی اپنی حیثیت کے مطابق تواضع یعنی انکساری و فروتنی سے پیش آتے ہیں یا نہیں؟ اپنی فکر کے مطابق احترام کا مظاہرہ کرتے ہیں یا نہیں ؟ اگر جواب ہاں میں ہے۔ اور یقینا ہاں میں ہے تو پھر کیا ایسے تمام افراد جو احترام کرتے ہیں اپنے محترم کے عابد اور پرستار بنکر مشرک بن جاتے ہیں؟ اور کیا ایسے تمام افراد جن کا احترام کیا جاتا ہے اپنے احترام کنندہ کے معبود بن جاتے ہیں، اگر جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے تو پھر شیعیان آل محمد کو اپنے مذہبی مراسم میں تواضع کرنے پر شرک کے عصا سے کیوں ہانکا جانے لگا ہے ؟

جواب ہاں میں تو کوئی ذی عقل دے ہی نہیں سکتا اور نہ ایسے احترامات کو زمرہ شرک وکفر میں لاسکتا ہے کیونکہ تمام عقلائے عالم کے نزدیک تواضع فروتنی یا انکساری کمالات انسانیہ کی فہرست میں عنوان اول کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مشاہدات روزمره گواہ ہیں کہ جس شخص میں تواضع یا فروتنی یا انکاری ہو ہرشخص خواہ اپنا ہو یا پرایا۔ دوست ہو یا دشمن اور چھوٹا ہو یا بڑا اس کی تعریف کرتا ہے ۔ اگر تواضع فروتنی یا انکساری عبادت غیر اللہ ہے تو پھر کائنات عالم میں جتنے مذہبی اور دنیاوی افراد کے مناسب احترامات کر کے ان کی عظمت کا اعتراف کیا جاتا ہے۔ ان سب عقلائے عالم کو شرک اور کفر کا سرٹیفکیٹ دے کر راہ جہنم دکھادی جائے ۔ تواضع کیا ہے ۔کسی قابل احترام فرد کو جھک کر سلام کرلیا جائے۔

کسی کے قدموں پر ہاتھ رکھدیا جائے ۔کسی کے ہاتھوں کو بوسا لے لیا جائے کسی کے قدموں میں سر رکھ دیا جائے۔

کسی کے سامنے سینے پر ہاتھ رکھ کر سرخم کردیا جائے۔

تو واضع کے مختلف مظاہر ہیں جو قبائلی

علاقائی جغرافیائی اور ملکی لحاظ اور شخصی اعتبار سے بدلتے رہتے ہیں ۔ علاوہ ازیں ایک کام اور بھی کرنا ہوگا اور وہ یہ ہے کہ لغت عالم سے تواضع فروتنی یا انکساری کا لفظ نکال دینا ہوگا۔ اور دنیا کو بتانا ہوگا کہ اگر شرک کی لعنت سے بچنا ہے تو پھر ہرشخص دوسرے کے ساتھ وہی سلوک کرے جو صحرائی حیوان ایک دوسرے سے کرتے ہیں۔ ہر شخص دوسرے کے سامنے سینہ تان کر آنکھ میں آنکھ ڈال کر اور اکڑ کر کھردرے لہجے سے ۔ السلام علیکم. نمستے گڈ مارننگ۔ اور گڈ ایوننگ وغیرہ جیسے الفاظ کہے اور اپنے مخاطب کو یہ احساس دلائے کہ میں بھی تم جیسا انسان ہوں۔ کیونکہ جب تک لفظ تواضع اور اس کے مترادفات لغات عالم سے نکال باہر نہ پھینکنے جائیں۔ اور جب تک نوع انسان کو وحشی حیوانوں کا انداز ملات نہیں سکھا دیا جاتا اس وقت تک نہ تو کوئی دائرہ شرک سے نکل پائے گا۔ اورنہ ہی راہ توحید مل سکے گی ۔

کیا خود نجاتی اور مقصرین اور ان کے دستر خوان سے لقمے توڑنے والے چند بے قیمت اور بے آوازاحمق اپنے بزرگوں، اساتذہ اور محترم افراد سے بوقت ملاقات تواضع سے پیش نہیں آتے؟ کیا صحرائی شتربان اور ان کے بخیر مقائدین ایک دوسرے سے ملاقات کے وقت حیوانات جیسا سامنا کرتے ہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہو تو یہ حیوانیت کے مظاہرے انہیں مبارک ہوں ۔ جبکہ مشاہدہ اس کے قطعی خلاف ہے ۔ دوسروں کو بزرگان دین کی تواضع سے منع کرنیوالے خود اپنے بزرگوں کے چرنوں میں بڑے ہوتے ہیں۔ اور اگر وہ خود بھی فطرت کے اس معقول سبق کے سامنے مجبور و ناچار ہو کر اپنے بزرگوں سے تواضع برت لینے میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے تو کیا وہ بھی اپنے جیسے ایک بے بس انسان کے عامیہ بن جاتے ہیں ؟

اور کیا دوسروں کو غیر اللہ کے سامنے جھکنے سے روکنے والے خود غیراللہ کے ساتھ جھکتے ہیں ؟ اگر ایسا نہیں۔ اور یقینا نہیں کیونکہ انہیں اپنی عقل یہ کہنے پر لاچار کرتی ہے کہ

تواضع اور فروتنی عبادت سے جدا ہے۔

تو بمپر تمام ان افراد کی تواضع جنہیں یہ لوگ مشرک کہتے ہیں۔ اور اپنی تواضع کے در میان نقطئہ امتیاز بتائیں تاکہ جہاں مشرکانہ انداز واطوار میں اصلاح کا پہلو نکلے وہاں وہابیوں اور مقصرین کا انداز فکر ذلت ورسوائی سے بچ سکے۔

قرآنی شہادت :-

چونکہ سلسلہ تواضع میں قرآن ہمارے ساتھ ہے اس لئے مناسب ہو گا اگر وہابیت کے سرخ مجروح پر قرآنی گواہی کے چند ایک طمانچے اور بھی رسید کرتےچلیں تاکہ عوام ان سے پوری طرح باخبر اور ہوشیار ہو جائیں۔ اور ان کے دام تز ویر میں آنے سے محفوظ رہ کر اصطلاح ملک وملت میں پہلے کی طرح تندہی سے مصروف رہیں۔

البقرہ وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓىٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِیْسَؕ-اَبٰى وَ اسْتَكْبَرَ ﱪ وَ كَانَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ(۳۴)

جب ہم نے ملائکہ کو سجدہ آدم کا حکم دیا تو تمام ملائکہ نے سجدہ کیا لیکن ابلیس نے ازراہ تكبر سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اور کافرین ہوگیا۔ اب جن لوگوں کا نظریہ ہے کہ بغیر الله کے سامنے جبر سائی مشرک ہے تو قرآن کی اس آیت میں مناسب ہوگا یہ لوگ :۔

ابلییں کے طرفدار بن جائیں ۔

ابلیس کے سوا تمام سجدہ کر نیوالے ملائکہ کو مشرک کہہ دیں۔

ذات احدیث کو شرک کا مبلغ کہیں کیونکہ

اس نے ادلاملائکہ کو شرک کا حکم دیا ۔ اور ثانیاً

ابلیس جیسے موحد و متقی کو بھرے دربار سے نکال کر مستحق لعنت ٹھرایا۔

**انتباه :-**

ممکن ہے یہ چرب گو۔ اور چرب نولیں اپنی ملمع شدہ تقریر و تحریر میں سادہ لوح افکار میں یہ دانہ ڈالنے کی کوشش کریں کہ ملائکہ نے جو کچھ بھی کیا وہ حکم خدا سے تھا۔

لہذا وہ شرک نہیں ، جبکہ آپ لوگوں کو غیر اللہ کے سامنے جھکنے کاحکم نہیں دیا گیا اس لئے یہ شرک ہے۔

**ازالئہ اِشتباه :**

مناسب ہوگا کہ اس دام تزویر کا تانا بانا ہم ابھی سے بکھیرتے چلے جائیں تاکہ انہیں فکری ڈاکہ ڈالنے کامزید موقع نہ ملے۔ تو میرے دوستو! پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر ۔ ۔۔۔۔۔

ملائکہ نے آدم کو سجدہ عبادت اور پرستش کے عنوان سے نہیں بلکہ تواضع کی ارادہ سے کیا تھا۔ تو جس طرح حکم خدا ہی سے شرک نہیں اس طرح ایسا سجدہ بلا حکم خدا بھی شرک نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ کسی بزرگ اور قابل احترام فرد کا مناسب احترام محتاج حکم نہیں ہوا کرتا کیونکہ عقل انسان جو قدم قدم پر انسان کی رہنمائی کرتی ہے ۔ انسان کو ایسے خطعط پر چلنے کی راہبری کرتی ہے۔ اور انسان ازخود بزرگ کے سامنے جھک جاتا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ مذہبی دانشمندوں میں سے کسی نے کبھی بھی رسمی احترامات کے سلسلہ میں احکام خدا کا انتظار نہیں کیا۔

۔ اور نہ ہی کسی نبی نے ان احترامات سے کبھی کسی کو منع فرمایا ہے کیونکہ یہ سب کچھ فطرت کے احکام کے ماتحت ہوتا ہے ۔ ہاں یہ علیحدہ بات ہے کہ ذات احدیت نے انواع تواضع میں سے اگر کسی قسم پر بالخصوص پابندی عائد کر دی ہو تو پھر اگر وہ احترام شرک نہ بھی ہو ہم اس کے پابند ہوں گے۔ جیسا کہ غیراللہ کو سجدہ کرنا اگر یہ احترامی رسم ہے۔ لیکن چونکہ ذات احدیت نے اس سے منع فرما دیا ہے اس لئے الیسا نہیں کرتے۔ البتہ اگر کوئی احترام کے بطور غیراللہ کو سجدہ کرے تو اسے خطا کار کہیں گے ۔ معصّیت کار کہیں گے لیکن پھر بھی اسے مشرک یا کافر نہیں کہہ سکتے کیونکہ احترامی سجدہ عنوان عبادت و پرستش سے نہیں ہوتا بلکہ عنوان تواضع سے ہوتا ہے۔

اور تعمیری بات یہ ہے کہ شیعیان آل محمدؐ جتنے احترمات بجالاتے ہیں جن میں مومنین کرام۱؎

­­­­­­­­­­­­­­ــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

۱؎ حضرت ابوالفضل العباس شبیہہ روضہ مبارک ابوالفضل العباس شبیہہ ذوالجناح شبیہہ ضریح حضرت سید الشہداء وغیرہ۔

آئمہ علیہم السلام اور انبیائے عظام کیلئے ہوتے ہیں یہ سب بحکم خدا ہیں ۔ جیسا کہ ارشاد ربالعزت ہے –

مائدہ ۵۹؎ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗۤۙ-اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ٘

اسے ایمان والو جو بھی تم میں سے دین سے برگشتہ ہوجائے کوئی پروانہیں اللہ عنقریب ایک ایسی قوم پیداکریگا جو اللہ کے محبوب بھی ہوں گے یہ لوگ اپنے ہم مسلک مومنین کیلئے متواضع اور کافروں کیلئے سخت ہونگے کون نہیں جانتا کہ آیت پیش کردہ میں تواضع اور فروتنی کو ایسے افراد کا وصف بتایا گیا ہے جو جیب خدا ہونے کے ساتھ محب الہی بھی ہوں گے۔ معنائے تواضع کے سلسلہ میں قرآن کریم سے یہ پہلی شہادت تھی جس میں اللہ نے ملائکہ کواز راہ احترام سجدہ آدم کا حکم دیا۔ الیس احترام مذکر نیکی پاداش میں راندہ درگاہ الہی ہوا۔

۲۔ **لیجئے قرآن کریم سے دوسراگواہ :** جہاں تک میں سمجھتا ہوں ۔ یہ آیت ایک الیسی واضح اور صریح نص ہے۔ کہ اگر وہابی مکتب فکر کی آنکھ تعصب اور خورنمائی کی پٹی اتار دی جائے ۔ توعبادت اور تواضع میں نمایاں فرق محسوس ہونے لگے گا اور نجدی مقصرین کویر باہزره سرائی کیلئے قدم دھرنے کی جگہ بمشکل ہی مل سکے گی ملاخطہ فرمائیے ارشاد ہوتا ہے۔

الیوسف ۱۰۱؎ وَ رَفَعَ اَبَوَیْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَ خَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًاۚ-وَ قَالَ یٰۤاَبَتِ هٰذَا تَاْوِیْلُ رُءْیَایَ مِنْ قَبْلُ٘-قَدْ جَعَلَهَا رَبِّیْ حَقًّاؕ

حضرت یوسف نے اپنے والدین کو تخت پر بٹھایا اور وہ سب یوسف کے سجدہ میں گر گئے۔ اس وقت یوسف نے کہا ابا جان ! یہ ہے میرے پہلے خواب کی تعمیر جسےاللہ نے سچ کر دکھایا۔

ااس آیت میں جناب یوسف کی اس ملاقات کی تصویر کشی ہے جو فراق کے بعد جناب یوسف کے والدین اور بھائیوں سے پہلی مرتبہ مصر میں ہوئی اور اس میں انتقالی مات کے ساتھہ دو باتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

الف۔ حضرت یعقوب نے حضرت یوسف کو سجدہ کیا۔

ب۔ حضرت پوسف کے بھائیوں نے حضرت یوسف کا سجدہ کیا۔ ی

یہاں کوئی عقل کا اندھا یہ فریب دینے کی کوشش کرے کہ حضرت یعقوب اور آپ کے ۔ بیٹوں نے حضرت یوسف کا نہیں بلکہ ملاقات یوسف پر اللہ کا سجدہ شکرادا کیا تھا کیونکہ۔

خَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًاۚ ۔ میں مساجد اور نسجود دونوں کی وضاحت ہے ،خرواجمع مذکر غائب

کا صیغہ سے جس کا تعلق حضرت یعقوب اور برادران یوسف سے تھے جبکہ ۔لہ میں ہائے ضمیر واحد مذکر غائب کا مرجع حضرت یوسف ہیں۔ علاوہ ازیں سورۃ یوسف کی تلاوت سے مزید تصدیق ہو جائیگی۔ آغاز سورہ میں حضرت یوسف اپنے والد کو اپنا خواب بیان فرماتے ہیں کہ ...... میں نے عالم خواب میں چاند سورج اور گیارہ ستاروں کو اپنا سجدہ کرتے دیکھا ہے۔ مذکورہ آیت میں جب حضرت یعقوب اور ان کی اولاد سجدہ یوسف سے سر اٹھاتے ہیں، تو جناب یوسف اپنے اسی خواب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ یہ ہے میرے خواب کی تعبیر جسے اللہ نے سچ کر دکھایا ۔

تواب نجدی جنت کے باسیوں کی فکر کے مطابق حضرت یعقوب اور ان کے گیارہ بیٹے جناب یوسف جو غیر اللہ تھے کو سجدا کر کے مشرک ہو گئے۔ اور خداوند عالم مشرک گر کے کیونکہ جناب یعقوب ایسے کافر مشرک کو جو غیر اللہ کا سجدہ کرتا ہے عہد نبوت دینے والا تو خدا ہی ہے۔ پھر اللہ نے ظلم کیاکہ غیراللہ کو سجدہ کرنے کے بعد بھی جناب یعقوب سے عہدہ نبوت نہ چھینا۔ یہ تو ہے وہابی طرز فکر لیکن اگرہم نجدی مقصیرین کے انداز فکر سے بڑا کرکے سوچیں تو میرے خیال معاملہ انتھائی آسان ہو جاتا ہے، وہ یوں کہ ہم کھلے دل سے یہ بات تسلیم کر لیں کہ ۔۔

حضرت یعقوب کے زمانہ میں احتراماً سجدہ کرنا ایک رسم تھی اور ذات احدیت نے اپنے احکام میں اس رسم کوخلاف شریعیت قرار نہیں دیا تھا۔

اب فیصلہ قارئین کریں گے کہ ۔۔۔۔۔۔۔۔

نجدی مقصرین کے انداز فکر کوتسلیم کر کے ۔ ذات احدیت مبلغ شرک اور حضرت یعقوب اور ان کی اولاد کو مشرک کہہ دیں ؟ یا

احترامی سجدہ کو حضرت یعقوب کے زمانہ کی رسم مباح مان کر ذات توحید اور نبی معصوم کو بہت بڑے بد نما داغ سے بچالیں ؟

علاوہ ازیں ایک اور چیز بھی قابل توجہ ہے۔ آپ پورا قرآن دیکھ جائیں آپ کو کسی بھی مقام پر کوئی ایک آیت الیسی نہیں ملے گی جس میں تواضع و فروتنی کی کسی قسم کوخلاف اسلام قرار دے کر اس کی مذمت کی گئی ہو جبکہ تواضع کی ضد تکبر سے قرآن نے بالصرحت منع بھی فرمایا ہے ، اور تکبر کی مذمت بھی کی ہے ۔

لقمٰن ۱۸؎ وَ لَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَ لَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًاؕ-اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍۚ(۱۸)

تکبر کے مارے لوگوں سے رو گردانی مت کر۔ اللہ کو کوئی متکبر ھی پسند نہیں۔

الإسراء – ۳۷؎ وَلَا تَمْشِ فِى ٱلْأَرْضِ مَرَحًا ۖ زمین پر اکڑ کر مت چل

نجدی مکتب فکر کے مطابق اگر تواضع شرک ہے تو آپ خود اندازہ لگا لیں حضرت لقمان نے سنگام مرگ وصّیت کرتے ہوئے کتنی غلط باتیں کی ہیں۔ اور کتنے متضاد بیانات دیئے ہیں پھر خدا وند عالم نے کتنی زیادتی کی ہے کہ جناب لقمان کی غلط باتوں کو قرآن میں درج کر کے یہ نہیں بتایا کہ لقمان نے غلط کہا ہے ۔

**قارئین کرام سے ۔**

درخواست ہے کہ اب دو ٹوک اور حتمی فیصلہ دیں کہ ذیل کے دو نظریات میں سے کونسا نظر یہ درست ہے اور کونسا نام ۔ تاکہ غلط عقیدہ سے برا اور درست عقیده سے تولیٰ کیا جا سکے ۔

خداوند کریم کی اس غلطی کی تقلید کر میں جواس نے سجدہ آدم کے سلسلہ میں خودبھی کی اور ملائکہ سے بھی کرائی ۔ الف۔ حکم خدامان کر سجدہ کرنے والے مشرک ملائکہ کو اپنا مطیع وفرمانبردار فرمایا۔

ب ۔ ابلیس جس نے غیر اللہ کو سجدہ کر کے اپنی توحید بچالی اسے اللہ نے نہ صرف کافر کہا بلکہ راندہ درگاہ بھی کر دیا۔

جناب یعقوب جیسے غیر اللہ کو سجدہ کرنے والے مشرک کو عہدہ نبوت دیا۔ ایسے مومنین کو حج ایک دوسرے سے بوقت ملاقات تواضع کا شرک کریں۔اپنا محب اور جیب فرمایا ۔

تمام ملا ئکہ انبیاء اور عقل نے عالم کو مشرک کہیں ۔

اور بھری بزم کائنات میں صرف اور صرف ابلیس کو موحد و متقی مانیں جس نے حکم اللہ کو ٹھکرا کر اپنی توحید کو غیراللہ کے سامنے جھکنے سے بچالیا۔ اور تاریخ شاہد کہ سجدہ آدم کے انکار سے لیکر آج تک لعت ابلیس میں تواضع کا لفظ تک نہیں ؟

ان مذکورہ عقائد کو درست مانیں یا

ابن یتمیہ - محمدبن عبدالوہاب ۔اور ان جیسے چند دیگر عقل وخرو سے خالی دانش وعلم تہی دست اور معرفت وعمل کے بھکاریوں کو غلطی پر سمجھ کر تواضع و فروتنی کو عین اسلام قرار دیتے ہوئے۔ ابلیس کو کافر ملائکہ کو خدا پرست حضرت یعقوب اور آپ کی اولاد کو مومن و موجد مان لیں ؟

**غیر اللہ سے استمداد**

عبادت و تواضع میں امتیاز کے بعد امید ہے قارئین کرام نے محسوس فرمالیا ہوگا کہ بزرگان دین خواہ زندہ ہوں یا نہ کے سامنے ان کی عظمت کا اعتراف کرتے ہوئے بطور تواضع پیش آنا نہ صرف یہ کہ شرک نہیں بلکہ عین اسلام ہے اس کے بعد آپنے اب ان اعتراضات میں سے ایک ایک اعتراض کو سامنے رکھ کر ان کے جواب عرض کریں۔ پہلا سوال تھا۔

نبی و امام سے مدد مانگنا شرک ہے یا نہیں ؟

میرے خیال میں شرک فی الذات اور شرک فی العبادت کے معافی کی توضیح کے بعد قارئین خود اس پوزیشن میں ہوں گے کہ وہ ایسے فضول اعتراضات کے جوابات دے سکیں۔ بنابریں ہمیں زیادہ تطویل کی ضرورت نہیں۔ لیکن پھر بھی چونکہ ان سوالات کی تہہ تک پہنچنا ضروری ہے ۔ تاکہ حق گوئی اور مرزہ سرائی میں امتیاز ہو سکے اس لئے کچھ عرض کرنے چلا ہوں۔ تومیرے دوستو! بطور خلاصہ

غیرا للہ نبی ہو یا امام یا کوئی اور اگر اس سے مدد اس عنوان سے مانگی جائے کہ وہ بغیر اللہ خدا ہے اور مدد کرنے میں بذات خود اتنا مستقل ہے کہ کسی کا محتاج نہیں تو یقیناً شرک ہے لیکن اگر مدد مانگنے کا عنوان یہ نہ ہوتو یقینا ًشرک نہیں، اور پورے عالم کا نظام اسی عقیدہ پر قائم ہے، تمدن ومعاشرہ کی بنیاد باہمی تعاون و امداد پر ہے۔ اگر فتویٰ یہ دیا جائے کہ عنوان کوئی بھی ہو غیراللہ سے مدد مانگنا شرک ہے تو پھر اس عقیدہ کو سادہ اورسیدھے الفاظ میں یوں بیان کیا جائیگا کہ ۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔

پوری دنیا مشرک ہے۔ عالم انسانیت کی بنیاد شرک پر ہے، کیونکہ عوام تو عوام میں سفرزندگی میں انبیاء بھی اپنی امت کے محتاج نظر آئے ہیں۔ اور اپنی امت سے مدد مانگتے ہیں یہ توتھا اجمال آیئے اب اس جمال کی تفصیل میں چلیں اور اس کے جیرئیات کو دیکھیں ۔

**خدائی کام :۔**

یہاں انتہائی ضروری ہے کہ ہم استعداد کے زیر عنوان یہ دیکھتے چلیں کہ وہ کونسے کام ہیں جو اللہ کے سوا کوئی نہیں کرسکتا، اور وہ کون سے کام ہیں جو ذات احدیت کے علاوہ دوسرے افراد بھی انجام دے سکتے ہیں کیونکہ ممکن ہے یہ کور دماغ اس مقام پر یہ کہنے لگیں۔ ہر غیراللہ سے ہر حاجت براری شرک نہیں، بلکہ غیراللہ سے صرف انہی امور میں استمداد شرک ہے جو قوت بشریہ سے خارج ہیں۔ بالفاظ دیگر۔

غیر خدا سے خدائی کام لینا شرک ہے ۔

یہ نظریہ قائم کرنے سے قبل ضروری تھا کہ ایسے حضرات خدائی کاموں اور غیرخدائی کاموں کی فہرست بناتے اور پھر یہ ڈونٹڈی پیٹتے کہ فلاں فلاں کام خدائی ہیں لہذا غیر خدا سے ان کی درخواست شرک ہوگا، جہاں تک میں سمجھتا ہوں ان لوگوں نے اپنی طفلانہ عقل کے مطابق یہ مفروضہ قائم کر رکھا ہے کہ۔

روزمرہ ضروریات کے مادی کام غیر خدائی نہیں، اور غیر مادی کام خدائی نہیں ہوتا وجدانی اور برہانی فکر کے مطابق خدائی کام ان کاموں کا نام ہے کہ۔

کام کر نیوالا بلا کسی دوسرے کی مداخلت اور بلا کسی دوسرے کی استعداد کے انجام دے۔ بالفاظ دیگر مروہ کام خدائی کہلائیگا جسے انجام دینے والا اپنے کو مستقل بالذات اور غیر محتاج سمجھے۔ جبکہ غیر خدائی کاموں میں کام انجام دینے والا نہ تو اپنے کو مستقل بالذات سمجھتا ہے اور نہ ہی غیر محتاج مثلاً خلاق عالم اگر خلق کرتا ہے ۔ رزق دیتا ہے۔ بیمار کرتا ہے یا تندرست کرتا ہے تو کسی کی استعداد کے بغیر کرتا ہے۔ ان امور کی انجام دہی میں وہ مستقل بالذاب غیر محتاج ، اور بے نیاز ہے اس نےکُلاً یا جز واًکسی کو مداخلت کی اجازت نہیں دی اور نہ ہی ان امور میں صرف ہونیوالی طاقت وقدرت اس کی کسی ہے ۔

جبکہ اگر کوئی غیر خدا ان کاموں کو انجام دے تو وہ نہ تومستقل بالذات ہوگا۔ نہ غیر محتاج ہوگا، اور نہ ہی بے نیاز ہوگا۔ اس کی طاقت وقدمت مستعار ہو گی، اور کام کی تکمیل بھی کسی کی نظر کرم کی مرہون منت ہو گی۔ اس امتیاز اورتفریق کے بعد اب ہمارے لئے نتیجہ تک پہنچا توحید کی جستجو اور اسلام کی حفاظت کسی قدر آسان ہو جائے گی اور تعصب سےبالاتر ہو کر دیکھنے سے نجدی شرک و کفر کی قلعی بھی کھل جائے گی ۔ ن

**تیجہ :۔** اگر کوئی شخص غیراللہ سے کسی کام خواہ وہ کام مادی ہو یا غیر مادی اور چھوٹا ہو یا بڑا کی درخواست اس عنوان سے کرے کہ وہ میرے کام کی انجام دی میں مستقل بالذات بے نیازہ اور غیر محتاج ہے تو ایسا شخص مشرک ہے ۔ اور اگر کوئی : شخص غیراللہ سے کسی کام خواہ وہ کام مادی ہو یا غیر مادی ، اور چھوٹا ہو یا بڑا کی درخواست اس عنوان سے کرے کہ خدائے قدوس نے اس ہستی کو یہ طاقت عنایت فرمائی ہے۔ کہ میرے کام انجام دے سکے تو یہ نہ مشرک ہے نہ کفر ہے، نہ ہی خلائی امور میں دخل اندازی ہے، اور نہ ہی تفویض ہے۔ اپنے اس عقیدہ کی شہادتیں قرآن کریم سے تلاش کریں۔

**شہادت ۱؎**

**نمل ۱؎** قَالَ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَؤُا اَیُّكُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ یَّاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ(۳۸)

جناب سلیمان نے فرمایا۔ اے لوگو! تم میں سے وہ کون ہے جو ملکہ بلقیس کے مسلمان ہو کر پہنچنے سے قبل تخت بلقیس مجھے لاکردے۔

نمل ۳۹ ؎ قَالَ عِفْرِیْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَۚ-وَ اِنِّیْ عَلَیْهِ لَقَوِیٌّ اَمِیْنٌ(۳۹)

ایک جن عرض کیا کہ میں تخت بلقیس کوایک آپکو اپنی جگہ چھوڑنے سے قبل لاکر دے سکتا ہوں ۔اور اس سلسلہ میں نہ صرف بھرپور قوت کا مالک ہوں بلکہ امین بھی ہو۔

نمل ۴۰؎ قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَؕ-فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ

اس شخص نے کہا جس کے پاس کتاب کا تھوڑا ساعلم تھا میں تخت بلقیس پلک جھپکنے سے قبل لاکر دے سکتا ہوں۔ جب حضرت سلیمان نے تخت بلقیس کو اپنے سامنے دیکھا تو فرمانے لگے یہ ہے میرے اللہ کی نوازش ۔

یہ فیصلہ قارئین ہی فرمائیں کہ ۔اس تخت بلقیس کالانا عادی امور سے ہے یا غیر مادی امور سے؟ انسانی طاقت کے دائرہ اختیار سے باہر ہے یا دائرہ اقتدار کے اندر ؟

اگرنجدی انداز فکر کے مطابق ملک سبا کے طویل فاصلہ سے تخت بلقیس لانا غیر مادی کام اور خدائی معاملہ تھا تو پھر۔

حضرت سلیمان جو بقول ذات احدیت اور بعقیدہ امت مسلمہ نبی تھے خدائے قدوس کی عنایات خاصہ کے حامل تھے نے غیر عادی خدائی کام کی انجام دہی کی درخواست غیراللہ سے کیوں کی۔

نمل ۳۸؎ کے مطابق ایک عظیم الشان معصوم نبی نے اللہ کو چھوڑ کرجن وانس سے کیوں مدد مانگی ؟

بقول قرآن جناب آصف ابن برخیا جنہوں نے چشم زون میں تخت بلقیس منگواکردیا حضرت سلیمان کے حاجت روا اور مشکل کشا بنے یا نہ بنے ؟

قرآن میں کہیں ہلکا سا اشارہ بھی اس طرف نہیں ملتا کہ حضرت آصف نے تخت بلقیس منگوانے میں کسی قسم کی نیازمندی ظاہر کی ہو۔ فرماتے ہیں انا تیک یہ ، میں آپکو لیکر دونگا۔ اب قارئین کے سامنے دو ہی واضح نتیجے میں جن سے ایک کا تسلیم کرنا مری ہوگا۔

۱۔ حضرت سلیمان کو مشرک مان لیا جائے اور خدائے قدیس کو غلط کار کیونکہ اس نے حضرت سلیمان جیسے غیراللہ سے مدد مانگنے والے مشرک کو عمدہ نبوت سے نوائے رکھا۔

۲- غیر مادی کاموں میں غیر اللہ سے غیر خدای عنوان کے ساتھ استمداد کو جائز قرار دیا جائے۔ ان مردونتائج میں سے اگر پہلا نتیجہ درست تسلیم کر لیں تو نجدی مکتب فکر کی تائید ہو جائے گی۔ البتہ تھوڑا گناہ شرک حضرت سلیمان کے پلے بندھیگا۔ اور تھوڑی سی غلطی اللہ میاں کی مانناپڑے گی۔ اور میں سمجھتاہوں کہ اس سلسلہ میں ہم توحید بچاتے بچاتے اسلام سے ہاتھ د ھو بیٹھیں گے ۔ اور اگر دوسرا نتیجه درست مان لیں تو اس میں اگرچہ نجدی انداز فکر کی ذلت ورسوائی تضحیک اور جگ ہنسائی ضرور ہوگی لیکن توحید کے ساتھ ساتھ دولت ایمان بھی محفوظ رہیگی۔ اور شرک سے بھی بچے رہیں گے ۔

**شہادت ۲؎**

آل عمران م۴۸؎ وَ یُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِیْلَۚ(۴۸)وَ رَسُوْلًا اِلٰى بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ﳔ اَنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ﳐ اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْــٴَـةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِۚ-وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِۚ-وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَۙ-فِیْ بُیُوْتِكُمْؕ-

میں تمہارے سامنے ان کی نشانیاں لایا ہوںمیں تمہارے لئے مٹی سے پرندے کی شکل بناؤنگا۔ اسمیں دم کر دونگا۔ وہ حکم خدا سے پرندہ بن جائیگا۔ میں کوڑھی اور مبروص کو شفایا کرونگا میں اذن باریکی سے مردوں کو زندہ کرونگا۔ اور جوکچھ تم کھاتے ہواور گھروں میں ذخیرہ اندوزی کرتے. اس سے تمہیں مطلع کرونگا۔

اب خدا معلوم نجدی خیال شریف کیا فرمائے گا کہ حضرت علیسلی فرماتے ہیں

میں ایک پردے کا خالق ہوں : ' میں کوڑھی اور مبروص کو شفایاب کرتا ہوں

میں مردوں کو زندہ کرتا ہوں: اور میں غیب جانتا ہوں ! ان چار دعوں میں سے کوئی دعویٰ بھی ایسانہیں جسکا تعلق روزمرہ کے معمولات زندگی سے متعلق ہو۔ اب نجدی مقصرین کے طرز فکر کے مطابق ۔

حضرت عیسیٰ نے خدائی کا دعوی کیا۔ اور خداوند عالم نے ایک کافر گراور مشرک تراش کوعہدہ نبوت دے دیا۔ ایک طرف اللہ گنہگار ۔ دوسری طرف حضرت عیسی ٰخطا کار – بنی اسرائیل کا جو شخص بھی حضرت عیسیٰ سے تخلیق پرندہ شفا ئےمریض احیائے امور اور علم غیب کا مطالبہ کرے گا وہ کافر و مشرک ہوگا۔ جبکہ قرآنی انداز بیان بتا رہا ہے کہ نہ توبنی اسرائیل کے وہ افراد مشرک یا کافر ہیں جو حضرت عیسیٰ کے بیان کردہ امور میں انہیں انجام دینے کی درخواست کرتے ہیں، نہ حضرت عیسی ٰ اپنے دعوی میں مشرک گرہیں نہ ذات احدیت خطا کار ہے ۔ باقی سب درست ہے۔ البتہ مٹھی بھر چند تیرہ رو۔ اور تیر بخت نجدی صحرائی گلہ بانوں اور ان کے معتقدین کی رسوائی میں اضافہ ضرور ہوا ہے۔

میرے خیال میں بطور نمونہ یہی دو گواہ کافی نہیں قرآن میں تو دسیوں آیات موجود ہیں لیکن اختصار کومد نظر رکھتے ہوئے اس سوال کے جواب کو انہی دو گواہوں پر ختم کرتے ہوئے آگے بڑھنے سے قبل اسی سوال کا ایک اور نقطہ سامنے رکھتے ہیں تاکہ قارئین ا س سےبھی آشنا ہوجائیں۔ اور وہ نقطہ ہے مدد بعد از دفات۔ امداد بعدالموت - ان روسیاہوں کے پاس جواب دینے کو جب کچھ اور نہیں رہتا تو کہنے لگتے ہیں کہ ہمارے فتاوائے شرک کا تعلق بعد از وفات کسی سے مشکل کشائی ہے نہ کہ حین حیات کیونکہ ہم شیعیان آل محمد اور دیگر فرقوں کو مردوں سے مرادیں مانگنا دیکھتے ہیں جو یقیناً ترک مردہ نہ تو نفع پہنچاسکتا ہے۔ اور یہ نقصان مردہ کی حیثیت جمادات سے زیادہ نہیں ہوا لہذا کسی لکڑی یا پتھر کے بت سے مانگنا اور مردہ سے مانگنا برابر ہے ۔

جواب۔ اولاً تو شرک کے قرآنی اور برہانی معنی کے مطابق مصداق شرک سہماری دستررس سے باہر ہے اس لئے ہم کس کو بلا سوچے سمجھے شرک نہیں کہ سکتے کیونکہ شرک کا معنی ٰغیر اللہ سے اس عنوان سے مدد مانگی جائے کہ وہ خدا ہے ۔

چنانچہ اگرکوئی شخص کسی غیر اللہ سے بعنوان غیراللہ مدد مانگے تو وہ ہرگز مشترک نہیں

اور اس کلیہ میں یہ فرق نہیں کہ وہ غیر اللہ زندہ ہو یا مردہ، لہذا عنوان مذکور سے مانگنے والے پتھر سے مانگے یا لکڑی سے مانگے، پھر بھی اسے مشرک نہیں کہا جا سکتا یہ علیحدہ بات ہے ایسی درخواست لغو بیہودہ اور فضول ہو گی۔

ثانیا ًجب ہم مدد کی درخواست کرتے ہیں۔ وہ صرف ارواح انبیاء وائمہ علیہم السلام . سے اس ارادہ سے کرتے ہیں کہ ذات احدیت نے ان ہستیوں کو مشکل کشائی کی قدرت فرما رکھی ہے ۔ چونکہ حیات دممات روح کا مسئلہ خالصتہ فلسفیانہ سے اس لئے ارباب فلسفہ کی رائے آخری ہوگی اور فلسفہ اعلیٰ میں قطعی دلائل اور محکم برامین سے یہ ایک حقیقت ثابت ہے کہ قید جسم سے آزاد ہونے کے بعد روح باقی رہتی ہے۔ اور اس عالم سست دبود سے رابطہ ارواح بند جسم سے آزادی کے بعد پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ فلاسفہ کی فکر کے مطابق روح کے لئے حادثہ موت محاملات میں سے ہے۔ اس مسئلہ میں قبل از اسلام کے فلاسفہ اور بعد از اسلام کے فلاسفہ مسلم فلاسفہ اور غیرمسلم فلاسفہ اہل کتاب فلاسفہ اور غیراہل کتاب فلاسفہ دور جدید کے فلاسفہ اور دورقدیمہ کے فلاسفہ مغربی فلاسفہ اور مشرقی فلا سفہ سب ہم آواز ہم مسلک اور ہمنوا ہیں بلکہ یوں کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ جسدن سے فلسفہ عالم وجود میں آیا ہے اس وقت سے آج تک ہر مذہب وملت اور ہر مکتب فکرکی

ـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ یہاں ممکن ہے ہمارے پاکستانی نابالغ مجتهدین کرام یہ گرہ لگائیں کہ ذوالجناح علم اور شبیہ روضہ مبارک سیدالشہداء علیہ السلام یا دیگر ائمہ معصومین اور شہدائے فطلومین کی فریحوں پر نذر و نیاز دنیا بھی اسی پتھر اور لکڑی کے ضمن میں آئیگا۔ اور بفرمان ایت اللہ العظمی خمینی اعظم یہ نذر ونیاز بھی فضول ہے۔

یہاں ان دشمنان آل محمدؐ کی خدمت عالیہ میں گذارش کرتا چلوں کہ مملکت پاکستان کے ان پڑھ سے ان پڑھ شیعہ سے میں اگر پوچھا جائے کہ

شبیہ ذوالجناح شعبہ علم عباس علمدار اور شبی ضریح سیدالشہداء وغیرہ علیہم اسلام پر جو نذر نیاز آپ چڑھاتے اور جو منت مانتے ہیں۔ وہ کس کی ہوتی ہے، اور دعاکس سے مانگتے ہیں۔ تو ہرشیعہ آپکو یہی جواب دے گا کہ میں

صاحب ذوالجناح صاحب علم اور صاحب ضریح کو مخاطب کر کے اپنی التجاعرض کرتاہوں اور نیاز بھی اسی کے نام دیتا ہوں ۔ مترجم)

نگاہ میں روح کو نہ صرف غیر فانی تسلیم کیا گیا ہے ۔ بلکہ بند جسم سے آزاد ہونے کے بعدروح کی قوت متصرفہ میں غیر معمولی اضافہ بھی تسلیم کیا گیا ہے۔

چونکہ اس مختصر سے رسالہ میں اتنی گنجائش نہیں کہ ہم تمام فلاسفہ عالم کے اقوال پیش کریں اس لئے بطور اختصار مکتب فلسفہ کے چند استادان فن کی آراء بغرض نمونہ پیش ہیں، اگر کسی کو مزید تفصیل کی خواہش ہو تو کتب فلسفہ سے ہمارے دعوی ٰکی تصدیق کر فلا ں سفران قبل از اسلام –

**۱۔ مثالوث ملطی** :

ہرذی علم جو اس حقیقت سے باخبر ہے کہ علمائے متقدمین میں اکثریت ایسے فلاسفہ ہے جنکی عبارات میں تصریح و تو ضیح پکی جگہ رمزد کنایہ کا عنصر غالب ہے۔ اور ان لوگوں اپنے فن تحریر کا کمال اسی عقیدہ کو سمجھا ہوا تھا کہ صراحت کی جگہ اخفاء و اشارہ سے کام لیا جائے اور یہی وجہ ہے کہ متاخرین علماء نے ان کی عبارات کی تشریح میں اپنی اپنی فکرکےمطابق احتمالات کے انبار لگادیتے ہیں لیکن بایں ہمہ اکثر فلاسفہ کی عبارات میں بقل نفس نہایت سے وضاحت سے مذکور ہے ۔

فلسفی مذکور صرف اپنے وقت کا فلسفی نہیں بلکہ علما ئےفلسفہ نے سات فلاسفروں؟ فلسفہ کے اعتبار سے ارکان سبعہ کہا ہے اور ان امکان سبعہ میں سے کسی کا نظریہ بیٹھا دینا شریعیت فلسفہ میں گناہ کبیرہ سمجھا جاتا ہے ۔انہی ارکان سبعہ میں سے ایک رکن مثالوث ملطی ہے ۔ چنانچہ میں ثالوث ملطی اپنے اس نظریہ کے تذکرہ کے بعد کہ

خدائے قدوس نے ایک ایسا عنصر ایجاد فرمایا ہے جو تمام موجودات اور معلوم کوتمام صورتوں کا حامل ہے لکھتا ہے کہ اس عنصر کا ایک پہلو مصفی ٰاور ایک پہلو مکدر ہے جسم نے اس عنصر کے مصفیٰ پہلو اور جِرم نے اس کے مکری پہلو سے جنم لیا ہے جِرم قابل فنا ہے جبکہ جسم ناقابل فنا ہے جِرم کشیف و ظاہر ہے۔ اور جسم لطیف و باطن ہے جبکہ

نشاة ثانیہ (حیات لبعد الموت) میں جرم زائل ہو جائے گا اور جسم ظاہر رہے گا۔ اب کون نہیں جانتا کہ ملطی نے جسم کے جوادصاف گنوائے ہیں ان سے اس کی مراد علاء برزخ میں ہونیوالا جسم مثالی ہے ملطی کے مطابق عقول وانفس دار بقا کے شائق رہتے ہیں اور یہی ملطی ہی کہتا ہے کر بقاءنشاۃ ثانیہ (حیات بعدالموت) میں ہے ۔

**۲- انکسیمائس ملطی :**

اس عظیم فلسفی کے رمز یہ انداز میں بھی بقائے نفس کی تصریحات موجود ہیں حتی ٰکہ اس کے بارے تونفوس خبیشہ بھی غیر فانی میں لکھتا ہے۔

زندگی کے تمام آثار عالم عقل سے ہیں ہرشئی کی بقا ء صرف اسی قدر ہو گی جس قدر اس میں نور عقل ہوگا۔ اور عالم کی اگر کوئی شئی بفساد ہے تو وہ صرف سفلی اجزا ئے ثقیلئہ سے متعلق ہے کیونکہ اجزائے ثقیلئہ سفلئیہ کی حیثیت چھلکے کی سی ہے۔ اور چھلکا ہمیشہ اتار کر پھینک دیا جاتا ہے ۔ آگے چل کر لکھتا ہے ۔

عالم جسمانی کثافات سے آلودہ ہے، جو کوئی بھی ان کثافات میں ملوث ہو گا، وہ عالم علوی میں نہ پہنچ سکے گا۔ اور جو عالم کی ان کثافات سے رو گردانی کرے گا۔ وہ عالم بالا میں۔ پہنچ سکے ؟ عالم بالا انتھائی لطیف سے اور اس کی مسرتیں دائمی اور ابدی ہیں ۔

**۳۔ انباز قلس:-**

یہ عظیم فلاسفر حضرت داؤد علیہ السلام کا ہم ہمعصر ہے۔ فلسفہ میں اسے جناب داؤد اور جناب لقمان سے شرف تلمذ حاصل ہے ۔ اس کے نظریات انتہائی واضح اور غیر مبہم ہیں، انباذقلس کے مطابق تمام اختلافات اور تضادات کی وجہ عالم مادہ ہے، اور ہر اتفاق و محبت کا سبب عالم روحانیت ہے، ہر نفس اول نفس اعلیٰ کاچھلکا ہے ہر نفس نامید نفس بہمییہ کا چھلکا ہے ہر نفس بہیمیہ نفس ناطقہ کا چھلکا ہے ہر نفس ناطقہ عقل کا چھلکا ہے ، اور ہرنفس اپنے مغز کی بدولت اپنے عالم کو پہنچے گا۔ تمام نفوس جز یہ نفس کلی کا جزو ہیں، جبکہ نفس جزئی اپنے مصدر عالم اعلی سے آیا ہے۔ اور آخر کار اپنے مصدر عالم اعلیٰ ہی کی طرف واپس پلٹ جائے گا۔

**۴۔ فیثاغورث :**

یہ عظیم فلاسفرنبی خدا حضرت سلیمان کے شاگردوں سے ہے خدا معلوم کیا وجہ ہے کہ فیثاغورث نے اپنے تمام نظریات کو رمزو کنایہ کے خول میں بند رکھا ہے۔ البتہ یہ پہلا فلسفی ہے جس نے اپنے نظریات کی اساس ریا ضی سے اُٹھائی ہے۔ اس کا نظریہ یہ ہے کہ دیگر تمام عوام کی نسبت انسان واحد مخلوق سے جو احکام فطرت کا نتیجہ ہے۔ انسان کی حیثیت عالم اصغر کی ہے اور جس عالم میں انسان سانس لے رہا ہے یہ عالم امر ہے تخلیق نفس جسمانی اتصال سے پہلے ہوتی ہے۔

اگر عادات نقس کی تہذیب فطرت کی مناسبت سے ہو۔ اور نفس خارجی تعلقات سے علیحٰدہ ہوجائے تو اپنے عالم اصلی سے متصل ہوکر پہلے سے کہیں زیادہ حسین اور کامل ہیئت میں عوالم غیبیہ کی ارطسی سے منسلک ہوجائیگا۔

**۵۔ خبر نیوس۔ ۶۔ زیتون۔**

یہ دونوں بھی بلند فکرفلا سفروں میں شامل ہیَں ۔ بالعموم تو ان کے نظریات فیشا غورث ہی کے تابع ہوتے ہیَں۔ لیکن بعض مقامات پر انہوں نے فیشا غورث سے اختلاف بھی کیا ہے۔ مگر بایں ہم نفس کے معاملہ یہ دونوں ارباب فکر بھی دیگر فلاسفہ جیسے نظر آتے ہیَں۔ چناچنہ لکھتے ہیَں۔ کہ نفس اگر پاکیزہ ہو تو عالم اعلیٰ میں اپنے مقام پر پہنچ جائے گا۔

**۷۔ سقراط:۔**

میں سمجھتا ہوں کہ قدیم فلاسفہ مین سے سقراط واحد فلسفی ہے جس سے سرکس و ناکس متعارف ہے ۔ سقراط فلسفہ میں فیشا غورث اور ارسلادوس کا شاگرد ہَے۔ اس فلسفی نے اپنے فلسفہ کا رخ پہلے الٰہیات کی جانب موڑا۔ اور پھر فلسفہ کو اخلاقیات کے میدان لے آیا۔ جس کے نتیجہ مین اس کی تمام فلسفیانہ موشگافیوں کی منزل ۔ زہد۔ ریاضت نفس۔ اور تہذیب اخلاق جیسے امور بن گئے۔ چنانچہ اس نے دنیاوی رشتے ختم کردئے ۔ لوگوں سے قطع تعلّقی کرکے پہاڑ میں گوشہ نشین ہوگیا۔ جو لوگ اس سے ملنے آتے انہین شرک اور بت پرستی سے منع کرنے لگا۔ اس کی تبلیغ کے منطقی نتائج سامنے آنے لگے۔ ہوشمندوں نے اس کے نظریات کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ اور عوام کا لانعام مین اس کے خلاف نفرت کے جذبات ابھرتے ابھرتے اس حد تک پہنچ گئے کہ عوام نے اپنے بادشاہ سے موت سقراط کا مطالبہ کیا۔ بادشاہ رائے عامہ کا مقابلہ نہ کر سکا۔ اور قصہ مشہورہ کی بنا پر اس نے اپنے ہاتھ میں جام زہرلے کر بخوشی پی لیا۔ فلسفہ ما قبل الطبیعہ ۔ اور مابعد الطبیعۃ میں سقراط کے نظریات انتھائی عمدہ اور پُختہ ہیَں۔

**نفس کے متعلّق نظریہ ء سقراط:۔**

اقسام وجود میں سے کسی قسم کے دامن میں نفس جسم سے قبل حتماً موجود تھا مراتب کمال میں تکمیل کے لئے نفس کو جسم سے متصل کیا گیا ہے۔ جسم کی حیثیت نفس کیلئے آلہ کار اور خول کی ہے ۔ اپنے وقت محداد کے بعد فنا ہوجاتا ہے۔ اور نفس اپنے عالم کلی میں واپس چلا جاتاہَے۔ سقراط نے اپنے قاتل بادشاہ سے آخری خطاب ان لفظوں میں کیا تھا۔

سقراط ایک مٹکے میں ہے۔ آپ مٹکے کو توڑ سکتے ہیَں۔ لیکن سقراط کو نہیں کار سکتے ۔ اور یاد رکھا!

جب مٹکا ٹوٹے گا تو مٹکے میں موجود پانی ( نفس سقراط ) دریا مین شامل ہوجائے گا۔

**۸۔افلاطون:۔**

یہ بھی فلسفہ کے ہفت ارکان میں سے ایک ہَے۔ فلسفہ میں زیادہ تر سقراط کا شاگرد ہے البتہ کچھ کچھ طیمادس سے بھی شرف قلمندرکھتا ہے۔ اور شیرابن دار کے زمانہ میں پیدا ہو۔ موت سقراط کےبعد سقراط کا جانشین ہوا۔

شیخ شہاب الدین اشراقی اور صدر اللہ ھین نے افلاطون کے بعض نظریات کو نہ صرف قبول کیا ہے بلکہ آپ کی تائید میں مزید دلائل دبراہین بھی پیش کئے ہیں۔ نفوس کے متعلق افلاطون کا نظریہ یوں ہے۔

نفوس اقصال جسم سے قبل کسی دوسرے عالم میں تھے۔ جس عالم میں بھی تھے انتھائی مسرور شاداں تھے۔ لیکن اس فرحت و شادمانی کے باوجود ان میں کچھ نقائص تھے۔ اور ان خامیوں کو دور کرنے کے لئے کسی آلٰہ کار کی ضرورت تھی جو نفوس کو بصورت جسم حاصل ہوگیا۔ اس عالم میں اقصال جسم کے لئے بوقت نزول نفوس کی قوت پرواز ختم ہوگئی۔ نفوس کو آلئہ کار حاصل ہوجانے کے بعد نئی قوّت پرواز میسر آجاتی ہے۔ جس کے بعد یہ دوبارہ اپنے عالم میں پرواز کر جاتے ہیں۔

**۹۔ ارسطو:-**

دنیائے فلسفہ میں ارسطو بھی ایک حیثیت کا مالک ہے۔ اس کےوالد کا نام نیقو مانعوس اور مقام دلادت اسطا جرانامی بستی تھی ۔ چونکہ علم منطق کی بکھری اصطلاحات اور منتشر قواعد کو اس نے جمع کیا تھا۔ اس لئے ارسطو کو معلوم اوّل کانام دیا گیا۔ عالم اسلام کے عظیم مفکر اور بلند پایہ فلسفی شیخ الرئیس ابوعلی سینا ارسطوی کا شاگرد ہے۔ بقائے نفس کے سلسلہ میں ارسطو کا نظریہ کچھ اس طرح ہے ۔

اگر نفس انسانی علم و عمل میں کامل ہوجائے تو آیات الٰہیہ سے ہوجاتا ہے۔

اور اس عالم رنگ و بو میں خالق کون ومکان کی طرح تصرف کرنے لگتا ہے ۔

ا۔ کا ایک ہی نظریہ ہے۔ ۱۰ شیخ الرئیس ابوعلی سینا : یوں تو ابوعلی حسین ابن عبد الله ابن سینا کا والد بلیغ سے تھا لیکن شہرت کے لحاظ

یہ علیحدہ بات ہے کہ اس کی استطاعت و قدرت کا دائرہ اس کے کمالات کے تابع ہوتا ہے، علم و عمل میں جتنی رفعت ہوگی کمالات میں اتنی وسعت ہوگی جب نفس انسانی جسم سے جدا ہوتا ہے توروحانیت اور ملا ئکہ مقبرین کی محبت میں پلٹ جاتا ہے اور اس کے لذات و سرور میں پہلے سے کہیں زیادہ اضافہ ہوجاتا ہے۔

یہ تو تو تھے غیرمسلم فلاسفہ جن کے نظریات بطور نمونہ پیش کئے گئے ہیں۔ چونکہ تمام غیرمسلم فلاسفہ کی افکار کا تذکرہ موجب تطویل ہے اس لئے انہی پر اکتفا کر کے اب آپ کو مسلم فلاسفہ کے نظریات سے آگاہ کرنے چلا ہوں تاکہ آپ دیکھ لیں کہ ابقائے روح میں دنیائے فلسفہ کا ایک ہی نظریہ ہے۔

**۱۰۔ شیخ الرئیس ابوعلی سینا:-**

یوں تو ابو علی حسین ابن عبداللہ ابن سینا کا والد بلخ سے تھا لیکن شہرت کے لحاظ سے انکا تعلق بخارا سے ذکر کیا جاتا ہے۔ ابو علی کی قدرت نے ذہن وذکاء کی اتنی دولت سے نوازا تھا کہ انسان ابوعلی کی زندگی اور زمان حصول تعلیم کو دیکھ کر حیرت زدہ ہو جانا ہے۔ شیخ نے معروف کتاب قانو کی تصنیف سولہ برس کی عمر میں کی تھی۔ شیخ نے اپنی تمام تصنیفا میں جسم کے فنا ہو جانے اور اس کے فنا ہونے کو ثابت کیا ہے ۔ بلکہ فنائے نضر کے امکان ہی کو شیخ نے مسترد کر دیا ہے۔ شفا میں ایک مقام پر لکھا ہے ۔

نفس ناطقہ جو تمام صور معقولہ کا موضوع ہے چونکہ اپنے قیام

میں کسی کا محتاج نہیں۔ اس لئے موت اگر نفس سے اس کا آلہ کار

یعنی جسم چھین بھی لے جب بھی نفس کسی کمی یا نقصان سے دوچار

نہیں ہوتا، بلکہ نفس باقی رہتا ہے۔ دوسرے مقام پر لکھا ہے۔

چونکہ نفس ناطقہ نے جسم سے بلکہ انسان کا استفادہ عقل فعال

کی وساطت سے کیا ہے بنابر میں اگر نفس سے اس کے آلات سلب

بھی کرلئے جائیں تو اس کیلئے موجب نقص وضر رنہیں کیونکہ تعقل

نفس آلات کا محتاج نہیں بلکہ ذاتی ہے ۔

**۱۱۔ شیخ شہاب الدین اشراقی –**

یوں تو اس یکتائے روزگار دانشمند کی تصنیفات کی تعداد بہت زیادہ ہے، لیکن تمام تصنیفات میں شیخ کی حکمتہ الاشراقی کو جو عظمت، مقام حاصل ہے وہ کسی اور کو نہیں۔ اسی حکمۃ الاشراق ہی میں شیخ موصوت نے بعد از موت حالات نفس مراتب نفس۔ اور طبعات نفس کو انتقالی شرح وسط سے لکھا ہے اور ہرطبقہ کے لئے مقام کا تعین بھی کیا ہے ۔ اسی سلسلہ تحریر میں نفوس کاملہ کے متعلق رقمطراز ہے۔

انوار اہپسبدیہ یعنی نفوس مجردہ کو جب نور محض کے عالم سے

ملکئہ اتصال حاصل ہو جاتا ہے۔ اور جسدفاسد ہوجاتا ہے ۔ تو

نفوس کاملا چشمئہ حیات میں مجذوب ہو جاتے ہیں۔ عالم کثیف سے

آزاد ہو کر نور محض کی دنیا میں جا بستے ہیں، جہاں قدسی الصفات

ہوجاتے ہیں

**۱۲۔ صدالمائمین محدؐ ابن ابراہیم شیرازی :-**

محمدؐابن زبراہیم کو نیلسفو فانہ قوائد الٰہیہ کا حوہ س ۔اور بعد ابطبیعت حکمت کا موجد مانا جاتا ہے ۔ محمدؐ ابن ابراہیم شیرازی پہلا شخص ہے جس نے مبداء اورر معاد کی بنیاد کو ایک ناقابل شکست اسا فراہمی کی ہے۔

معیاد جسمانی کو عقلی دلائل سے ثابت کیا ہے۔

میں نے انتہائی دقت نظر سے اس عظیم اسلامی سرمایہ کی تمام کتب کا مطالبہ کیا ہے جس کے بعد۔ اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ جس کسی نے بھی ان کے متعلق کوئی بات کی ہے، وہ اس کی اپنی ذنی کو تاہی اور اس کے مطالب کو نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے ، یہ علیحدہ یہ بات ہے کہ صدرالمتابھین نے اپنے مخصوص انداز میں بلا لو مئہ لائم اشاعرہ او رمنزہ کے مقفدات پر بیدریغ اعتراضات گئے ہیں، اور یہی وجہ ہے کہ ان علماء نے صدرالمتأمھین کو دین اور بزرگان دین کا مخالف ثابت کرنے کی سعی ہے ۔ بقائے نفس کے سلسلہ میں صدر التامھین کے ہاں انتہائی طویل وعریض مباحث ملیں گے۔ یہ مفکر جس طرح معاد روحانی کا قائل ہے اس طرح معاد جسمانی کا بھی قائل ہے۔ مواد روحانی کے سلسلہ میں یوں رقمطرازہ ہے ۔

جب ہماراے نفوس کامل اور طاقتور ہوجاتے ہیں تو جسم سے انکارشتہ ٹوٹ جاتا ہے جس کے بعد نفوس اپنی ذات حقیقی اور اپنے موجدا علیٰ کی جانب رجوع کرتے ہیں وہاں ان نفوس کو جولذات و مسرات حاصل ہوتی ہیں نہ تو ان کا مقابلہ عالم محسوس کی لذات سے کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی ان کی تعریف ممکن ہے ۔

اسی فصل میں آگے چل کر لکھتے ہیں۔

جسمانی وجود کا تعلق موت غفلت ۔ فراق اور فنا سے ہے جس چیز

کا تعلق مادہ سے جتنا زیاداہ ہوگا اس میں قوّت حجور و ادراک اتنی

کم ہوگی حتیٰ کہ مفارقت بدن کے وقت ہمیں خود اس کا ادراک

قومی تر ہوتا ہے اکثر لوگ ابدان ماویہ میں زیادہ انماک واستغراق

کی بدولت اپنے کو بھول جاتے ہیں اور انہیں اپنا احساس تک نہیں رہتا

یہ ہیں مسلم فلاسفہ جن کے نظریات آپ نے دیکھے ہیں۔ لیکن چونکہ ہماراے فکر جدید کی اکثریت مغرب زدہ ہے اسا لئے مناسب ہوگا اگر مغربی فلاسفہ میں سے بھی چند ایک کے نظریات قارئین کی خدمت میں پیش کرتے چلیں تاکہ معاملہ واضع ترہو جائے ۔

۱۳۔ ڈی کارٹ:- DECART

وادی فلسفہ میں یورپین مفکرین نووارد ہیں ۔ چند صدیاں سی گزری ہیں کہ یورپ نے فلسفہ میں قدم رکھا ہے نقطہ آغاز پرتو یورپی فلاسفہ بھی یونانیوں کی طرح روح کے اثبات اور غیرفانی ہونے کو دلائل وبراسین سے ثابت کرتے رہے۔لیکن جلدہی ان مفکرین نے محسوس تجرباتا کے ذریعہ یہ ثابت کردیا کہ روح نہ صرف فنا نہیں ہوتی بلکہ بند جسم سے آزاد ہونے کے بعد اس کی قوٗت متصرفہ میں کئی گنا اضافہ بھی ہوجاتا ہے۔ ڈیکارٹ کی فکر کے مطابق روح صرف روح عاقلہ ہے جس کے مخصوص صفات میں سے فکر ہے۔ اور جسم کے صفات میں سے طول ہے ۔ڈیکارٹ روح اور جسم کو ایک دوسرے سے قطعی ممتاز اور جدا سمجھتا ہے چنانچہ ایک جگہ لکھتا ہے۔

چونکہ روح الگ چیز ہے اور جسم الگ چیز ہے۔

اس لئے یہ تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ کر روح اپنی روشن

میں جسم کے تابع محض ہو۔ کیونکہ روح باقی اور غیر فانی

ہے۔ جبکہ ہم فانی ہے ۔

یورپین فلاسفہ کی اکثریت ڈیکارٹ کی ہمنوا ہے ۔البتہ جستجو ئے بسیار کے بعد اہم مقامات ایسے بھی ملتے ہیں جن میں یورپین فلاسفروں نے ڈیکارٹ سےاختلاف بھی کیا ہے لیکن ان اختلافات میں کسی مغربی فلسفی کا کوئی ایک جملہ بھی ایسا نہیں ملتا جس میں ڈیکارٹ - کے نظریے عدم فنائے روح سے بھی اختلاف کیا گیا ہو۔ یہی مغربی فلاسفری تو نہیں جن میں سے دور جدید کے فلسفی روح میدان محسوس میں لے آئے ہیں، اور روح کے نظریہ عدم فنا کو اخصا ارواح کے عمل سے ثابت کر دکھایا ہے۔ دور حاضرکے مغربی اخبارات ورسائل کے مطالعہ کرنے والے اچھی طرح جانتے ہیں کہ آج کی دنیا نے مغرب اس نظریہ میں کافی ترقی کر چکی ہے ۔ اور مادیت سے اکتائے ہوئے امریکین اور یورپین روحانیت کے سایہ میں سانس لینے لگتے ہیں، اور رفتہ رفتہ نظر یہ بقائے روح کے جذباتی مبلغ بن جاتے ہیں دائرۃ المعارف کے مصنف فرید و جدی نے برطانیہ، فرانس امریکہ جرمن اوراٹلی کے سنتالیس ایسے معروف فلاسفہ کے نام لکھے ہیں جو عمل تنویم اور اخصار ارواح کے ذریعہ خارق عادات روایات کے قائل ہیں۔ اتنی تعداد میں نام گنوانے کے بعد فرید وجدوی نے یہ بھی لکھا ہے کہ چونکہ ہمارامقصد ایسے عاملین و معتقدین کی مردم شماری نہیں اس لئے ان اعتقادات کے مبلغ چند افراد کے نام بطور نمونہ لکھے ہیں، ور نہ اس عقیدہ کے معتقدین کی تعداد توہزاورں سے بھی تجاوز کرتی نظر آتی ہے ۔ اگر کسی کو ان واقعات و روایات سے دلچسپی ہو تو اس موضوع پر لکھی گئی اور لکھی جانیوالی کتب کا مطالعہ کر کے نظریہ حیات روح کا یقین کر سکتا ہے۔

یہ تو تھا نظر یئہ بقائے سورج کے متعلق قدیم و جدید اور مسلم و غیر مسلم فلاسفہ کے نظری کا ایک نمونہ جو بطور مثال پیش کیا گیا ہے۔ اب آیئے چلتے چلتے اسلام کے سرمایہ صد افتخار قرآن کریم سے بھی بقائے روح کا حال پو نچھتے چلیں تاکہ امت مسلمہ میں یہ پہلو بھی تشنہ کام نہ رہے ۔

اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضَى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرَى إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ

وہ خداہی ہے جو ہنگام مرگ اور عالم خواب میں ان نفوس کو جن کی تقدیر میں موت ہوتی ہے اپنے قبضئہ قدرت میں لے لیتا ہے اور جن کے لئے موت مقدر نہیں۔ ہوتی انہیں وقت معین تک کیلئے آزاد چھوڑدیتا ہے اس میں اس فکر کیلئے یقیناً کافی نشانیاں موجود ہیں۔

اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ مرنے والے کسی مقام مخصوص پر ذات احدیت کی زیر نگرانی سے ہیں

مومنون: حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِۙ(۹۹) لَعَلِّیْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَكْتُ كَلَّاؕ-اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآىٕلُهَاؕ-وَ مِنْ وَّرَآىٕهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ(۱۰۰)

جب کسی کا وقت موت قریب آتا ہے تو کہنے لگتا ہے ۔ اے اللہ مجھے دنیا میں واپس بھیج دے تاکہ متروکہ اعمال صالحہ بجا لاسکوں ۔ اب تو ہر گز ایسا نہیں ہوگا، یہ تو صرف کہنے کی باتیں ہیں۔ اور اب قیامت تک ان کے لئے برزخ ہے ۔

بقرہ : وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌؕ-بَلْ اَحْیَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ(۱۵۴)

راہ خدا میں قتل ہوجانے والوں کو مردہ مت کہو وہ تو زندہ ہیں البتہ تمہیں ان کی زندگی کا شعور نہیں۔

آل عمران : وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًاؕ-بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَۙ(۱۶۹)

جو لوگ راہ خدا میں جان دے چکے ہیں انہیں مردہ مت سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں۔اور اللہ کے ہاں رزق سے بہرہ درہیں۔

مومن : وَ حَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِۚ(۴۵)

فررعون پرستوں پر بدتین عذاب نازل ہوچکا ہے انہیں ہر صبح شام آتش کیا جاتا ہے۔

اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا غُدُوًّا وَّ عَشِیًّاۚ-وَ یَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ- اَدْخِلُوْۤا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ(۴۶)

اور جس دن قیامت ہوگی اس دن انہیں کہا جائیگا اے فرعون پرستوں اب پہلے سے بھی شدید ترین عذاب کا سامنا کرو ۔

ممتحنہ : قَدْ یَىٕسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا یَىٕسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ۠(۱۳)

یہ لوگ آخرت سے اس طرح مایوس ہوچکے ہیں جس طرح کافر صاحبان قبور سے مایوس ہوچکے ہیں۔

ملاحظہ فرمایا آپ نے ذات احدیت نے اصحاب قبور سے مایوسی کو خصوصیت کے ساتھ کفار کے اوصاف سے شمار فرمایا ہے۔

میرے محترم قارئیں!

گذشتہ صفحات کا بغورو مطالعہ فرمانے والے محترم قارئیں!

غیر مسلم اور مسلم فلاسفہ کی راءِ سے مطلع ہونیوالے ہوشمندو!

یورپین فلاسفروں کے جدید مالی انکشافات سے باخبر نوجوانو!

عمل تنویم اور پنساٹزم میں دلچسپی رکھنے والے روشن کردی

اقوام عالم کی تاریخ ۔ اور قرون مانیہ حاضرہ کے مذہبی علماء کے نظریات سے واقفددیندارو.

آپکی فکر آپ کی عقل، آپ کے سامنے قرآنی محکم شواہد کی غیرمبہم شہاد تیں آپ کی سوچ او رآپ کی رائے اب کیا فیصلہ کرتی ہے کیا ہم ہزاروں دانشمندوں سینکڑوں فلاسفہ واضح دلائل اور چشم دید مشاہدات سے دست بردار ہو جائیں؟

کیا فرمودات انبیاء علیہم السلام اور ان کے لاکھوں متدین عقیدت مندوں کے مسلات کو پامال کر ڈالیں؟

کیا قرآن کریم کی دسیوں ایسی آیات کریمہ جن میں غیرمبہم الفاظ کے ساتھ روح کی حیات ابدیہ کا اعلان کیا گیا ہے پس پشت ڈال دیں ؟

اور ان تمام واضحات کو ٹھکراکر ۔

چند نجدی سیاہ بختوں ، محمد ؐابن عبد الواب جیسے کور باطنوں، اور ابن تیمیہ سے ناعاقبت اندیشوں جنہیں خود بھی اپنے کئے کا علم نہیں کی اندھی تقلید کرلیں ؟

یا یہ کہ

ابن یتیمہ اور اس جیسے اس کے دیگر ایسے بے بصیرت اوربے لگام مقلدین جن کا دنیائے علم میں کوئی مقام ہے نہ قیمت کو دنیائے علم و خرد سے دور اور راہ دین دریانت سے برگشتہ سمجھتے ہوئے انہیں تمدنی اور شرعی حدود سے نکال باہر کریں؟ تاکہ امت مسلمہ وحدت و اتحاد کی سکوں بخش فضا میں اطمینان کا سانس لے کہ اقتصادی اور معاشی ترقی میں اقوام عالم کے دوش بدویش چل سکے ۔

**خدمت دین :**

جو کچھ اب تک آپ کے سامنے آیا ہے اس سے یہ تو معلوم ہو گیا ہوگا کہ درد گوعوام فریب اور خیانت کار کون ہے ؟ اب آئیے اور دیکھیں کہ اس افتراق ملی اور انتشار بين المسلمین کی وجہ یہ لوگ خود کیا بتاتے ہیں؟ انکا دعویٰ یہ ہے کہ اگر خلوص نیت سےخدمت دین کرنا ہے تو اس کے لئے سب سے پہلے لوگوں کے ذہنوں میں راسخ ہزار سالہ جھوٹے اعتقادات اور رائج غلط مراسم کا قلع قمع کریں۔

اب سابقہ بیان اور ان کے دعویٰ کا جز ہیں یہ کیوں ہوگا کہ ان کے انتشار والے مسموم قلموں۔ اور افتراق بونے والی زہریلی زبانوں کے مطابق خدمت دین کا دارو صرف اور صرف اس عقیدہ میں پنہاں ہے کہ ہم

لاکھوں خادمان دین مبین ، محافظان آئین بزرگان دین اور راہ خدا میں جان دین والے شہدا ئے صالحین جو فلاسفہ عالم اور محکمات قرآن کے مطابق صرف زنده جان ہیں بلکہ بارگاہ ذات احدیت میں مراتب علیا پر فائز ہیں ۔کو عبادات کی مانند بے حس اور بوسیدہ ہڈیاں سمجھیں۔ ان کے متعلق توہین آمیز عقیدہ ہو، ان سب کو پس پرده فراموشی پھینک دیں۔ ان کی جاں نثاری اور فداکاری کو بے وقعت بنا کر عوام میں پیش کریں۔ قرآن حکیم کے ان واضح اور غیر مبہم بیانات کو جو شخص اجتماعی، معاشی ، اور اقتصادی لحاظ سے فطرت انسانیہ کے مطابق میں ہزار سالہ کہنہ کہ کرنا قابل عقیدہ سمجھ لیں ۔

یہ ہے خدمت دین ۔ اور اسی میں سے حفاظت آئین

تف سے تیری خیرہ سری پراے اولاد آدم ۔

ـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

سوال:- خاک کربلا سے شفا خواہی شرک ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ قرآن کریم سے منائے شرک جو سابقا ًتفصیل سے پیش کیا گیا ہے ۔ کے مطابق کسی کو خدا سمجھنا خدا ئی عنوان سے پرستش کرنا۔ اور اس ارادہ و نیت سے التجائے مشکل کشائی کرنا کہ جس سے مشکل کشائی کی درخواست کی جارہی ہے وہ حاجت روائی میں مؤ ثرہے شخص غیر محتاج اور مستقل بالذات ہے۔ ایسا شخص یقیناًمشرک ہے۔ اور قرآن کریم نے باد یا بلا واسطہ انہی کو مشرکین سے تعبیر کیا ہے ۔

بنابریں ، اگر کوئی شخص خاک شفا یا کسی اور چیز ۱؎سے شفا مانگے کہ یہ چیزیں خدا ہیں۔۔ یا شراب خدا ہیں، یاذات احدیت کے مقابلہ میں ان کی مستقل اور مؤثر حیثیت ہے یا یہ کہ صاحب

ـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

۱؎ مثلاً شبیہ علم شبیہ فعالجارح اورشبیہ ضرائح معصومین علیهم السلام مترجم )

مزار خدا یا شریک خداہے۔

توایسا شخص مشرک ہے، یہ علیحہ بات ہے کہ ایسے شخص کو مشرک کی بجائے دیوانہ پاگل اور ذہنی مریض کہلانے کا زیادہ مستحق ہے ۔

لیکن کر کوئی شخص کسی چیز سے اس عنوان سے شفامانگے کہ خدا نے قادر مطلق نے اپنی قدرت کاملہ سے اپنے دین کی راہ میں عظیم قربانی پیش کر نیوالی کسی عظیم ہستی کو بطور اعزاز اس انعام سے نوازاہے کہ اس دنیا میں اس کی خاک میں جو ہر شفاء دیعت کر دیا ہے تو یہ نہ مشرک ہے اور نہ ہی عبادت غیر اللہ۔

آئیے قرآن کامطالعہ کریں کہ کیا ہمارے اس نظریہ کی تائیدکلام خدا سے بھی ہوتی ہے یا نہیں؟

یَخْرُ جُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِؕ-اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ(۶۹)

شہد کی مکھی کے شکم سے ونگارنگ مشروب نکلتا ہے جس میں لوگوں کیلئے شفا ہے یقیناً اس میں صاحبان فکر کیلئے نشانیاں ہیں۔

اب دعوت قرآن کے مطابق شہد میں شفا صاحبان فکر کیلئے کئی آیات کی حامل ہے ۔ اگرشہدسے اس عنوان سے شفا مانگیں کہ ذات احدیت نے شہد کو شفا بخش قرار دیا ہے تو کیا ہم مشرک ہو جائیں گے ؟

وہ خدائے قدیس جس نےانبیاء کو صرف اور صرف تبلیغ توحید کیلئے بھیجا ہے کیا خود شرک کا دروازہ کھول رہا ہے ؟ کیا خداوند ذوالجلال نے انبیاء کو بھی دعوت شرکت دی ہے ؟

یا سیدھا سادہ یہ عقیدہ رکھیں کہ۔

کیوں آپ لوگ یہ ہسپتالیں۔ یہ میڈیکل کالجز یہ میڈیکل سٹورز اور علاج ومعالجہ کے سینکڑوں مراکز بند نہیں کرادیتے ؟ تاکہ ایک طرف حکومت اخراجات سے بچ جائے ۔ اور دوسری طرف عوام مفت علاج کی سہولت سے بہرہ ور ہوسکیں ۔

تومیرے عزیز دوستو!

یہ ایک مغالطہ ہے، دھوکا ہے اور فریب فکرہے۔ہم کچھ دیر کیلئے خاک کربلا کے شفا ہونے کے دعویٰ سے دست بردار ہورہے ہیں اور ہم کہتے ہیں کر چلو اتحاد کی خاطر خاک کربلا میں کوئی شفا نہیں۔ لیکن آپ کے دعویٰ کے مطابق قرآن جو کچھ فرما تا ہے سچ فرماتا ہے۔ اس دعویٰ پر آپ کی نسبت پہلا ایمان زیادہ پختہ ہے تمہاری طرح آپ بھی دعوائے فکر کو خلاف واقعہ نہیں کہیں گے۔

نحل ۷۱؎ آیت تو آپ نے قرآن میں دیکھ لی ہو گی۔ اور اس کا ترجمہ بھی آپ کے ذہن میں اس آیت کے مطابق شہد میں شفا ہے۔ ذرا اُٹھیے اور لوگوں سے کہیئے کہ،

ڈاکٹروں کے پاس مت جاؤ گرانی سے اخراجات میں کمی کرو۔ اتنی بھاری فیسیں مہنگے مہنگے دوا مت خریدو۔ گھر میں شہد کی بوتلیں رکھ لو اور صحت ہی صحت ہے۔او رہی شفا ہے حکومت کو کہومیڈیکل کالجز بند کردے، دواسازی کی فیکٹڑیوں پڑتا لا۔ ڈالدے۔ ڈاکٹروں کی تنخواہیں اور ہسپتالوں پر اٹھنے والے اخراجات روک لے۔ قرآن کریم نے ہمیں نسخہ شفا دیا ہے جو آل راؤنڈہے۔ اور باعث شفا ہے۔

میرے دوستو! ذات احدیت کی بتائی گئی یہ دوا واقعاًشفا ہے۔ لیکن یہ لوگ جانیں کہ اس کے اوقات استعمال اور مقامات استعمال کیا ہیں ؟ انہیں مصالح تو حیدکیا واسطہ؟ الہی معالجات اور تمام امور غیبہ سے توسل اس وقت ہوتا ہے۔ انسانی طبیعت اور طبعی اسباب جواپنے مقام پر قدرت کا ایک عظیم کارخانہ مرض کے مقابلہ سے عاجز آجائیں ۔ ظاہری اسباب سے انسانی ہاتھ کوتاہ ہوجائے ناکام ہوکر ر ڈال دیں۔ ایسے حالات میں خلاق عالم نے انسان کو کلیتہ مایو بچانے کی خاطر امید کی ایک راہ دکھائی ہے ۔ تاکہ انسان اپنی فکر ناقص کی بدولت اس ظاہری سے مایوس ہوکر دامن توبہ نہ چھوڑ بیٹھے ۔ آپ تجربہ کریں ایسے حالات کہیں بھی اپنی شرائط کے ساتھ خاک کربلا کو استعمال کیا گیا ہے وہاں ناقابل علاج شفایاب ہوئے ہیں۔

یہ سمجھنا حماقت ہوگی کر نحل ۷۱؎میں ذات احدیت نے شہد کو شفا قرار دےکر اور فطری عوامل کو اپنے فرائض سے بے کار اور معطل کر دیا ہے۔ اور نہ ہی خاک شہد کو شفا بخش مان لینے۔ یا بطور علاج استعمال کرنے سے ہسپتالوں اور ڈاکٹروں کے وجود سے تضاد لازم آتا ہے۔دواؤں میں جو اثر ہے وہ کیا عنایت خالق نہیں ؟یقیناً ہماری طرح آپ بھی یہی کہیں گے کہ عطیہ قدرت ہے۔ تو کیا ہم آپ سے پوچھہ سکتے ہیَں کہ

جو قادر کسی جڑی بوٹی یا دھات میں جو ہر شفا رکھ سکتا ہَے وہی خالق وہی جو ہر شفا کسی خاک کی چٹکی میں نہیں رکھ سکتا جو ایک مظلوم مجاہد کے راہ خدا میں بہنے والے خون سے رنگین ہوئی؟تا کہ غافل انسان دم مرگ بھی اس مظلوم کی مظلومیّت جذبہ ء ایثار ولولہ ء جہاد۔ اور شوق شہادت کو نہ بھولے ۔ یا اگر منثائے قدرت ہوجائے تو اس خاک کی بدولت بستر مرگ پر موت و زیست کی کشمکش میں تڑپنے والا انسان ردبصحت ہوجائے؟

ایک خدا پرست موحد جو اپنی خواہش دارزو کے مطابق چند دن اور اس دار فانی میں رہنا چاہتا ہَے۔ لیکن کسی ڈاکٹر کا کوئی علاج اس کے مرض کا مقابلہ نہیں کررہا۔ کیا یہی بہتر ہے کہ وہ یونہی نا امید اور دل برداشتہ ہرکر دنیا چھوڑے۔ یا آخر ی لمحات زندگی میں ایک شہید راہ خدا کی خاک سے امید شفا لے کر دنیا سے جائے؟

آپ ہی بتائیں نا امیدی کی موت بہتر ہَے یا اُمید کی؟ اور یہ شرک ہے یا عین توحید ؟ اگرچہ اپ کے استدلات کے مطابق تو ایسے شخص کو نا امید ہوکر ہی مرجانا چاہیئے لیکن دنیائے ہوش وخرد کا کوئی دوسرا باسی نا امیدی کی موت کو پسند کرنے کی بجائے مرگ اُمید ہی کو ترجیح دے گا۔

روحانی علاج:۔

اگرآپ خاک شفا کو جڑی بوٹیوں جیسا اسبابی طریق علاج نہ سمجھیں اور کہیں کہ یہ تو محض عقیدت سے تعلّق رکھتا ہَے تو پھر آیئے ہم آپ کو اس طریق علاج کی صداقت اور حقانیّت سے بھی روشناس کرادیں ۔ اس طریق علاج کو طب قدیم میں روحانی اور طب جدید میں نفسیاتی طریق علاج سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور شیخ الرئیس بو علی سینا جیسے قدیم معالجین ایسے اسلوب علاج کے نہ صرف قائل تھے بلکہ طبی طریق علاج کی نسبت روحانی طریق علاج کو زیادہ سریع الاثر اور مُفید بھی مانتے تھے۔

اور دور جدید کا تو کوئی ڈاکٹر ہی۔ ایسا ہو جو نفسیاتی طریق کا قائل نہ ہو ور نہ تمام ڈاکٹرز نفسیاتی طریق علاج کے نہ صرف قائل ہیَں بلکہ اپنی روز مرہ کی پریکٹس میں اس کے عامل بھی ہیَں۔ اور اس حد تک کہنے لگے ہیَں کہ اگر کوئی شخص دو تین صرف اتنا ہی کہہ دے کہ میں بالکل تندرست ہوں تو اس کی صحت رفتہ بحال ہوجاتی ہَے۔ اور اگر کوئی مریض ذہنی طور پر یہ فرض کرے کہ میں بالکل تندرست ہو مجھے کسی قسم کا کوئی روگ نہیں تو عین ممکن ہَے کہ اس کا عقیدہ تندرستی فی الواقع بھی اسے صحت مند و توانا کردے۔

اس نفسیاتی طریق علاج کی اساس روحانی قوّت تاثیر ہَے۔ کیونکہ روح کو بہر طور بدن از جو تابع جسم ہے میں عمل دخل ہَے۔ صدر المتالھین علامہ ابراہیم شیرازی کی نگاہ میں تو صحت مرض دونوں کی بنیاد روح انسانی ہَے۔ اگرچہ فلسفہ جدید اور طب موجود کی طرف۔ تا حال صدر المتالھین کے نظرّیہ کی تائید نہیں ہوئی تا ہم نظریہء اوّل تو بہر صورت جدید یورپ میں نفسیاتی طریق علاج کے نام سے نہ صرف رائج ہَے۔ بلکہ کامیاب سے کامیاب تر چلا جا رہا ہ۔ے۔ عصر جدید کی فکر نوسے آشنا افراد جو پنساٹزم سے واقف میں بخوبی جانتے ہیَں کہ حیات روح کا عقیدہ کتنے ارتقاء پر ہَے۔

ایک انتھائی قابل و ثوق مریض کا کہنا ہَے کہ میں اسی کے ہسپتال میں بغرض علاج گیا۔ وہ رہائش اکثر اوقات دوسرے مریضوں سے بات بے بات الجھ جاتا تھا۔ ہسپتال کا انچارج ایک یورپی ڈاکٹر تھا۔ یون تو وہ ہسپتال میں زیر علاج کسی مریض کو کچھ نہ کہتا تھا۔ لیکن میرے میں اس کا رویہ اور بھی زیادہ حیرت انگیز تھا۔ مجھے کہا کر تا تھا کہ آپ جب چاہیں اور جو چاہیں کریں کہیں ہم آپ کو نہ روکیں گے البتہ جب ہم اپنا کام کرنے لگیں تو آپ ہمیں مت روکیں۔

اگر ایک لمحہ کے لئے ہم مذہب سے ہٹ کر بھی دیکھیں تو قدیم و جدید معالجوں کے نظر اس بات کے مؤید ہیں کہ روحانی مسائل اور نفسیاتی امیدیں فضول محض نہیں یہی وجہ ہے کہ اگر کسی شخص کا یہ نظریہ ہوجاتا ہے کہ میری شفافلاں چیز میں ہے تو قدیم و جدید طرزکے بقول اس چیز کا استعمال اس مریض کی تندرستی میں یقیناً محدو معاون ثابت ہوگا۔ اب قارئیں ہی فیصلہ فرمائیں کہ کیا روحانّیت جس کی تربیت مذہب کرتا ہَے۔ اور نفسیاتی جو فطرت کے عین مطابق ہیَں کو چھوڑ کر طبعی اور مادی اسباب و ذرائع کو اوڑھنا ۔ بچھونا لین اور لوگوں کو باطنی حقائق سے منحرف کرکے اسباب موت میں فروغ کی اعانت اور بشر سے خیانت کرنا شرُوع کردیں ؟یا ان مٹھی بھر گلہ بانوں کے نظریات دیوار پر ماردیں ؟زندہ افراد کی خاک پا موجب حیات ہَے۔

خاک کربلا تو اپنے مقام پر شہدائے کربلا کے خون بے گناہ سے ایک اعلٰی مرتبہ کی خاک ہے۔ میں تو قرآن پاک ایک ایسی خاک کی راہنمائی کرتا ہے جو کربلا سے کئی درجے کم ہَے۔ لیکن قدرت نے اس خاک کو بھی روح حیات سے نوازا ہَے۔ اور اس خاک کی ایک چٹکی نے وہی کر دکھایا ہَے۔ جو ذات احدیث کی نفخ روح میں ظاہر ہَے۔ ملاحظہ ہو۔

طہ ۹۵؎ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يَٰسَٰمِرِىُّ

جناب موسیٰ نے فرمایا ۔ اے سامری تیرا کیا قصہ ہے۔

طہ ۹۶؎ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُواْ بِهِۦ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ أَثَرِ ٱلرَّسُولِ فَنَبَذْتُهَا

سامری نے عرض کی میں ایک ایسی چیز دیکھی تھی جسے یہ لوگ نہ دیکھ سکے میں نے جبریل کے قدموں کی مٹی ایک مٹھی لی اور بچھڑے پر چھڑک دی۔

ساتھ یہ واقعہ طہٰ ۹۰؎شروع ہوتا ہَے۔ جس میں گو سالہ کی زندگی اور اس کا آواز نکالنا ہَے۔ البتہ بیان کردہ کردہ آیت۹۶؎میں سبب حیات بتایا گیا ہَے۔ اب دیکھ لیجئے ۔ذات احدیث نے ایک زندہ چاک

پا میں وہ تاثیر پیدا کردی کہ اپنے ہاتھ کے تراشے ہوئے بت میں روح حیات آگئی اب بھی اس جسارت کی جرٱت رہ جاتی ہَے۔ کہ ذات احدیت نے بے روح مٹی میں کیا اثر رکھا ہَے؟ قرآن جبریل کی مٹھی بھر خاک پا میں قدرت کی عنایت کردہ یہ تاثیر ہے کہ سامری کے ہاتھوں ہدایت جو ہر حیات سے موصوف ہوجاتا ہَے۔ تو کیا وہ خاک جس میں زندہ جاوید شہدائے کربلا شامل ہے تاثیر شفا سے کیوں محروم ہوگی؟

کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ خاک کربلا کی قوّت تاثیر سے انکار قدرت خدا سے انکار ہے۔ عالم نے اپنی قدرت کاملہ کے دائرہ اختیار کو اس حد تک و سعت دے رکھی ہَے کہ وہ ابھی چاہے کسی شیئی سے کوئی اثر چھین لے اور جب چاہے کسی مؤثر کو مؤثر بنادے۔

قُلْنَا یٰنَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰۤى اِبْرٰهِیْمَۙ(۶۹)

ہم نے کہا اے آگ !ابراہیم کیلئے سلامتی ٹھنڈک بن جا۔ ہمارے عقیدہ کے مطابق پروردگار عالم کلیتہ اس طرح مدبر کائنات ہَے۔ کہ جود کا ہر ذرہ اس کے حضور تسلیم خم کئے ہوئے ہَے۔ اور موجودات عالم کے ہر موجود کی جس کے ارادہ قدرت کی منتظر رہتی ہے۔ اگر وہ چاہے تو آگ پانی کا اثر پیدا کرلیتی ہَے۔ اور اگر وہ چاہے تو کسی شہید کی خون آمیز خاک اثر شفا پیدا کرلیتی ہَے۔

اگر کسی معاملہ کی صحت اور غلطی کا میزان ہماری اور آپ کی عقل ہے۔ تو پھر خلاق عالم سے کہہ دینا چاہئے کہ آتش نمرود سے آگ کی فطری تاثیر کی سلبی ۔ حیات مرد گان ۔ اور چیونٹیوں کے فساحت آشنا تکلم وغیرہ جیسی آیات نکال دے۔

اگر ذات احدیت آپ کی اس درخواست پر کان نہ دھرے تو پھر خود آگے بڑھیئے اور ہمت کام لیجئے اور جس طرح جامعین قرآن نے بہت بڑی جرات سے کام لے کر ترتیب قرآن کو بدل ڈالا ہَے۔ اِس طرح آپ بھی چند ایک ایسی آیات کو قرآن سے نکال دیں تا کہ آکی ناشائستہ باتیں عقل و خرو سے خالی ذہن سُنیں ۔ اور آپ کے علامہ ہونے کا اقرار کریں سادہ لوح عوام آپ کی فکری لوٹ مار کے آگے ہتھیار ڈال دیں ۔ اور آپ کے مقاصد مذمومہ ملّت مسلمہ پر تھوپےجا سکیں۔

بصورت دیگر قدرت خدا کا مشاہدہ اگر قرآن کریم اور عقل سلیم سے کرنا ہے تو ہم زندگی ۔ آخری سانس تک حاضر ہیَں ہاں عقل و خرد کی دانشمندانہ ترازو ہماری پہلی شرط ہوگی ہماری پاس ایسی طفلانہ باتوں میں الجھنے کیلئے وقت نہیں جن پر دنیا ئے علم و خرد کے باسی سننے اور جواب دینے والوں کا مذاق اڑائیں۔

**معجزات انبیاء پر ایک نظر:۔**

ان سر پھروں کے ہاتھ قرآن کریم کی ایک آیت لگی ہَے جسے سیاق و سباق ۔علیحٰدہ کرکے یہ لوگ عجزوبے اختیاری انبیائے کرام کی دلیل بنا کر پیش کرتے ہیَں۔ اور لوح عوام کو دھوکا دیتے ہیَں۔ اگر معاملہ یہاں تک رہتا تو قابل برداشت تھا لیکن یہ بے خرد انبیاء ثابت کرتے کرتے معجزہ سے انکار تک پہنچ گئے۔ آیت ملاحظہ فرمالیجیئے ۔

قُلْ لّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا انہیں بتادے کہ میں اپنے نفع و نقسان تک کا راز نہیں رکھتا۔

انکا معجزہ کے بعد ان بے مطالعہ افراد نے ایک قدم اور آگے بڑہایا۔ اور اعجاز نبوی دا امامت کا مذاق اڑاتے ہوئے کہنے لگے کہ اگر ۔

معجزہ کی کوئی حقیقت ہوتی تو سرور کونین ابن ام متتوم اور

حضرت امیر المومنین ؑ اپنے بھائی عقیل کی نابینائی کو دور کیوں

نہ فرمادیتے ؟ابن ام لکثوم اور عقیل کا تادم آکر بے

بسارت رہنا اس بات کی دلیل ہے کہ معجزاتی حکایات

افسانہ محض ہیَں۔

جواب سے قیل مناسب ہوگا اگر عقل سلیم سے ایک سوال پوچھتے چلیں۔

کیا نبوت بلا اعجاز قابل مذیرائی ہوتی ہَے؟

عقل سلیم کا مسلمہ فیصلہ ہَے کہ، ہر شخص کی ہربات یا ہر دعویٰ قابل قبول نہیں ہوگا مدعی خواہ امیر ہو یا غریب آقا ہو یا نوکر اور افسر ہو یا ماتحت اس کی صرف وہی بات قابل قبول ہوگی جس میں دعویٰ کے ساتھ دلیل بھی ہو ۔ اگر ہمیں کوئی ایسا آدمی مل جائے جو ہر شخص کے ہر دعویٰ کو بلا دلیل و حجت قبول کرلے تو دنیائے عقل و خرد کم از کم اسے وادیء انسانیّت سے بن باس دے دی گئی ۔ بنا برایں اگر کوئی شخص دعوائے نبوّت کرے تو اسے اپنے دعویٰ کو تسلیم کرانے کی کاطر کوئی دلیل بھی پیش کرنا ہوگی۔ اور دعوائے نبوّت کی دلیل صرف وہی بات یاد وی کام بن سکے گا جو دعوائے نبوّت کے وقت دیگر افراد بشر کی قوت و قدرت سے مادرا ہو۔ کیونکہ

یہی کام ہمیں نبوت کے سامنے سر تسلیم جھکانے پر مجبور کرے گا اور اسی بنا پر ہم اس کے مطیع و فرمانبر دار بن سکیں گے۔ اور اپنے دیگر ہم نوح افراد کو یہ کہنے کی پوزیشن میں ہوں گے کہ یہاں اگر یہ کلام اس مدعی نبوّت کا اپنا اور ذاتی ہے ۔ یا ۔ یہ کام اگر اس نے اپنی کسی طاقت و قدرت سے کیا ہَے تو پھر ہمیں بھی ایسا کلام لینا چاہیئے اور ایسا کام سرانجام دے سکنا چاہیئے چونکہ ہم نہ تو ایسا کام کرسکتے ہیں اور نہ ہی اسے کلام پر قدرت و طاقت کا نتیجہ ہے اور نہ ہی یہ کلام اس کی اپنی فکر کی ایجاد ہے بلکہ یہ دونوں خالق کی قدرتر کاملہ کا کرشمہ ہیں۔ اور مدعی نبوّت اپنے دعویٰ میں صادق اور قابل اطاعت ہے۔ مثلاً ایک شخص ہمیں کہتا ہےکہ۔

مجھے ذات احدیت نے تمہارے پاس بھیجا ہے ۔اور اللہ نے تمہارے لئے مجھے کچھ پیغامات دیئے ہیں لہٰذا ، میری باتوں کو تسلیم کرومیری طاعت کرو میری حمایت میں اپنی جانیں قربانا کرو میرے پیغام کو دوسروں تک پہنچانے کے لئے سب کچھ قربان کردو۔ اور وہاں جو شخص میرے احکام ماننے سے انکار کردے اسے قتل کردو اس کا گھر لوٹ لو۔ کیا دنیائے خرد یہی کہتی ہے کہ ہم ایسے مدعی کا دعویٰ قبول کرلیں اور اس سے اتنا تک نہ پوچھیں کہ آپ کس دلیل کی بنیاد پر ہم سے یہ سب کچھ منوانا چاہتے ہیں؟

آپ کے پاس اپنے دعویٰ کا کیا ثبوت ہے؟

میری کوئی ذات محتاج دلیل نہیں، جوکچھ میں کہتا جاؤں تم بلا تامل مانتے جاؤ اور عمل کرتے جاؤتو۔

میرا خیال ہے عقل سلیم ایسے دعویٰ کو قطعی ٹھکرادے گی۔ اسی بناپر ہمیں یہ کہنے کا حق ہے کہ عجز انبیاء ثابت کرنے والے۔

یاتو قرآن کو سرے سے دیکھتے ہی نہیں ۔یا اگر دیکھتے ہیں تو اپنی کور دماغی کی بدولت کچھ سمجھتے نہیں یونہی جبیہ و دستار اوڑھ کر بقلم خود علامے بنے پھرتے ہیں۔ اور یادیکھتے بھی ہیں اور سمجھتے بھی ہیں تو پھر ان کا ہاضمہ اتنا تیزہے کہ آیات کو شیر مادر سمجھ کربلاڈکار لئے پی جاتے ہیں۔ اغلب خیال یہی ہے کہ وہ ان جیسی تمام آیات کو ہضم کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور ان کا خیال یہ ہوتا ہے کہ قارئی قرآن صرف ہم ہیں ۔ تمام لوگ ہماری آنکھوں سے دیکھتے اور ہماری فکر سے سوچتے ہیں حالانکہ یہ کندہا ئے ناتراش یہ نہیں سوچتے کہ ممکن ہے کوئی دوسرا اٹھ کر ان آیات کی تلاوت کرلے اور پھر ہمارے منہ پردے ماراے عووام ان آیات سے آشنا ہوجائیں اور ہماری فریب کاری کا راز کھل جائے ۔

لیجئے ہم آپ کے سامنے چند آیات پیش کرنے چلے ہیں جن سے آپ کو اس حقیقت کا اندازہ ہوجائے گاکہ انبیائے کرام نے معجزات دکھائے ہیں تو لوگوں نے ان کی نبوت کا کلمہ پڑھا ہے۔ اور کبھی بقلم خود نبی کی پیروی عوام نے نہیں کی۔

قصص: وَ اَنْ اَلْقِ عَصَاكَؕ-فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّ لَمْ یُعَقِّبْؕ-یٰمُوْسٰۤى اَقْبِلْ وَ لَا تَخَفْ- اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ(۳۱)

اے موسیٰ اپنا عصا پھینک جب حضرت موسیٰ نے دیکھا کہ کرنےلگاہے گویا کہ جن ہے تو آپ پیچھے کو بھاگے اور مڑکر بھی نہ دیکھا (ہم نے کہا) اے موسیٰ آگے بڑھ اور مت ڈر محفوظ ہے۔

قصص : اُسْلُكْ یَدَكَ فِیْ جَیْبِكَ تَخْرُ جْ بَیْضَآءَ مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ٘-وَّ اضْمُمْ اِلَیْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَاۡىٕهٖؕ-اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ(۳۲)

اپنا ہاتھذرابغل میں دبا غیر معبود سفید نکلے گا اور اپنا ہاتھ سینہ پر رکھ لے تیرا خوف زائل ہوجائیگا اللہ کی جانب سے یہ دو د لائل ہیں (جا) اور فرعون ان فرعونیوں کے سامنے پیش کر جو ایک فاسق گروہ ہیں۔ حضرت موسیٰ کو عصا پھینکنے کا حکم ہوتا ہے۔ آپ عصازمین پر رکھتے ہیں جونہی عصا زمین پر جاتا ہے اس میں زندگی کا اثر حرکت پیدا ہوتی ہے۔ اور اژدہے کی شکل اختیار کرنے لگتا ہے۔ حضرت موسیٰ نے جب اس تبدیلی کو دیکھا توڈرکر پیچھے کوہٹے قدرت کی ندا آئی ارے موسیٰ ڈرکیوں گئے؟ وہی عصا ہی تو ہے آگے بڑھوواور اسے اٹھاؤ تجھے کچھ نہیں کہے گا۔

اب ذرا اپنا ہاتھ بغل میں لے جاؤ اور قدرت خدا کا معجزہ دیکھو کہ تمہارا ہاتھ کس طرح ٹارچ کی مانند چمکتا ہوا نکلتا ہے۔ اب وہی چمکیلا ہاتھ سینہ پر رکھ لو تاکہ خوف زائل ہوجائے یہ ہیں فرعون و فرعونیوں کیلئے دومعجزے ۔

اب یا تو یہ کہہ دیا جائے کہ یہ دونوں کام عادی اور معمول کے مطابق تھے۔ اور ان ہزرہ سراؤں کی بات کو درست ثابت کرنے کے لئے یہ کہہ دیا جائے کہ یہ بات ہی لغواور بے حقیقت ہے۔ تاکہ معجزہ سے انکار کا بھرم قائم رہے۔ جبکہ دونوں صورتوں میں ایمان نہیں رہے گا۔

۲۔ حضرت عیسیٰ ؑ علیہ السلام کے متعلق ارشاد قدرت:۔

آل عمران ۴۳؎:- اَنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْــٴَـةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِۚ-وَ

میرے منجانب اللہ تمہارے اطمنیان کیلئے کچھ نشانیاں ہیں میں تمہارے سامنے مٹے سے پرندہ کی شکل ہٹاؤنگا اس میں روح پھونکوں گا باذن خدا پرندہ بن جائیگا میں کوڑہی اور بروص کو شفا دونگا اور میں اذن باری ہے مردوں کو زندہ کرونگا ۔

اب کیا خیال ہے؟ مردہ کو اندہ کرنا یا مٹی سے بنے بت کو روح حیات دینا الواقع معجزہ ہے یا حضرت عیسیٰ ؑ ہونہی دیوانے کی بڑہانک رہے ہیں؟ آپ کو تحریروں سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی کسی بات میں کوئی حقیقت نہیں آپ اپنی فکروں کی روشنی میں اتنا آگے بڑھے ہوئے نظر آتے ہیں کہ معجزہ سے انکارمیں آپ کو بڑا مان معلوم ہوتا ہے۔اور جب ہم آپ کے انکار معجزہ کو دیکھتے ہیں تو ہمیں ان کے دو وجود نظر آتے ہیں۔

الف: ممکن ہے آپ کا مبلغ علم ہی تنا ہو کہ قرآن کے اعجاعب حقائق تک ان پھہنچے ہوں۔

ب۔ دور جدید کی مادی ترقی نے آپ کے ذہن کو اس قدر مغلوب ومرعوب کردیا ہے کہ آپ اب قربانی حقائق کو بھی نظر انداز کرنے سے دریغ نہیں کرتے ۔اور اس کے نتیجہ میں قرآنی طمانچے کھانا گوارا کرلیتے ہیں یہ توتھے دوسری قسم کے معجزات ۔ذراان آیات کو تو ملاحظہ فرمائیے جن میں قرآن نے بذات خود اپنی اعجازیت کا تذکرہ کیا ہے اور نہ صرف اپنے زمانہ نزول کے جن و انس کو مقابلہ کا چلینج دیا ہے بلکہ تا قیامت انیوالی ہر نسل کے لئے چلینج موجود ہے۔ یہی چلینج آج تک ملت مسلمہ کے پاس ہے اور اسی سرمایہ اسلام کو ہاتھ میں لے کر جس طرح آغاز اسلام میں غیر ترقی یافتہ نوع بشر کو چلینج دیا تھا اس طرح آج کی ترقی یافتہ نوع بشر کو بھی چلینج کررہے ہیں۔ اور بنانگ دمل پکارتے پھرتے ہیں۔

ہمارے ہاتھوں میں انوار رسالت کی ضیا باریوں میں سے نور پاک کی صرف ایک شعاع موجود ہے اگر کسی فرد۔ ادارہ یا انجمن میں دم خم ہے تو تاریکی وجہالت اور ظلم وبربریت کے اس خونچکاں دور میں علم و دانش کا ایسا قابل عمل ضابطئہ حیات پیش کردے تو ہماری جیبین نیاز آج بھی اس کے چرن چھونے کو حاضر ہے۔

ملاحظہ ہو بنی اسرائیل

قُلْ لَّىٕنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا(۸۸)

اگر تمام جن وانس ہمارے اس قرآن جس ضابطءہ حیات بنانے کی کوشش کریں تو ہر گز ایسا نہ کرپائیں گے اگر چہ انہیں ایک دوسرے کا تعاون بھی حاصل کیوں نہ ہو۔

اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُؕ-قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَیٰتٍ وَّ ادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ(۱۳) فَاِلَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَاۤ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ

کیا یہ قرآن ان کے بقول سرور کونین کی اپنی اختراع ہے؟ اگر ایسا ہے تو انہیں کہدو ہا تم بھی اس جیسی کم ازکم دس سورتیں تو بنالاؤ ۔ اور یہی صداقت ثابت کرو۔ اگر کائنات عالم کے جن وانس تمہااری آواز پر لبیک نہ کہیں تو پھر تم ہی یہ حقیقت تسلیم کرلو کہ یہ ضابطہ حیات محمد عربی کی اختراع نہیں بلکہ عطیہ رب اکبر ہے۔

کیا ہی اچھا ہوتا اگر یہ منکرین معجزہ انآیات کریمہ کو قرآن پاک سے نکال دیتے۔ تاکہ ایک تو قرآن مختصر ہوجاتا اور دوسرے ان کے واہیات اور بیہودہ نظریات کی تصدیق ہوجاتی۔

**مُترجم:**

مناسب ہوگا اگر اس مقام پر میں ایک ایسے نقطہ کی وضاحت کرتا چلوں ۔ جو آیتہ اللہ العظمی خمینی اعظم کے سامنے پیش نہیں ہوا۔ مجھے روز روشن کی طرح یقین واثق ہے کہ اگر یہ مسئلہ آپ کے سامنے پیش ہوتا تو وہ یقیناً یہی کچھ فرماتے جو مترجم عرض کرنے چلاہے۔ کیونکہ کشف الاسرار کی غیر مہم عبارت میں بیان کئے گئے مواضح عقائد اور ان کا موجود انداز حکومت اسلامی اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حضرت خمینی کی نگاہ عالیہ نبوت وامامت کا ایک ایسا مقام ہے۔ جہاں ان کی اپنی حیثیت بھی ہے۔ اور توحید بھی محفوظ ہے۔ جبکہ

ہمارے بقلم خود علامے بیش بہا عباؤں اور قباؤں پر سجے ہوئے۔

سفید و سیاہ عمامے علم کلام کی ابجدی سے نا آشنا مدعیاں علم کلام

لغت عرب کی مبادیات سے نا واقف ادیب

اور اصول شریعت سے نا واقف قوانین شرعیہ کے حامل

افراد جس خالصی توحید کا تصور پیش کررہے ہیں وہ آیت اللہ العظمیٰ کی بیان کردہ توحید سے کوسوں دورہے وہ مسئلہ ہے فعل معجزہ کا:-

ہمارے بناسپتی سیاہ قلب وسیاہ فتویٰ بازوں کا فیصلہ یہ ہے کہ

نبی وامام کی حیثیت ٹائچ رائیٹر کی سی ہے نہ تو کوئی کام ان کا

اپنا ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی بات اسی ضمن میں فرماتے رہتے ہیں

کہ معجزہ فعل خداہے۔اس میں نبی وامام کا کوئی عمل ہے نہ دخل۔

محترم قارئین؛۔

قرآن کی واضح آیات آپ کے سامنے ہیں ۔ حضرت موسیٰ کو ارشاد قدرت ہے۔

الق عصاک تو اپنا عصا پھینک

ادخل یدک فی جیبک تو پنا ہاتھ بغل میں دبا ۔حضرت عیسیٰ فرماتے ہیں۔

انی قدجئتکم بآیۃ میں تمہارے پاس نشانی لایا ہوں۔

انی اخلق لکم میں تمہارے سامنے خلق کرونگا۔

ابرءِ الاکمہ میں کوڑھی کو شفایاب کرتا ہوں۔

والابرص میں ممبروص کو شفادیتا ہوں۔

ہاشیہ ۷۴؎ سے آگے

احی الموتیٰ میں مردوں کو زندہ کرتا ہوں۔

حضرت عیسیٰؑ کے بیان کردہ دلائل میں ۔ لفظ باذن اللہ موجود ہے حضرت موسیٰ کے ارشاد کردہ دلائل میں باذن اللہ کا لفظ موجود نہیں ۔ لیکن سیاق عبارت بتلاتا ہَے۔ کہ وہاں بھی لفظ باذن اللہ موجود ہے۔ اور حضرت موسیٰ کے دلائل لفظ باذن اللہ شامل کرنے سے یوں بنیں گے۔

76 فرٱلماہاتہننز ۔ باذن اللہ جب حضرت موسیٰ نے عصاکو باذن خدا حرکت کرتے دیکھا

تَخْرُ جْ بَیْضَآءَ مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ اٰیَةً تیرا ہاتھ اذن خدا سے بے عیب چمکتا ہوا نکلے گا۔

واضم الیل جناحک من الرہب۔ تیرا ہاتھ سینے پر رکھنے سے باذن اللہ تیرے لئے باعث

باذن اللہ۔ شفا بن جائے گا۔

ملاحظہ فرمایا آپ نے۔ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ دونوں انبیاء کے معجزات ہیں۔ اذن خدا۔ شامل ہَے۔

اذن اور فعل میں فرق:

اذن کے معنی اجازت کہے ہیِں۔ اور لفظ اذن کا اطلاق جب ہوتا ہے۔ جب اجازت دینے والا۔ کام کرنے والے کو کام کرنے کی اجازت دیتا ہَے۔ بالفاظ دیگر اذن لینے والے میں کام کرنے کی صلاحیّت پہلے سے موجود ہوتی ہے۔ اسے صرف وقت کا انتظار ہوتا ہے۔ جو نہی کام کا وقت آتا ہَے۔ حاکم اپنے محکوم کو کام بجالانے کی اجازت دے دیتا ہَے۔

فعل کے معنی کام اپنے ارادہ اختیار اور قدرت سے عمل کرنے کا نام ہَے۔

نص قرآن کے مطابق

حضرت موسیٰ کے عصا اثر دہا بننے کی صلاحیت ۔ ہاتھ میں پھینکنے کا اثر ۔ بغل میں ٹارچ کی راشنی دینے کی استعداد ہاتھ میں روشنی وصول کرنے کی قدرت ۔ سینہ میں شفا پانے کی گنجائش اور ہاتھ میں شفا دینے کی قوّت پہلے سے موجود تھی۔ لیکن اذن نہیں تھا۔ جب اذن مل گیا ۔ حضرت موسیٰ کے ہاتھ نے عصا کو اثر دہا بنادیا ۔ بغل نے ہاتھ میں نورانیت بھردی ۔ اور ہاتھ نے سینہ کو شفا دے دی۔

حضرت عیسیٰ میں

خلق طیر ۔ نفخ روح ۔ شفائے کوڑھی و مبروص ۔ اور احیائے اموات کی استعداد پہلے سے موجود تھی اذن کے بعد پرندہ اڑنے لگا۔ کوڑھی و مبروص شفایاب ہوگئے ۔ اور مردے زندہ ہوکر اٹھ

(حاشیہ جاری)

اور اب جواب:

حقیقت معجزہ کے سلسلہ میں ایک تو خود آیۃ اللہ العظمیٰ کا فی دور نکل گئے۔ اور پھر راقم الحراف نے بھی آپ کو ذرامشقت میں ڈال دیا۔ لیجئے اب میں اپنے کو علیحٰدہ کرتا ہوں اور وہابی گروپ کی پیش کردہ آیت کا جواب آیۃ اللہ العظمیٰ کی طرف سے سنواتا ہوں۔ چنانچہ فرماتے ہیَں۔ یہ تو قبل از جواب رمہید تھی۔ اب آئے اور دیکھیں کہ ان کی پیش کردہ آیت۔

قُلْ لَّاۤ اَمۡلِكُ لِنَفۡسِىۡ نَـفۡعًا وَّلَا ضَرًّ

میں تو اپنے نفع و نقسان کا مختار بھی نہیں ۔کامفہوم کیا ہے؟

اگر ہم مان لیتے ہیَں ان کا بیان کردہ معنی تو پھر ہمیں سادہ لفظوں میں یوں تسلیم کرلینا چاہیئے کہ

سرور کونین کی حیثیت جمادات سے بھی گئی گزری ہے۔ کیونکہ

جمادات میں بھی کم از کم قوّت ماسکہ تو ہوتی ہی ہے۔

گویا ذات احدیت نے سرور کونین سے ارشاد فرمایا ہے کہ تو اپنی امت کو بتادے کہ میں

کسی وقت اور کسی جگہ کوئی کام بھی نہیں کر سکتا حتی کہ

نیک کام ۔ اچھی فکر۔ اور اچھّی بات بھی نہیں کر سکتا۔

حالانکہ ہر کس وناکس اس حقیقت سے واقف ہَے کہ

ہر انسان خواہ کوئی ہے۔ اور کہیں ہو اورایک لحاظ سے اپنے لئے سود مند ہوتا ہَے۔

اور وہ پہلو ہے انسان کا اچھّے کاموں کا سوچنا ۔ اطھی فکر ۔ اور اچھّا عزم اس

طرح ہر شخص ہر جگہ اور ہر حیثیت میں اتنا تو ضرور جانتا ہَے کہ ناشائستہ

کردا۔ ناگوار رفتار۔ اور نازیبا گفتار میرے لئے باعث ننگ و نقصان ہے۔

بنا بریں ہمیں آیت کا مطلب یوں کرنا ہوگا کہ خلاق عالم مذکورہ آیت میں کمالات نبوّیہ کی نفی نہیں کررہا بلکہ کمالات نبوّیہ کو بھی وہ اپنی قدرت کاملہ کے کمالات میں ایک بتانا چاہتا ہے۔

ــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

بیٹھے ۔اگر یہ کہا جائے کہ معجزہ فعل خدا ہَے۔ تو پھر حضرت موسیٰ اور عیسیٰ کا

باذن اللہ کا جوڑ لگانا۔ اور اللہ کا قرآن میں دونوں نبیوں کو بلا سرزنش

ذکر کردینا انتھائی لغو ہوگا۔ جبکہ تعالیٰ اللہ عن ذلک علووا کبیرا۔

لہٰذا معجزات انبیاء وائمہ باذن خدا ہوتے ہیِں اور انصال انبیاء وائمہ ہی کے ہوتے ہیَں۔

ہاں اگر کوئی کور باطن اور کندہ ناتراش اذن و فعل کے درمیان فرق ہی محسوس نہ کرے تو پھر جو چاہئے کہے ۔ از مترجم)

اور ذات کردگار کا مقصود یہ ہے کہ میری مرضی اور مثیّت کے بغیر کوئی بھی کسی معجزہ میں مستقل بالذات نہیں ہَے۔ کوئی شخص اپنی طرف سے اعجازی استعداد کا حامل نہیں ہوتا۔ کوئی شخص میری غیبی امداد کے بغیر کچھ نہیں کر سکتا ۔ اور دیگر کائنات کی طرح انبیاء بھی معجزات میں میرے محتاج ہیں۔ ان نجدی (اور خالص)عقائد کے حامل افراد سے پوچھنے کا حق ہے کہ وہ بتائیں ان کا بتایا ہوا مطلب درست ہے جس کے نتیجہ میں ہم انبیاء وائمہ سے انسانی صفات تو کجا جمادی اوصاف بھی چھین لیتے ہیَں یا ہمارا بیان کردہ مفہوم صحیح ہے جس سے ایک طرف توحید محفوظ رہتی ہے اور دوسری طرف کمالات بنوّیہ پر بھی حرف نہیں آتا۔

حضرت موسیٰ کے ہاتھ سے پھینکا ہوا عصااڑ دہا بنتا ہے۔

حضرت عیسیٰ اگر مردہ زندہ کرتے ہَیں اور نابینا کو بینائی سے بہرہ ور کرتے ہیَں۔

اور حضرت سرور کونین اگر چاند کو دو نیم کرتے ہیں تو یہ سب اس قوت و طاقت کے نتیجہ سے جو ذات احدیت نے ان ذوات مقدّسہ کو ودیعت فرما رکھی تھی۔

جب ان کو ر دماغوں کے غلط اعتقادات میں قرآن حدیث اور عقل ان کا ساتھ نہ دے سکے تو لگے کہ عوام کو دھوکا دینے کیلئے مرزہ سرائی کرنے ۔ اور اپنا آخری پتہ یوں پھینکا کہ

اگر واقعاً معجزہ کی کوئی حقیقت تھی سرور کونینؐ نے ابن ام مکثوم کو اور حضرت علیؑ نے اپنے بھائی عقیل کو جو ہر بات بصارت سے کیون نہ نوازا؟

اگر کوئی ذی شعور یہ بات سنے تو انصاف سے بتائیں کیا وہ قہقہہ نہیں لگائے گا۔ کیا دانشمندان ،عالم ان کی عقل پر ماتم نہیں کریں گے؟ کیا یہ مقام عبرت نہیں کہ مسند اسلام ایسے ہاتھوں میں آگئی ہَے جو اسلام اور اصول کو نابالغ بچوں کی طرح بازیچہ ء اطفال بنا کر کھیل رہے ہیِں ۔ اور ان کے گلے میں۔۔۔۔ڈالنے والا نہیں ؟

خدارا کسی پرائمری کلاس کے بچہّ سے تو پوچھئے کہ

ایک واقعہ کی نفی یا ثبوت کسی قاعدہ کلیہ کی نفی یا ثبوت کا باعث بن سکتی ہَے؟

یا کوئی ایک قصہّ قاعدہ کلیہ بنایا جا سکتا ہے؟

کیا ہمیں یہ پوچھنے کا ھق ہے کہ اگر

ایک مریض مرض میں ایڑیاں رگڑ تا رہے ۔ کسی طبیب یا ڈاکٹر کے پاس جائے اور مرجائے ۔ تو ہمیں یہ قاعدہ بنا لینے کا حق ہَے کہ دنیا میں کوئی علاج نہیں ۔ یہ علاج و معالجہ سب من گھڑت افسانے ہیں؟ کیونکہ اگر علاج و معالجہ ہوتے تو فلان شخص بھی علاج کے لئے گیا ہوتا چونکہ وہ علاج کی خاطر نہیں گیا لہٰذا علاج نام کی کوئی چیز ہی نہیں،

ذرا ایک قدم آگے بڑھ کر یوں کیوں نہ کہہ دیں۔ کہ یہ میڈیکل کا لجز اور ہسپتالیں وغیرہ سب افسانے ہیَں۔ اگر ان کی کوئی حقیقت سوتی تو فلاں مریض بھی دوا کیلئے جاتا۔

میں نہیں سمجھتا کہ کیا کہوں؟ یہ کندہ ہائے ناتراش یہ سمجھتے ہیَں کہ نبی و امام بھی گلیوں بازاریوں ،کوچوں اور سڑکوں میں چکر لگا لگا کر صدائیں دیتے پھریں کہ

آؤ جسے معجزہ دیکھنا ہو میں دکھاتا ہوں ۔ جسے کرامت دیکھنا ہو میں دکھاتا ہوں کتنی بودی عقل ہَے۔ اور کتنا کام نظریہ ہے۔

( ضعیف سے ضعیف ایک روایت بھی تو نہیں دکھا سکتے جس میں ابن ام مکثوم اور عقیل نے بینائی کی خواہش کی ہوا اور سرور کونین یا حضرت علی نے انہیں مایوس کیا ہو)

خدا معلوم ان کے دماغ میں یہ بات کیوں نہیں آتی کہ معجزہ دلیل نبوّت ہے۔ معرفت خلاق کا ایک زینہ ہے۔ معجزہ ذریعہ

معاش ۔ باعث نمائش اور بازیچہء اطفال نہیں ہے۔

ان کے خیال میں تو معجزہ اسی صورت میں حقیقت ہو سکتا ہے۔ جب ذات احدیت کسی نبی و امام کے ذریعہ اس عالم کون کو تباہ و برباد کرکے ایک دوسرا عالم ایجاد کردے جس میں ہر کام معجزانہ طور پر ہو۔ بصورت دیگر نہ تو اللہ قادر و مختار رہے۔ اور نہ ہی نبی و امام میں اعجازی استعداد ہے۔ کیا ان نام نہاد دانشوروں سے پوچھا جا سکتا ہے کہ

جس قادر مطلق نے اس عالم کون و فساد کو زیور وجود سے آراستہ کیا ہے اس نے انسان کو حصول معاش میں ایک دوسرے کا دست نگر کیوں بنادیا ہے؟

وہ کونسے اسباب ہیَں جن کی بنیاد پر ایک آقا ہے دوسرا غلام ؟ کوئی افسر ہے کوئی ماتحت؟ اور کوئی مالک ہے کوئی مزدور؟

اگ وہ چاہتا توں انسان کو بلا کسب و محنت رزق دیکر ان شکمی جھیلوں سے نجات!

نہیں دے سکتا تھا؟

کیا انہی قصورات کی بنا پر آپ کی دانشمندی تخلیق ارض و سما کو ناقص کہہ سکتی ہے؟ کیا سلسلہ توحید کو آپ اپنی آرائے ناقصہ کے ترازو میں توں سکتے ہیں؟

کیا ہی مناسب ہوتا اگر ان انتشار پسند انہ تحریروں اور تقریروں کی جگہ آپ مثبت کام کرتے۔

**غیب گوئی:۔**

قرآن کریم کی چند آیات کے خود ساختہ معانی کرکے ان لوگوں نے ایک اور بڑہانکی ہے کہتے ہیَں کہ جب قرآن نے بشموں انبیاء وآئمہ تمام مخلوق سے غیب دانی کی نفی کی ہے تو پھر یہ متدین اور اسلام نوازا فراد انبیاء وآئمہ کی طرف غیب دانی کو کیوں منسوب کرتے ہیَں؟

یوں تو ان کی فریبوں کی قلعی گذشتہ صفحات میں کُھل چکی ہَے۔ لیکن مناسب ہوگا اگر اس مقام پر ہم ان مکاروں کی اشتباہ انگیزی کو مزید واضع کردیں تا کہ ان کی رسوائی میں کوئی کسر نہ رہے۔ انہیں یقین رکھنا چاہئے کہ متدین اور مخلص مومنین میں سے کسی نے بھی آج تک یہ دعویٰ نہیں کیا کہ انبیاء و آئمہ بلا تعلیم ذات احدیت عالم الغیب ہیَں۔ بلکہ متدین افراد ہمیشہ سے یہی کہتے چلے آرہے ہیَں کہ نہی و امام کا علم غیب عنایت ایزدی ہے۔ اور قرآن کریم نے بھی اسی نظریہ کی تائید فرماتی ہے۔ قرآن کا مطالعہ کیجئے جہاں بھی ذات احدیت نے علم غیب کی نفی کی ہے۔ وہاں اشتناء بھی کیا ہے اور صاف بتایا ہے کہ میرے علاوہ صرف وہی افراد علم غیب جانتے ہیَں جنہیں میں نے تعلیم دی ہے۔

ہمارے پاس اپنے دعویٰ کیلئے قرآنی شواہد موجود ہیَں کہ نہ صرف انبیاء علم غیب کے حامل تھے بلکہ غیر انبیاء نے بھی غیب گوئی کی ہے۔ مخفی امور سے پردہ اٹھایا ہے۔ اور ماضی و مستقبل کے بستہ رازوں سے آگاہ کیا ہے۔

الجن ۲۶؎ عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖۤ اَحَدًاۙ(۲۶)اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًاۙ(۲۷)

اللہ عالم الغیب ہے وہ کسی کو علم غیب کی تعلیم نہیں دیتا مگر رسول مرتضیٰ کو جس کے سامنے ماضی اور مستقبل کے پردہ ہٹادیتے ہیَں اور وہ ان کا نگران ہوتا ہے۔ میں تمہیں تمہارے کھائے ہوئے کھانے کی اوور گھروں میں محفوظ ذخیروں کی اطلاع دے سکتا ہوں۔ اور اگر تم مومن ہو تو اس میں تمہارے لئے نشانیاں ہیَں۔ سرور کونین نے جب اپنی ایک بیوی کو راز کی بات بتائی جب اُس نے راز کا افشاء کردیا تو ذات احدیت نے الحضور کو افشائے راز سے مطلع فرمایا ۔ سرور کونین نے اس بیوی سے باز پرس کی تو اس نے کہا آپکو کس نے بتایا ہے ۔

العلیم الخبیر انحضور نے فرمایا مجھے ذات علیم و خبیر نے اطلاع دی ہے۔

یہ ہیَں تین آیات :جن ۲۶؎میں ذات احدیت نے اپنے رسول مرتضی ٰ کو علم غیب دینے کا تذکرہ فرمایا ہے۔ آل عمران۴۳؎میں حضرت عیسیٰ اپنی امت کے سامنے اپنے عالم غیب ہعنے کا دعویٰ کرتے ہیَں۔ اور تحریم۳؎ سرور کونینؐ اپنے عالم غیب ہونے کا ذکر کرتے ہیَں۔

آگے چل کر ہم یہ بھی بتائیں گے کہ غیر انبیاء میں سے مادر عیسیٰ جناب مریم کی غیب دانی اور غیب کا تذکرہ بھی قرآن کریم نے فرمایا ہے۔

فی الحال تو ہمیں اتنا بتا دیجئے کی کیا

ہم آپ کی بات مان کر مذکورہ بالا تین آیات کو قرآن سے نکال دیں ۔ یا۔ آپ سے وقار کا مسئلہ نہ بناتے ہوئے اپنے عقیدہ سابقہ سے تو بہ کرکے محکمات قرآن سے انکار کا ارتکاب کرنے سے بچنے کی سوچیں؟

**شہادت فلاسفہ:۔**

اگرچہ ان مختصر اوراق میں اپنی گنجائش نہیں کہ اس قسم کے فلسفیانہ مسائل جن کا تعلق فلسفہ اعلیٰ سے ہے پیش کرکے بحث کریں تا کہ علمی تحلیل و تحقیق سے غیب دانی اور غیب کے اسرار کی نقاب کشائی کی جاسکے ۔ پھر بھی ہم قارئیں کرام کے اطمینان قلب کی خاطر ذیل میں عالم فلسفہ کے چند سربراور وہ علماء کے نظریات پیش کرنے چلے ہیَں۔ تا کہ غیب دانی اور غیب گوئی کا یہ پہلو بھی تشنہء تکمیل نہ رہے ۔ اور یہ حقیقت واضع ہو جائے کہ انبیاء و آئمہ تو بجائے خود غیر انبیاء و آئمہ بھی اس منصب کو پا سکتے ہیَں۔ فرق صرف یہی رہیگا کہ دیگر علوم کی طرح انبیاء و آئمہ کا غیب وہی اور عطائی ہوگا جبکہ غیر انبیاء و آئمہ کا علم کسبی ہوگا۔

**شیخ الرئیس بو علی سینا:۔**

بو علی سینا علمی مقام میں ان فلاسفہ س نہیں جس کے تعارف میں کئی صفحات سیاہ کرنا پڑیں ۔ شیخ اپنی شہُرہ آفاق کتاب اشارات کی ۔ نمط وہم میں رقم طراز ہَے۔

اگر آپ کو کسی عارف باللہ کے متعلّق اطلاع ملے۔

کہ وہ غیب کی خبریں دیتا ہے اور اُس کی ہر خبر

درست ثابت ہوتی ہے تو بغیر ذہنی بوجھ کے

اس کی بات مان لو۔ کیونکہ فلسفیانہ نقط نگاہ سے

اسباب غیب دانی واضع اور معلوم ہیں۔

اس کے بعد اسی کتاب کی سولہویں فصل میں شیخ نے غیب دانی کے مفصل اور غیر مبہم دلائل پیش کئے ہیں۔ بطور نمونیہ ایک آپ بھی سن لیں۔

جب نفس انسانی حسی اور مشاہداتی مصروفیات کو کم سے کم کردیتا ہے۔ تو دنیا ئے تخیل و تو ہم سے نکل کر فضائے قدسی میں گامزن ہونا بعید نہیں رہتا جسکا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قدرت کے وہ اسرار ۱؎ جو تو ہمات و تخیلات کی تاریک دنیا میں نگاہ نفس سے محبوب ہوتےہیَں۔ وہ تمام نفس انسانی میں منقش ہونا شُروع ہوجاتے ہیَں۔ جیسا کی عالم خواب میں ہوتا ہے۔ یا دوران مرض بھی ایسے اتفاقات ہوتے ہیَں۔ اس کے بعد شیخ الرئیس فرماتے ہیں اگر جو ہری اعتبار سے نفس مظبوط و قوی ہو اور جذب ود جدان کی تمام کیفیات پا لے تو عین ممکن ہَے کہ اس نفس کو عالم بیداری میں بھی وہی وجدان میسّر آجائے جو دوسروں کو عالم خواب میں ہوتا ہے ازاں بعد شیخ نے قوتو ضعف کے اعتبار سے نفس کی اقسام تحریر کی ہیں۔ پھر کرامات و معجزات کے باب میں بھی شیخ نے صراحت سے اس کا تذکرہ کیا ہے۔ ایک جملہ آپ بھی سن لیں۔

اگر کسی عارف باللہ کے متعلّق آپ کو اطلاع ملے کہ وہ ایسی قدرت

کا مالک ہے جو دوسروں کی سمجھ سے بالاتر ہے یا ایسا غیر عادی کام

کرتا ہے جو دوسرے افراد کے بس کا راگ نہیں۔ یا کسی ایسی چیز

کو حرکت دے سکتا ہے جس سے دوسرے عاجز ہیَں تو انکار

مت کرو ۔ کیونکہ اگر آپ طبیعی راہوں پر چل نکلیں تو آپ کے لئے بھی ایسا ہوجانا ممکن ہَے۔

ــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

۱؎ (ان اسرارکا تعلق ماضی سے بھی ہوتا ہے اور مستقبل سے بھی ہوتا ہَے۔ اور جب نفس میں ان اسرار کی تصویر آجاتی ہے تو پھر نفس ان کو اس طرح دیکھتا اور بیان کرتا ہے۔ جس طرح وہ اپنے سامنے سب کچھ دیکھ رہا ہے۔ اور اسی کو دوسرے لفظوں میں ماکان وما یکون کا علم کہا جاتا ہے۔ از مترجم)

**شیخ شہاب الدین اشراقی:۔**

روحانی علماء میں سے سرفہرست اکابر میں شمار ہوتا ہے اور نفسی ریاضات و فلسفہ کا جامع ہے حکمۃ الاشراق کے مقالہء پنجم میں رقم طراز ہے۔

نفس حواس خمسہء ظاہرہ کی مصروفیات کم تر کردیتا ہے ۔ اور تخیلاتی مشغولیات مختصر کردیتا ہے۔ تو انسان امور غیبیہ سے آگاہ ہونے لگتا ہے ازاں بعد اپنے دعویٰ کی دلیل دیتے ہوئے لکھتے ہیَں کہ

کامل انسان جو علم غیب حاصل کرتے ہیَں اس کی مختلف صورتیں ہوتی ہیَں ۔ یہ علم غیب بغض تحریری شکل میں ہوتا ہے بعض اوقات انتھائی دلکش و پسندیدہ آواز کی صورت میں ہوتا ہے کبھی حد درجہ

ہولناک آواز میں ہوتا ہَے۔ اور بعض اوقات کوئی دلربا تصویر سامنے آکر غیب سے مطلع کرجاتی ہَے۔

اس نورانی دانشمند نے معجزات انبیاء کے متعلّق لکھا ہے۔

جو لوگ علم و عمل اور نفسی ریاضات میں کامل ہوجاتے ہیَں وہ طاقت اور قوّت کے اس بلند مقام پر پہنچ جاتے ہیَں کہ اگر وہ چاہئیں کی کسی چیز کو کتّم عدم سے منصہ ء شہود پر لائیں انہیں اس کی قدرت ہوتی ہے۔ اسی کتاب کی دوسری فصل میں یوں رقم طراز ہے۔

جب عالم علوی کی شعائیں نفس پر ضو پاش ہوتی ہیَں تو کائنات بتمامھا انسان کی تابع ہوجاتی ہے اور علم اعلیٰ میں انسان مستجاب الدعاء ہوجاتا ہے۔ یہ علیحٰدہ بات ہے کہ بعض نفوس پر جس نور کا فیضان ہوتا ہَے وہ نور ہی بذات خود علم و قدرت کا منبع ہوتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں پوری کائنات ایسے انسان کی مطیع بن جاتی ہے اور نفوس مجبروہ اس نور کی بدولت عمل تخلیق تک انجام دینے کی استعداد رکھتے ہیَں۔ صدر المتالہین ابراہیم شیرازی۔

وہ عظیم فلسفی ہے جن نے افق مشرق کو حکمت قرآن سے منور کیا ۔ حکمۃ الاشراق کے حاشیہ مین رقمطراز ہے۔

معجزات و کرامات کی بنیاد چیزوں پر ہوتی ہے جو انبیاء میں بیک وقت موجود ہوتی ہیں ۔(۱) نفس مین ایسی مخصوص صلاحیت جس کے سامنے اجسام جُھک جائیں ۔ اور مواد عنصریہ نفس کے اس طرح تابع فرمان ہوجائیں۔ کہ جب چاہیں ایک صورت کو بد لکر دوسری صورت بنادے ۔ اور یہ نہ بھولین کہ ایسا ہوجانا ناممکنات میں سے نہیں ۔ اور نہ صرف ایسا ہونا ممکن ہے۔ بلکہ ایسے واقعات بھی موجود ہیں

اس کے بعد صدر المتامین نے اپنے اس دعویٰ مفصل دلیل لکھی ہے ۔

۲۔ نفس کو قوت متخلیہ میں اتنی عظیم طاقت آجاتی ہے کہ نفس نبی کا رابطہ عالم بیداری میں بھی مثالی عالم غیب سے ہوجاتا ہے۔ جن کی بدولت نبی کے سامنے کوئی غیب غیب نہیں رہتا ۔ اور نگاہ نبی ماضی و مستقبل کے ہر حجاب سےگزر کر گزشتہ و آئیندہ کا مشاہدہ کرکے بوقت ضرورت ان افراد کو آگاہ بھی کرتی رہتی ہے۔

اس کے بعد صدر امتئالمین نے عالم سے اتصال کی اقسام اور اس کی کیفیاات کو انتہائی شرح وبسط سے بیان کیا ہے۔

۳۔ جب نفس اپنی تطہیر اور جِلا کی آخری منزل کو پالیتا ہے تو اسا میں قوت نظریہ پیدا ہوتی ہے جس کی بدولت عقل فعال سے اتصال نفس میں شدت آجاتی ہے اور عقل فعال سے اتصال نفس میں شدت آجاتی ہے۔ اورو عقل فعال سے شدت ارتباہ کی وجہ سے نفس پر علوم عقیلہ کا افماضہ شروع ہوجاتا ہے۔

اس قسم کے بعد پھر صدر المتُاالہین نے عقل فعال سے نفس کے ارتباط کو شدت وضغف میں تقسیم کرتے ہوئے کئی اقساام بیان کی ہیں۔

**یورپین روحانی فلاسفہ:-**

ہیپناٹزم یا عمل تنویم جس کا آج یورپین گھروں میں غیر معمولی چرچا ہے اور اس علم روحانیت نوازی میں ایک عظیم انقلاب بھی برپاکردیا ہے۔اگرچہ تاحال مادہ پرستی کی دبیرگرد میں روپوش ہے لیکن ہمیں واثق اُمید ہے کہ مستقبل قریب میں خود مادہ پرست ہی اس علم کی کاملہ انقلاب کشائی کردیں گے اور قرائن سے پیش گوئی کی جاسکتی ہے یہی مادہ پرست اپنے قلم سے عالم اروواح ۔اروواح کی حیات جاوید ان کے آثار عجیبہ ۔عمل ،عمل تنویم کے ذریعہ سونے والے۔ سونے والی کی غیب گوئی بے شمار اسرار کی پردہ کشائی ۔اور ان کے حیران کن ومسرت آمیز نتائج پردہ مادیت پرلاکر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آشکارا کردیں۔ ہمیں یہ بھی یقین ہے کہ آج کا علم کائنات کے سربستہ رازوں ۔ خلاف عادت معجزات و کرامات اور علم غیب سے آشنائی کو ایک واضح شکل دینے پر آماداہ ہے حالانکہ ایک وقت ایسا بھی تھا کہ یہی چیزیں نگاہ مادیت میں مذہبی افساانوں سے زیادہ حقیقت نہ رکھتی تھیں ۔ اور عنقریب آپ انہی معارف کو بدنہیات کی فہرست میں دیکھیں گے۔

اب ذرا اپنی توجہ کو چودہ صدیاں پیچھے لے جائیے اور دیکھئے کہ یورپ کی روحانیت جس چیز کو روحانی کمال آخری زینہ سمجھ رہی ہے اسلام کے معصوم راہنما چودہ سو برس قبل اس کا اعلان کرچکے ہیں۔ حالانکہ آج کے علمی دو اوع چودہ سو برس قبل کے علمی ماحول میں واضح فرق ہے۔ انتہائی ذمہ داری کے ساتھ کہاجاسکتا ہے۔ کہ چودہ صدیاں قبل کا زمانہ وہ زمانہ تھا جس میں پورا روئے ارض بالعمول اور جزیرہ نمائے عرب بالخصوص جہالت کی گمبھیر تاریکی میں ڈوب ڈوب کرابھر ابھر کر ڈوبتا تھا۔ ہم شدت سے اس امر کے منتنظر ہیں کہ آج کا علم کب ایک کروٹ اورلے کر قرآن کریم کے بتائے گئے آفاقی بارایک ورقیق اسرار کی نقاب کشائی کب کرتا ہے۔اور انشاءاللہ عنقریب آیات قرآن کی مشاہداتی تفاسیر سامنے آنے کو ہیں۔

ہمیں قرآن کریم کے ایک ایک حرف ایک ایک لفظ اور ایک ایک آیت کی زبان صداقت پر پورا یقین ہے اور جسطرح چودہ صدیاں قبل کے مسلمانوں کو تھا اس طرح چودہ صدیاں بعد کی اُمت مسلمہ بھی اس یقین وعقیدہ سے قرآن کو پڑھتی ہے قرآن نے چودہ صدیاں قبل بتادیا ہے کہ ذرات کائنات خواہ ان کاتعلق عالم نبات سے ہو یا عالم جہاد سے ہرذرہ کی زبان ہے۔ اور ہرزرہ عالم اپنی زبان میں تسبیح وتقدیس باری کا فریضہ انجام دے رہا ہے۔ اور ہم آج دیکھتے ہیں کہ مادہ پرستوں نے اپنی علمی موشگافیوں کا رخ اس طرف موڑا ہے اور اس سلسلہ میں کافی پیشہ رفت بھی ہوچکی ہے۔ عنقریب یہ نظریہ ایک مسلمہ کی صوروت میں سامانے آنے والا ہے ہر روز کائنات میں قوت گویا ئی قتکلم موجود ہے۔

ایک وقت تھا جب ہم کہتے تھے کہ ذات احدیت اپنے نمائیندوں کی علم کی دولت سے نوازتی ہے ۔آج کے مادی علوم نے ان حقائق کی کھوج لگاکر ہمارے دعویٰ کی تصدیق کردی ہے۔

فرق صرف اتنا ہے کہ خدائی نمائیندگان علم غیب میں مادی اسباب و وسائل کے محتاج نہیں ہوتے جبکہ مادہ پرست اسباب و وسائل کے نیازمند ہوتے ہیں ۔اور معجزہ وغیرہ میں نہیں فرق ہے کہ معجزہ سالوں بلکہ صدیوں کے فاصلہ کو بلااسباب سمیٹ کر کسی چیز کو سامانے لاتاہے جبکہ غیر معجزہ میں محسوس ومشاہدات اسباب دونوں کا فاصلہ منٹوں میں طے کرتے ہیں۔

**دائرۃ المعارف میں فرید وجرید:-**

دائرۃ المعارف میں فررید و جدی نے ہپناٹزم کے ذیل میں اور دیگر مصنفین نے ہپناٹزم کے موضوع پر مستقل لکھی گئی کتابوں میں بکثرت ایسے واقعات درج کئے ہیں جن میں معمولی اپنے عامل کی روایات کے مطابق غیب کی خبریں دیتا ہے ۔فرید وجدی نے چند عجیب و غریب امور لکھنے کے بعد لکھا ہے کہ ۔

یہ تمام مشاہدات اور ان جیسے لاکھوں واقعات کتب طب میں مذکوروہیں ۔ اور ان واقعات میں یہ تخصیص نہیں کہ صرف انہی امور کا ظہور ہوتا ہے ۔ اور وہ بھی ایک خوابیدہ اور بیحس و حرکت انسان کی زبان سے۔ بلکہ معاملہ اس سے بھی اگے بڑھا ہوا ہے۔ غیب دانی کمالیت اشیاء کا مشاہدہ قریب و بعید افراد کے دردن سینہ اسرار سے اطلاع ۔اور دیگر ایسے معاملات مسملہ الثبوت ہیں یہ علیحدہ بات کہ اگر ان معاملات کا اثبات جس ومشاہدہ سے نہ ہوتا تو ان کا باور کرنا مشکل تھا۔

فرید و جدی نے دائرۃ المعارف میں ہیپناٹزم کے حوالہ سے جو چند واقعات درج کئے ہیں ان مین سے ایک واقعہ آپ بھی دیکھ لیں۔ لوئیس ان افراد سے ہے جنہیں ہپناٹزم میں غیر معمولی شہرت حاصل ہے لوئیس نے ایک عورت کو ہیپناٹائز کیا۔ اسی دوران لوئیس نے اس عورت سے کہا کہ ذرا اپنے گھر چل۔

عورت نے کہا۔ میں گھر پہنچ گئی ۔

لوئیس: تیرےر گھر والے کیا کررہے ہیں؟

عورت: دو افراد امور خانہ داری میں مصروف ہیں۔

لوئیس : ان میں سے کسی کو ہاتھ لگا۔

عورت نے قہقہ لگا نا شروع کیا۔

لوئیس کیا بات ہے کیوں ہنس رہی ہو۔

عورت: آپ کے کہنے سے میں نے ایک کو چھوا تو وہ ڈر گیا۔

لوئیس (حاضرین سے ) کوئی شخص اس عورت کا گھر جانتا ہے۔

حاضرین میں سے ایک نے کہا میں جانتا ہوں۔

لوئیس: اس عوعرت کے گھر جاؤ اور ذرا اس کی بات کی تصدیق کردو کیا یہ سچ کہہ رہی ہے۔ چنانچہ وہ شخص اس عورت کے گھر جاتا ہے کچھ اور لوگ بھی بغرض تماشہ اس کے ساتھ جاتے ہیں۔

جب وہاں پہنچتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ سارے گھر والے خوف و حراس کے مارے سہمے ہوتے ہیں ان کے پوچھنے پر گھروالوں نے بتا یا کہ کچن میں ہمیں ایک چلتا پھرتا سایہ نظر آیا اور اس نے فلاں شخص کو چھوا۔

اس قسم کے بیسوں واقعات اس فن پر لکھی گئی کتب میں موجود ہیں جنہیں آج کی مغربی دنیا روحانی فلاسفہ نہ صرف تسلیم کرتے ہیں بلکہ ایسے واقعات کو بدیبیات سے شمار کرتے ہیں۔

ـــــــــــــــــــــــــــــــ

**قارئین سے اپیل:-**

اب محترم قارئین سے درخواست یہ ہے کہ ہمیں بتائیں کہ کیا ہم علم غیب کے سلسلہ میں قرآن قریم کی محکم آیات

فلاسفہ عالم کے وہ نظریات جن کی پشیتپانی مستحکم منطقی دلائل سے کی گئی ہے۔

یورپ جدید میں فلاسفہ کے تجربات میں دُھلے ہوئے علم غیب کے محسوس ومشاہد واقعات و افکارا۔

عیسائی ، یہودی اورر امت مسلمہ کے لاکھوں نقل کردی واقعات کرردی کی ٹوکری میں پھینک دیں، ان سب کو جھوٹامان لیں ۔آیات قرآن کو پشت پیچھے پھینک دیں۔ آفاقی دانشمندی کے عملی اقوال اور مدلل نظریات کو پائے افکار سے ٹھکرادیں۔

اور ان کے مقابلہ میں مٹھی بھر۔ غیر دانشمند کو چہ گرد۔(لباس علم میں ملبوس جہلانہ زیور قدین سے آراستہ بیدین تبلیغ توحید کرنے والے مشرک ۔اپنی عزت پر عظمت انبیاء دانمہ و قربان کردینے والے جسار۔بحر خوردائی خود پسندی خودنمائی۔ جہالت ۔کینہ۔ اور حماقت میں غوطہ زن حرام خور اور کم عقل افراد کی بات مان لیں؟

ان غلامان شکم کی جیخ کنی کرکے فتنہ و فساد کی اٹھتی ہوئی موجوں اور تشت و افتراق کے سراُٹھاتے ہوئے ان نواز ئیدہ نجدی جرثوموں کا سرکچل ڈالیں ۔تاکہ۔

اتحاد ملی وحدت اسلامی اور اخوت قرآنی کا خواب شرمندہ تعبیر ہسکے ۔اور مستقبل میں پھر کبھی ایسے فرعون غرض سرنہ اٹھا سکیں ان کے ہاتھ آیات قرآن کی طرف نہ بڑھ سکیں ۔اور کڑوروں فرزندان اسلام امن و چین کا سانس لے سکیں۔

**معجزہ سے انکار کیوں؟**

اگر آپ انکارمعجزہ کے آگاز کا کھوج لگانا چا ہیئیں تو زیادہ دور نہیں جانا پڑے گا۔ ماضی قریب ہی میں آپ کو میر زا ابوالفضل گلپائیگانی کی کتاب فرائد مل جائے گی جو بابی و بہائی نظریات کو فروغ دینے کی خاطر لکھی گئی ہے۔ نجدی مکتب فکر کے دلائل بھی دیکھ لیں اور میر زا ابو الفضل کے دلائل بھی پڑھ لیں آپ کو سرمو فرق نہیں آئے گا۔ بنا بریں ہم کہہ سکتے ہیں کہ انکار معجزہ کی کشت کاری میر زا ابو الفضل نے کی اور انکار معجزہ کی پھوٹتی کو نپل کا پانی نجدی ذہن نے مہیّا کیا۔

قابل غور یہ بات ہے کہ اگر کوئی بابی یا بہائی نظریات کا حامل ابو الفضل کے روپ میں معجزات انبیاء سے انکار کرے تو اس کی معقول وجہ موجود ہے۔ اور وجہ یہ ہے کہ معجزہ دلیل نبّوت ہوتا ہے جبکہ بابی و بہائی جیب میں معجزہ نام کی کوئی چیز نہیںانہیں تو حق ہے کہ اگر کوئی ان سے دلیل نبّوت کے بطور کا مطالبہ کرے تو وہ معجزہ کی حقیقت سے انکار کر دیں۔ کیونکہ معجزہ کو دلائل نبّوت سے مانتے ہوئے نبی حقیقی کے علاوہ کوئی دوسرا اپنی نبّوت کی دکان نہیں چمکا سکتا۔ اس لئے مدعیان نبّوت کیلئے حقیقت معجزہ انکار ضروری تھی۔ اگر آپ نظام العلماء تبریزی کے ساتھ باب وبہا کے مناظرہ کی روداد دیکھیں تو آپ کو یہ یقین کرتے ہوئے بھی وقت محسوس نہیں ہوگی کہ معجزہ تو بجائے خود ان بے چاروں کے پاس تو علم و عمل اور عقل و خرد کی کعمول مقدار بھی موجود نہیں۔

لیکن ہمیں تعجّب اس نجدی مکتب فکر پر ہے کہ انہیں معجزہ سے انکار کی ضرور ت کیوں محسوس ہوئی و حالانکہ یہ بقلم خود علامے کہنے کو تو اپنے کو غیر مقلد اور آزاد کہتے ہیں۔ ان کے ساتھ آزادی کی ہرتان بزرگان ِ اسلام اور اولیاء دین کی توہین پر ٹوٹتی ہے ان کے منہ میں جو آتا ہے ان کا قلم حرف آخر سمجھ کر صفحہ قرطاس پر منتقل کرتا جاتا ہے۔ لیکن جب ان کی عدم تقلید اور آزادی کا تجزیہ کیا جائے تو کبھی یہی غیر مقلد ابن یتمیہ کا تھوکا ہوا چاٹتے نظر آئیں گے۔ کبھی نجدی وحشیوں کی خاکپاء کو آنکھوں کا سُرمہ بناتے پھر رہے ہوں گے کبھی ابو الفضل گلپائے کافی کے قلم سے نکلا ہوا زہرا اپنے ذہن کے خالی خانوں میں بھرنے لگیں گے۔

ــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

( اور کبھی امریکن ایجنٹ خالص کو مظلوم عالم کرکے اس کے معتقدات کی ترویج کو مظلوم کی داد رسی ۔ اور اس کی کتابوں کے نام بطور تبرک اپنی کتاب کو دے کر مقدس بنتےنظر آئیں گے) اگر مزید تفصیل درکار ہو تو نہج الرشاد اور اس جیسی دیگر ان کتب کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے جو رد وہابیت میں لکھی گئی ہیَں۔

ــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

**خاک شفا سجدہ :۔**

نجدی منکرین کے بے معنی اور مغالطہ سوالات میں سے ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ خاک شفا پر سجدہ کرنا شرک ہے یا نہیں؟

اس سوال کا تفصیل جواب تو سابقاً معلوم ہوچکا ہے۔ البتہ اسی کا اجمالی خاکہ ایک مرتبہ پھر پیش کرنے چلا ہوں تا کہ قارئیں کرام کی یاد تازہ ہوجائے معنائے شرک سے تو آپ واقف ہو ہی چکے ہیَں۔ اسی کی روشنی میں فیصلہ کن بات یوں کی جا سکتی ہے کہ

اگر کوئی شخص خاک شفا مزار یا صاحب مزار کو سجدہ خدائی عنوان سے کرتا ہے تو ایسا فعل یقیناً شرک ہے اور ایسا کرنیوالا مشرک ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص خاک شفا پر اللہ کیلئے سجدہ کرے کسی مزار پر اللہ کیلئے سجدہ کرے۔ اطاعت حکم خدا کی نیت سے کرے تو یہ نہ صرف شرک نہیں بلکہ عین توحید ہے۔ اب ہماری طرف سے ان نجدی گلہ بانوں اور ان کے پیروکاروں کو ااجازت ہے کہ وہ اٹھیں اور دنیا میں بسنے والے کروڑوں شیعوں سے پوچھیں

کہ

بتاؤ شیعو! تم خاک شفا پر سجدہ کیوں کرتےہو؟ کیا شہید کربلا کو خدا سمجھتے ہو؟ کیا فرزند رسول کی پر ستش اور عبارت کرتے ہو؟ کیا حسینؑ کو فرزند خدا سمجھتے ہو؟ کیا شہید جو ر کو خدا وند عالم کے مقابل کوئی دوسری طاقت سمجھتے ۱؎ ہو؟

اگر آپ کو شیعہ جواب میں یہی کہیں کہ ہم سجدہ اللہ کیلئے کرتے ہیں۔ اور خاک شفاء کو روئے ارض کی ہر مٹی سے افضل سمجھ کر سجدہ گاہ استعمال کرتے ہیَں۔ اور ہمارا یہ فعل امت مسلمہ کے دیگر افراد سے قطعی مختلف نہیں۔ جس طرح امت مسلمہ کے دیگر گروہ ۔ مٹی یا کس دوسری چیز پر سجدہ کرتے ہیں اس طرح ہم بھی خاک شفا پر اللہ کی اطاعت میں سجدہ

ـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

۱؎ (از مترجم : کیا علم کو معبود سمجھتے ہو؟ کیا ذوالجناح کو قابل عبادت سمجھتے ہو؟ کیا مزارات آئمہ کرام و شہدائے کربلا شبیہوں کو خدا کا مقابل سمجھتے ہو؟)

کرتے ہیَں۔ اور ہم خاک شفا پر سجدہ کا اجر صرف اور صرف اللہ سے مانگتے ہیَں۔ اگر آپ کو مذکورہ جواب ملے اور یقیناً یہی جواب ملے گا تو پھر شرافت نفس کا تقاضا یہ ہیَے کہ آپ شیعیان آل محمدؐ سے الزام شرک واپس لیں۔ شیعوں پر لگائے تمام اتہاماث سے دست بردار ہوجائیں جرم الزام تراشی سے آئیندہ کے لیے توبہ کریں ۔ انتشار و افتراق کی راہ چھوڑ کر وحدت ملی کی طرف لوٹیں خود بھی آرام سے بیٹھیں اور دوسری اُمت مسلمہ کو بھی چین کا سانس لے کر دشمناں اسلام کے خلاف صف آراء ہونے کی تدبیر کرنے دیں۔

**قرآنی شہادت:**

ممکن ہے تعجب سے اندھے یہ لوگ کہدیں کہ کاک شفا پر سجدہ جس نیت اور جس حیثیت میں شرک ہے تو ہمارے پاس اس کے تین جواب ہیں۔

(۱)معنائے شرک (۲)ملّت مسلمہ کا عمل (۳)قرآن کریم

معنائے شرک کے ذیل میں ہم تفصیل سے بتاچکے ہیَں کہ تعمیل حکم خداوندی میں جو سجدہ کیا جائے اور جہاں کیا جائے شرک نہیں۔

ملّت مسلمہ کا عمل: جو شخص بھی دائرہ اسلام میں داخل ہےَ ۔اور نماز کو حکم سمجھ کر بجا لاتا ہے۔ اور دوران نماز وہ سجدہ کرتا ہے۔ آخر اسے سجدہ کسی جگہ پر تو کرنا ہی ہے۔ خواہ پیشانی کپڑے پر رکھے لکڑی پر رکھے ۔ گھاس پر رکھے یا مٹی پر رکھی ۔ نجدی کٹھ ملاؤں کے مطابق جہاں بھی سجدہ ہوگا۔ شرک ہوگا لہٰذا تمام امت مسلمہ مشرک ہوگی۔ اگر فقہ حنفی کا مطالعہ کریں تو اس کے مطابق نجس چیز پر بھی سجدہ ہوسکتا ہے گویا شرک سے وہی محفوظ ہوگا جو نماز نہیں پڑھتا۔

قرآن:۔

حج ۷۷؎: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَ اسْجُدُوْا وَ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَ افْعَلُوا الْخَیْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَۚ (۷۷)

اے ایمان والو !رکوع کرو۔ سجدہ کرو۔ اپنے رب کی عبادت کرو۔اور اچھے اعمال بجا لاؤ۔ تا کہ فلاح پاسکو۔

اس آیت میں ایمان والوں کو اللہ نے سجدہ کا حکم دیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ سجدہ کا معنی پیشانی کو کسی چیز پر رکھنا ہے اور نجدی مکتب فکر کے مطابق کسی چیز پر پیشانی کا رکھنا باعث شرک ہے۔ گو یا اللہ نے تمام مومنین کو حکم دیا ہے کہ سجدہ کرکے دائرہ ایمان سے نکل جاؤ ۔ اور مشرک بن جاؤ۔ تا کہ فلاح پا سکو اب قارئین ہی بتائیں کہ کیا آیت قرآن کو چھوڑ دیں۔ یا سجدہ پر اعتراض کرنیوالا اسکی عقل پر ہنسیں ؟

علاوہ ازیں سابقاً ہم نے ملائکہ کو حکم سجدہ ۔ یعقوب اور اولاد یعقوب کا حضرت یوسف کو سجدہ بلکہ تمام انبیاء اور اولیاء جنہوں نے اجزائے عالم میں سے مٹی ۔ پتھر ۔ لکڑی وغیرہ جیسے کسی بھی جزو پر سجدہ کیا ہے سب کے سب مشرک ٹھرے۔

بالفاظ دیگریوں کہدیا جائے کہ نعمت عالم سے لفظ ایمان نکال دو اور شیعیان علی داد لا د علی کو مشرک ثابت کرنے کے لیے اگر صفحہ عالم پر لفظ شرک لکھنا پڑے لکھدو۔ انبیاء کو مشرک کہنا پڑے کہہ دو اور اللہ کو مشرک گر کہنا پڑے کہدو۔ سُبحان اللہ کیا اسلام ہے اور کیا تبلیغ ہَے۔

عوام فریبی اور جھوٹ:۔

سمجھ میں نہیں آتا کہ خاک شفا پر سجدہ اور شیعوں کے دیگر مذہبی مراسم تو آپکی آنکھ کا شہتیربن گئے لیکن ملت مسلمہ بلکہ قلب اسلام میں گھونپتے جانے والے خنجر نظر کیوں نہیں آتے؟

سینما ہال بنتے ہیَں اسلام کو کوئی خطرہ نہیں ۔ شراب کانے چلتے ہیں اسلام محفوظ ہے جو ا خانے اور تعیش گھر پر مٹ حاصل کرکے چلتے ہیِں جہاں ملت مسلمہ کے نو خیز جوانوں کا نہ صرف ایمان واسلام لٹتا ہے بلکہ عقل و جوانی بھی غارت کیا جاتا ہے۔ اسلام محفوظ ہے۔ نہ تو ر ۸خ تبلیغ کا رخ اس طرف مڑتا ہے نہ غیرت اسلامی پر حرف آتا ہے ۔ اور نہ ہی اسلام کو کوئی خطرہ ہے ۔ کیا آپ کے اسلام میں یہ سب کچھ جائز تو نہیں ؟ کیا یہ شرعی مجرمات شرک و مدعت کے ذیل میں نہیں آتے؟

ـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

92۔ (آج مورخہ۱۰ ستمبر ۱۹۸۲کی صبح کو ۶ بجے جب میں یہ ترجمہ لکھنے بیٹھا اور ریڈیو آن کیا توریڈیو پاکستان سے خبریں نشر ہو رہی تھیں جن میں انا د نسر نے عالم عرب کے عرب سربراہوں کی فیض کانفرنس ختم ہونے کا اعلان کیا اور مشترکہ اعلانیہ جو بتایا اس کا خلاصہ یہ تھا کہ مملکت فلسطین قائم کی جائے۔

یہ وہی عرب سربراہ تھے جن کی غیرت عراق ایران جنگ میں اتنی بھڑکی تھی کہ آنجہانی خالد نے خمینی حکومت کے خلاف ملت مسلمہ سے جہاد کی اپیل کی تھی۔ اور اردن کے فرمانروانے اپنی فوج ایران کے خلاف لڑنے کی خاطر عراق میں بھیجی تھی۔

کیا ان ،غیور ،عربوں سے پوچھا جا سکتا ہے کہ جب لبنان جل رہا ہے۔ لبنان میں مسلمان بچے بھوک اور پیاس سے مررہے تھے ملت مسلمہ کی مائیں بہنیں اور بیٹیاں دہائی دے رہی تھیں جب بے گھر فلسطینوں کو لبنان بدر کیا جارہا تھا کیا پاسبان حرمین کی حمیت اسلامیہ کا پانی مرچکا تھا ایران کے خلاف اپیل جہاد کرنے والے فرمانردا اسرائیل کے خلاف کیوں منقا ر زیر پر رہے ؟ شاہ اردن کی جو فوجیں ایران کے خلاف محذ آرائیں انہیں امت مسلمہ کا کھویا ہوا۔

(حاشیہ اگلے صفحہ پر)

**یہ گنبذ یہ ضریحیں:۔**

شیعیان آل محمدؐ پر منجملہ دیگر اعتراضات کے ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ آئمہ ابلیت کے مزارات پر گنبذ اور ضریحیں بنانا بھی شرک ہے لہٰذا شیعہ مشرک ہیں۔

سابقاً مشرک کی تعریف ہم کر چکے ہیَں اور ہمیں ہر دانشمند کو یقین کامل ہے کہ مشرک کی ہماری تعریف سے بیتر کرلینا آپ کی علمی استعداد کے بس روگ نہیں۔ اس تعریف شرک کے مطابق مزارات آئمہ اہلیت وغیرہ ہم گنبذ و ضریح سازی شرک نہیں کیونکہ

اگر گنبذ۔ دربار اور ضریح سازی کا مقصد نبی امام ۔شہید یا امام زادہ پرستی ہو تو یقیناًشرک ہے۔ اور ایسا کرنے والے دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

لیکن اگر مقصد تعمیر عظمت صاحب مزار اور احترام صاحب قبر میں استمرار و اضافہ ہو۔ زائرین کا سکون اور ذات احدیت کی عبادت مطلوب ہو تو نہ صرف شرک نہیں بلکہ اطاعت احکام خدا ہے۔

اب ہماری طرف سے آپکو نہ صرف اجازت ہے بلکہ درخواست ہے کہ سرور کونین اور مزارت آئمہ و شہداء پر ہر سال آنے والے لاکھوں شیعیان آل محمدؐ سے (ہاں ایک بات نوٹ کرلیں ہم جب بھی لفظ شیعہ بولیں گے اس سے ہماری مراد اثنا عشری شیعہ ہوگی غیر اثنا عشری شیعہ سے ہمارا تعلّق ہے نہ واسطہ) پوچھ لیں۔

آپ لوگ مدینہ منورہ ء کربلا ئے معّلیٰ نجف اشرف ۔کاظمین شریفین ۔ سامرہ مشہد مقدّس وغیرہ ضرائیح پر کس لئے آتے ہیَں۔

کیا صاحبان مزارات کو آپ خدائے مطلق ۔ یا۔ خدائے ارض سمجھتے ہیَں؟کیا آپ ان مقامات پر اس لئے آتے ہیَں کہ صاحبان مزارات کی عبادت و پرستش کریں ؟ اگر ایک شیعہ بھی آپ کو اثبات میں جواب دیدے تو یقین کولیں ہم اپنا اسلام سمیٹ کو کسی گوشہ صحرائیں دفن کردیں گے۔ اور آپ کے بتائے ہوئے دائرہ اسلام میں پناہ لے لیں گے لیکن اگر آپ کو جواب نفی میں ملے اور

ـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

قبلہ اوّل کیوں نظر نہیں آیا۔ اور اردن سے چھلانگ لگا کر عراق میں ٹپک پڑیں ؟کیا ایران اسلامی حکومت نہیں؟ اور کیا اسرائیل حملے بیت المقدس سمیت مقبوضہ عرب علاقوں اسرائیلی قبضہ اور لبنان میں اسرائیل کا وحشیانہ سلوک یہ سب کچھ اسلامی ہے؟ کہین ایسا تو نہیں کہ آپ کا اسلا یہودیت سے ہمنوار ہوسکتا ہَے لیکن شیعوں کے ساتھ مل کر بیٹھ نہیں سکتا؟ کیا یہ شیعہ دشمنی کی انتہا نہیں ؟ از متر جم)۔

یقیناًنفی میں ملے گا ہماری طرح آپ کو بھی منفی جواب کا یقین ہے تو پھر ہمیں کہنے دیجئے کہ دو باتوں میں ایک ضرور ہے۔ بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ دونوں باتیں ہوں۔ یا تو آپ عوام فریبی اور شیعہ دشمنی کی انتہا کو پہنچ چکے ہیَں۔ اور یا آپ کو کوئی نہیں پہچانتا اور سستی شہُرت کے حصّول کا ذریعہ آپ نے اسی راہ کو بنا رکھا ہے۔ وجہ بھی واضع ہے ۔ جب آپ نے اپنے ارد گرد دیکھا تو آپ کو ہر ایک مصروف عمل نظر آیا ہر شخص اپنے خداداد جو ہر کی بنیاد پر معاشرہ میں کوئی نہ کوئی مقام حاصل کر چکا آپ نے بھی اپنے لئے کوئی راہ تلاش کرنے کی کوشش کی۔ ذاتی قابلیت کے فقدان پست ہتمی اور احساس کمتری نے آپ کو کوئی نیا کام کرنے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ حلقہ اثر پیدا کرنے کا ضزبئہ ابھرا۔ علامہ کہلوانے کا شوق چرایا علمی سرمائے کی تہی دستی کی بدولت آپ نے صدیوں پرانے شیعہ اعتقادات کو وہابیت کی عینک سے دیکھا اور کون نہیں جانتا کہ اتنا عشری اعتصادات و مراسم اور وہابیت کے نظریات میں بعد المشرقین تھا۔ لہٰذا آپ نے اپنی رہائش کے لئے بھان متی کا کنمبہ یوں جوڑا کہ کچھ روڑے تو آپ نے قرقآن کریم کی ان آیات سے اکٹھے کئے جن میں قبل ازاسلام مشرکانہ عقائد کو مسترد کیا گیا تھا کچھ اینٹیں وہابی و نجدی اسلام کے ٹھیکہ داروں سے مستعارلیں ۔ کچھ پتھر بہانی وہابی انداز فکر سے چرائے اور کچھ دوسری ضروریات کو پورا کرنے لئے انبیاء دائمہ کے حق میں گستاخ وجسار ہفتہ وار پندرہ دن اور ماہانہ جرائد سے حاصل کئے۔

یوں آپ نے اپنے کو بطور علامہ روشناسا کرانے کی ایک راہ نکالی ہلاں نصرالدین قفقاری جیسے افرادد کی یادہ گوئی میں کم ازکم قاری کے لئے قریب عبارت کی دلچسپی تو ہے لیکن آپ کی تحریر تو اس لذت و چاشنی سے بھی خالی ہیں آپ کی تحریر وں میں کچھ ایسے ہوس پرستوں کے مقالات کی بوباس بھی موجود ہے۔ جو ہردین ودیانت کے مقابل صف آرا ہیں ۔اور کہتے ہیں کے خدا اور قیامت کا نظریہ یہ تو بے شک درست ہے لیکن علاوہ ازیں سب غلط ہے نہ تو کوئی شریعت ہے اور نہ ہی حدود احکام ہیں۔ کہنے کو تو یہ لوگ اپنا مسلک زرتشتی بتلاتے ہیں۔ لیکن جب ان کی افسکار جدیدہ کوزرتشتی نظریات کی روشنی میں دیکھا جائے تو تلاش کرنے والے کو یہی نتیجہ حاصل ہوتا ہے کہ۔

جو کچھ زرتشت نے کہا ہے وہ نہیں جو یہ کہتے ہیں اور جو یہ کہتے ہیں وہ زرتشت کی تعلیمات میں نہیں ملتا جب یہ خود نہیں سمجھ پاتے کہ ہم کیا کہہ رہے ہیں۔ اور کس مکتب فکر کی ترویج کررہے ہین پھر دوسروں کے پلے کیا خاک پڑیگا۔

**قرآنی شہادت :-**

اگرچہ گنبد دربار اور ضریح بنان امور مباحہ میں سے اور مورمباحہ کیلئے کہ گواہ استدال کی ضرورت نہیں ہوتی ۔ کیونکہ ایسے امور کے جواز کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ ان چیزوں سے نہ تو اللہ نے منع فرمایا ہے اور نہ سرسور کونین نے منع کیا ہے جس طرح سرچھپانے کی جگہ کا مسئلہ ہے ذات احدیت یا سرور کونین نے اس سلسلہ میں کسی قسم کی کوئی قید نہیں لگائی جیسا بناؤ جس سے بناؤ اور جب بناؤ بالکل اس طرح گنبد دربار اور ضرائح کے متعلق بھی یہی صورت ہے۔ لیکن پھر بھی چونکہ مسائل کی طرح قارئین بھی صرف اس بات سے مطمئن نہیں ہوں گے اور قرآنی استدلال کا مطالبہ کریں گے اس لئے تمام حجت کے طور پر آیت پیش کئے دئتے ہیں۔

حج ۲۳: ذٰلِكَۗ-وَ مَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآىٕرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ(۳۲)

شعار اللہ کی تعظیم ہی پرہیز گاری کا نتیجہ ہے شعار اللہ کی تعظیم کو ذات احدیت نے نوازیت قلبی سے تعبیر فرمایا ہے۔ اب ان لوگوں کو کون سمجھائے کہ شعائر اللہ کی تعظیم میںشعار اللہ کے مقامات پر دلکش جاذب نظر قابل رعربت اور پرکشش ہونا بھی ضروری ہے تاکہ ان مقامات پر عبادت خدا کے لئے آنے والے بھی اپنے دل میں عظمت محسوس کرسکیں ہماری طرح آپ بھی اس حقیقت سے اچھی طرح واقف ہیں کہ ان مقامات مقدسہ میں آنے والوں کی تعدادلاکھوں تک پہنچتی ہے اور اگر ان زائرین کی خاطر عبادت رب العزت کیلئے ایک جاذب نظر مسجد تعمیر کردی جائے تو کیا یہ شرک ہوگا؟

نور۳۲؎: فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَ یُذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗۙ-یُسَبِّحُ لَهٗ فِیْهَا بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِۙ(۳۶)

(آیت نور کے بعد ارشادباری ) وہ قندیل نور ایسے گھر میں ہے کہ ذات احدیت اسے بلند ترکرنے کی اجازت دے رکھی ہے تاکہ اس گھر میں اللہ کا نام لیا جائے اور صبح وشام تسبیح خالق اد اکی جائے ۔

اب دیکھئے کہ کیا آئمہ اہلیت کے مزارات مقدسہ وہی گھر نہیں ہیں جہاں صبح و شام تسبیح خدا ہوتی رہتی ہے۔ آنیوال ذکر خدا میں مصروف رہتے ہیں ؟ کیا انہی گھروں کی رفعت و سربلندی کی اجازت نہیں دے رکھی ہر دانشمند اس حقیقت سے آشنا ہے کہ ظاہر ی عظمت و شکوہ کا اثر دیکھنے والوں کے دلوں پر کتنا اور کیسے ہوتا ہے ؟ پررونق ملک اور باعظمت مکان ہر دیکھنے والے کی نگاہ کو نیچا کردیتا ہے یہ حقیقت ہے کہ قرآن اور صاحبان قرآن اسالامی بزرگوں کی عظمت ان کی صداقت گفتارا بلندی کردار رفعت افکار تربیت عقول تعلیم اور اطاعت خدا و رسول میں ہے ۔ لیکن چونکہ ہماری ظاہربین نگاہیں ان کی باطنی عظمت کو ظاہری ہار ہواور مادی رنگ وبو میں تلاش کرتی ہیں ہماری فکر خام عظمت مکین کو عظمت مکان میں ڈھونلاتی ہے۔ اس لئے السلام نے تمام ان مقامات کو جن میں عبادت معبود کی جاتی ہے ذات احدیت نے شعائر اللہ کی فہرست میں شمار کرکے آئین اسلام کا جزوہ لازم قرار دیا ہے۔

تاکہ تمام وہ افراد اور تمام وہ ممالک جو آدب انسانیت اور انسانی اقدار سے تہی دست ہونے کی بدولت عظمت انسان کی علامت سرتا یا ظاہری اور مادی وسائل کو گردیتے ہیں۔ اسلامی مقامات عبادات کو بھی اسی نگاہ سے دیکھیں گے۔ اسالام نے انہیں بھی مایوس نہیں کیا اور اپنی ظاہری شان و شوکت کا مطاہرہ انہپی مقامات عبادات کی صورت میں پیش کرکے ان کی آنکھیں خیرہ کردی ہیں اور اسالام نے ہر ایسے شخص کو جو صداقت اسالام کی علامت اسلامی تمدن کو سمجھ کر اسلام کا مطالعہ کرنا چاہئے تو مقامات عبادات اور یادگار ہائے بزرگان دین کی پرشکوہ عمارات کے سامنے اس کا سرغرور خم ہوجائے ۔ اور اپنی فکر فارس کے مطابق صداقت اسلام کا اعتراف کرلے۔

حرم اور ضریحوں کی ایجاد:-

تعصب سے اندھے ان بے مغرور اور تاریخ نا آشنا سرپھروں نے جب کربلا سامرا کاظمین اور ایران میں آئمہ اثنا عشر مزارات کی عظمت و شکوہ کو دیکھا تو ان کے سر چکرا گئے ۔اور فوراً چیخ اٹھے کہ یہ کام صرف شیعوں کا ہے اور یہ شرک ہے۔

حالانکہ نہ ان کا یہ دعویٰ درست ہے اور نہ ہی یہ خیال حقیقت پر مبنی ہے آئیے اور اپنے خیالات فاسدہ کا تانا بانا ٹوٹتا دیکھنے بقول آپ ک گنبد اور ضریح سازی شرک ہے اور یہاں زیارت کو آنے والے مشرک ہیں تو پھر بتائیے کیا صرف شیعہ مشرک ہوں گے؟ سرزمین عراق میں نجف کربلا ہے کاظمین اور سامرہ کے علاوہ ایک جگہ اور بھی ہے بغدار ذرا دیکھئے وہاں گنبد بھی بنا ہواہے دربار بھی سجا ہواہے اور زائر بھی آرہے ہیں جو کم ازکم شیعہ نہیں ہیں۔ یہ امام حنیفہ اور شیخ عبدالقادر گیلانی کے مزار ہیں ۔اب ذرا آگے چل کر میدینہ منورہ شریف لے جائے آپ کو معلوم ہے کہ مدینہ وہابی نقطہ نظر کے عین وسط میں واقع ہے ذرا آنکھ اُٹھا کر دیکھئے گنبد خضراء نظر آئے گا۔ اس گنبد حضراء کے نیچے آستہ دردبارا ہے ۔اور یہاں رحمت کائنات استراحت فرمائے، اب سوچئے کتنے لاکھ حجاج بیت اللہ ہر سال مکہ میں آتے ہیں اور مکہ آنے والے وہ کون حاجی ہے جو مدینہ گنبد خضراء کی زیارت کو نہیں آتا؟

ان مقامات کو چشم تصور میں جگہ دے کر اب فرمائیے کہ۔

کیا صرف شیعہ گبند دربارا بناتے ہیں یا اہل سنت بھی ان کے برابر کے شریک ہیں؟

کیا صرف شیعہ مشرک ہیں یا ن کے ساتھ ابوحنیفہ شیخ عبدالقادر اور سرور کونین کے مزارات پر گنبد اور دربارا بنانے والے اور یہاں زیارت کو آنے والے بھی اس جرم میں شیعوں کے شریک ہیں۔؟

کیا مدینہ منورہ سر زمین میں نہیں ؟کیا گنبذ خضراء مدینہ میں نہیں؟

اگر شیعہ اس جرم میں مشرک ہیَں۔ تو پھر شیخ عبد القادر امام حنیفہ ۔ اور سرور کونین کے مزارات پر تشریف لانے والے لاکھوں افراد بھی اس شرک سے نہیں بچ سکیں گے۔ اور توحید نجدی گلہ بانوں کی جیب میں نہیں رہے گی۔ کیونکہ گنبذ خضراء انہی کے سینہ میں واقع ہے۔ آیئے ان باتوں سے ہٹ کر ذرا ایک اور نقطہ پر غور کریں ۔ ممکن ہے کچھ ہاتھ آجائے ذرا تو جہ فرمائیے کہ

بیت اللہ کیا ہے؟ یہی پتھروں سے چنی ہوئی چار دیواری

حجر اسود کیا ہیں؟ ایک سادہ سا سیاہ پتھر

صفا مروہ کیا ہیں؟ دو چھوٹے چھوٹے پہاڑی ٹیلے

ہر سال لاکھوں مسلمان پتھروں سے نبی چار دیواری کے ارد گرد گھومتے ہیں۔ حجر اسود کو بوسہ دیتے ہیَں۔ اور صفا ومروہ کے درمیان برہنہ پا۔ برہنہ سر دوڑتے پھرتے ہیں۔ کیا طواف کعبہ ۔ بوسہء حجر اسود اور صفا کے درمیان دوڑنے والے کعبہ پرست بن جاتے ہیَں یا سنگ پرست ہوجاتے ہیں یا کوہ پرست بن جاتے ہیَں۔

کیا یہ کعبہ اسود ۔ صفا و مروہ کی عبادت کہلائے گی؟

کیا ان لاکھوں مسلمانوں کو کعبہ کی کسی دیوار ۔ حجر اسود کے کسی گوشیہ یا صفا و مروہ کی کسی چٹان میں خدا بیٹھا نظر آتا ہے؟

اب بتایئے کیا یہ شرک ہے یا اطاعت احکام خدا؟

اگر یہ سب کچھ شرک ہے تو پھر مناسب ہوگا کہ درباروں اور گنبذوں کی مخالفت سے قبل کعبہ کو گرادیا جائے حجر اسود کو اکھیڑ کر پھینک دیا جائے ۔ اور صفا و مروہ کے پلاٹ بنا کر رہاشی بستی کے لیے نیلام کردیا جائے کہ جو بھی رب العزت کے حضور پیش ہونا چاہے اسے کسی پہاڑ ۔ پتھر یا دیوار کو وسیلہ نہ بنانا پڑے ہر شخص براہ راست خدا تک پہنچ جائے۔

ایک دن سنگلچی کی کتاب ۔ توحید و عبادت پڑھ رہا تھا۔ ایک جگہ لکھا تھا، چونکہ عقیق کی انگوٹھی ہاتھ میں رکھنا شرک

۱؎ ہے لہذا میں نے اتارا پھر عازم حج ہوا۔،مجھے اس بے شعوری اور کم فکری پربے پناہ ہنسی آئی اور میں سوچنے لگا کہ

یہ توحید نواز جب مکہ ّ گیا ہوگا۔ تو اس نے کیا کیا ہوگا۔ کیا دیوار کعبہ کے پتھروں۔ حجر اسود ۔ صفا مروہ کو خدا سمجھا ہوگا۔ یا اسے پتھر میں کہیں خدا بیٹھا نظر آیا ہوگا۔

**بلندیء قبر:۔**

یہ کورباطن اور گانٹھ کے پورے ایک اعتراض یہ بھی کرتے ہیں کہ احادیث میں قبر کو چار انگل سے زیادہ بلند کرنے کو منع کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں احادیث میں قبر پر پانی چھڑکنے کا حکم بھی دیا گیا ہے۔ جس کا واضع مطلب یہ ہے کہ نشان قبر بالکل مٹادیا جائے۔ کیونکہ پانی چھڑکنے اے جو چار انگل زمین سے بلند ہُوئے تھے زمین کے برابر ہوجائیں گے۔

جواب۱؎ اگر شرک و بدعت کے ان ٹھیکہ داروں کی تڑپ اور اضطراب کا بہنظر غائیز جائزہ لیا جائے ۔ تو اس کا ماحصل یہ ہے کہ یہ عدیم العقل حکم امام کی مخالفت برداشت نہیں کر سکتے ۔ ان کے ذہن میں اٹھنے والے مروڑ کی وجہ واضع ہے۔ کہ کیونکہ آئمہ کرام علیھم السلام نے حکم دیا ہے کہ قبر چار انگل سے زیادہ بلند نہ ہو۔ اس لئے یہ اس حکم کی مخالفت برداشت نہیں کر سکتے ۔ اور اس حکم کی مخالفت کرنے والوں کو مشرک سے کم نہیں سمجھتے جزا ہم اللہ خیر الجزاء۔

کاش ان لوگوں کو قبرستان سے باہر آباد دنیا کے بازاروں ۔ سڑکوں ۔ جواء خانوں ۔ شراب خانوں ہارس ریسز ۔ ثقافتی جلسوں ۔ سودی بینکوں ۔ دودھ میں ملائے جانے والے پانی ۔ اور ان جیسے دیگر مقامات میں بھی احکام خدا اور احادیث آئمہ بھی نظر آجائیں ۔ اور جس طرھ چار انگشت سے بلند قبریں دیکھ کر ان کی اسلامی غیرت میں اُبال آنے لگتا ہے۔ اس طرح مذکورہ مقامات پر بھی انکی حمیت ،

ــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

۱؎ (از مترجم ۔ گویا شخص بقول خود پہلے تو مشرک رہا۔ علامت شرک دور کرنے کی ضرورت صرف حج پر جانے کے لئے محسوس ہوتی۔ بنا بریں اس شخص کا اپنی بیوی کے متعلّق کیا خیال ہوگا۔ اور جتناء اس نے علامت شرک انگشتر عقیق پہنے رکھی اس عرصہ میں اس کی جواولاد پیدا ہوئی ہوگی وہ کس حاکم میں ہوگی۔ )

میت اسلامیہ میں گرمی پیدا ہوتی۔ لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ دیگر جرائم کے خلاف لب کشائی پر تو ان کی نانی مرتی ہے۔ جام شراب چلتے ہیں چلا کریں۔ ثقافتی طائفے نیم عریاں رقص پیش کرتے ہیں ان کی اسلامی غیرت میں فرق نہیں آتا۔ اشیائے خوردنی میں ملاوٹ کی جاتی ہے لیکن یہ متدین افراد منقاد زیر رہتے ہیَں۔ نسل نوکر کو شراب خور کار سیا بنایا جارہا ہے۔ ان کا اسلام محفوظ ہے راگ رانگ کی محفلیں سجتی ہیِں۔ مسلم بہو بیٹیوں کو طبلے کی تھاپ پر ناچ اور گانے کے راس دیئے جاتے ہیں۔ یہ لوگ خاموش ہیَں۔ آخر اِس خاموشی اور اُس زبان درازی کا راز کیا ہے؟

اس متضاد کردار سے ہر دانشمند یہ سمجھنے پر مجبور ہے کہ یہ زبان درازی مخالفت احکام ائمہ کیلئے نہیں بلکہ ائمہ کرام اور انبیاء علیھم السلام کی پر عظمت اور باشکوہ مزارات ان کی آنکھوں میں خار بن کر کھٹکتی ہیِں۔ اور جب یہ لوگ بلاواسطہ ایسی بات نہیں کر سکتے تو بالواسطہ آئمہ و انبیاء کے مقام ارفع کو پست کرنے کی خاطر ہاتھ پاؤں مارتے پھرتے

ہیں ۔ جبکہ ہمیں قسم مقّدسہ اور تہران میں تمام مصروفیات کا نجوبی عِلم ہے۔

۲۔ آپ کا مطالبہ ہے کہ آئمہ معصومین کی احادیث پر عمل کیا جائے ۔ اور آپ کی خواہش ہے کہ صرف ایک قسم کی احادیث کو نہ لیا جائے ہم آپ کی خواہش کا احترام کرتے ہیں۔ لیکن ایک گذارش ہم بھی کردیں کہ جن لوگوں نے مزارات مقدسہ اور گُنبذ بنائے ہیں آخر انہوں نے بھی تو احادیث کو دیکھا ہوگا۔ احادیث مثبتہ کی طرح احادیث مانعہ بھی ان کی نگاہ میں ہوں گی۔ بنابریں یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان لوگوں نے احادیث مانعہ کا مفہوم یہ نہیں سمجھا ہوگا جو آپ نے سمجھ رکھا ہے۔

۳۔ ایک سیکنڈ کے لیے ہم مان لیتے میں کہ گنبذ و مزار سازی میں ہم احکام آئمہ کی مخالفت کر بیٹھے تو کیا اس مکالفت سے ہم دائرہ اسلام سے خارج ہوگئے؟

۴۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ چار انگشت سے زیادہ بلندی قبر مکروہ ہے۔ بھلا یہ بتایئے کہ گنبذ۔ مزار کے گرد اگر د مسجد ۔ رواق۔ صحن۔ اور ضریع کو قبر سے کیا تعلّق ہے؟ یہ چیزیں تو قبر کا جز شمار نہیں ہوتیں ۔ اگر آپ سے کوئی کہے کہ قبر پر ہاتھ رکھ کر فلاں دعا پڑھیں تو کیا آپ گنبذ ۔ مسجد۔ رواق۔ یا صحن پر ہاتھ رکھیں گے؟ذرا تعصّب سے علیحٰدہ ہوکر ملاحظہ فرمایئے۔ گنبذ۔ ضریع۔ اور گرد اگرد

ــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

۱؎ (سرگودھاخوشاب اور ملتان از مترجمہ ) (اور انشاءاللہ ہم آپ کے ان مذموم مقاصد کو کبھی کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ اور بنیان مرصوص کی طرح آپ کی ہر پالیسی کو بے نقات کرکے قرآنی اور عوامی عدالت میں پیش کرتے رہیِں گے۔ از مترجم)

مسجد وغیرہ کا مزار سے تعلّق نہیں۔ یہ سب چیزیں مزار پر بنی ہوتی ہیں مزار نہیں ہوتین۔ اس کے باوجود بھی اگر آپ اسی بات پر اصرار کریں ۔ اور۔ گنبذ و ضریع کو ناجائز ثابت کرنے کی خاطر یہ کہیں کہ میرے خیال کے مطابق احادیث میں جو چار انگشت سے زیادہ منع کیا گیا ہے۔ اس کا مفاد یہی ہے کہ مزارات کے ارد گرد بھی کچھ نہ بنایا جائے تو پھر ہم گذارش کریں گے کہ اگر آپ کو یہ حق پہنچتا ہے کہ آیات و احادیث کے معانی اپنی مرضی و خواہش کے مطابق خود طے کریں تو یہی حق ہمیں بھی پہنچتا ہے ۔ اور ہم گنبذ ۔ ضریع اور رواق وغیرہ کو نہ مزار سمجھتے ہیں۔ نہ جزد مزار اور نہ ہم آپ کے مقلد ہیِں سب سے بڑھ کر آپ یہ دعویٰ تو کر سکتے ہیں۔ کہ میرا معین کردہ معنی یہ ہے ۔ لیکن آپ اس دعویٰ کو نہ تو حتما درست کہہ سکتے ہیَں۔ اور نہ ہی درست

ثابت کر سکتے ہیں۔ اس طرح آپ یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ معنی صرف وہی ہے جو آپ نے کیا ہے۔ کوئی دوسرا معنی ہو ہی نہیں سکتا۔

۵۔ قرآن و حدیث کے معنی معین میں جو سب سے بڑی غلطی اور اشتباہ ہوا ہے وہ یہی ہے کہ آپ نے اپنے کو علماء کی فہرست میں شمار کرلیا ہے۔ حالانکہ دیگر ٹیکینیکل اُمور کی طرح عربی زبان کے معانی و مفاہیم معین کرنے کے لئے بھی اتنے ہی تجربہ کی ضرورت ہے جتنا ایک مکینک کو تکنت کی امور میں مہارت حاصل کرنے کے طویل تجربہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ چند دن میں مدرسہ میں رہ جانے سے انسان قرآن و حدیث کے معانی سیکھ تو سکتا ہے لیکن تعیین معانی کی صلاحّیت پیدا نہیں کر سکتا۔ اجتہاد علم کا معمول حِصّہ نہیں بلکہ اس لئے دسیوں برس درکار ہوتے ہیں ۱؎ ۔

۶۔ وسائل کی کتاب مزار ۔ جو اہر کی کتاب طہارت ۔ اور منہج الرشاد کے حوالہ سے صرف ایک حدیث پیش کرتا ہوں جس میں ۲ دو امور واضع ہوں گے۔

۱۔ آئمہ معصومین نے مدفن ہائے معصومین کی تعمیر کے لئے کتنی تاکید فرمائی۔

۲۔ خود غرض افراد نے احادیث میں قطع و برید کس طرح کی۔ اپنے مطلب کے جملے کس طرح لئے اور خلاف مطلب فقرات کو کس طرح چھوڑا۔

شیخ طوسی علیہ الرحمۃ نے اپنے سلسلہ سندسے اہل حجاز کے واعظ ابو عامر سے نقل کیا ہے۔ ابو عام کہتے ہیَں۔ کہ حضرت جعفر سادق علیہ السلام کی خدمت میں ھاجر ہوا اور عرض کی۔

بابن رسول اللہ اگر کوئی شخص علی علیہ السّلام کی زیارت کو جائے اور ان کے مزار معنیٰ

ـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

۱؎ (بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا از مترجم)

کی تعمیر کرے تو اسے کیا اجر ملیگا؟آپ نے فرمایا ۔ اے ابو عامر !میرے والد نے اپنے دادا امام حسین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک دن سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ اسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا۔

یا علی ؑ ! مجھے اپنے باپ کی قسم تو عراق میں جائے گا اور وہیں دفن ہوگا۔

حضرت علیؑ:۔ ہماری زیارت کو آنیوالے اور ہموری مزارات کی تعمیر کرنے والوں کو کیا اجر ملے گا؟

سرور کونین ؐ:۔یا علی ؐ ! قدرت نے تیرے اور تیرے اولاد کے مقامات دفن کو جنّت کے ٹکڑوں میں ٹکڑا مقرر کیا ہے ۔ اور ذات احدیت نے عہد کر رکھا ہے جو لاگ تیری اور تیری اولاد کی زیارت کو آئیں گے۔ آپ لوگاں کے مزارات تعمیر کریں گے اور اس سلسلہ میں مصائب و آلام برداشت کریں گے۔ یہ افراد میری شفاعت مخصوصہ کے مستحق ہوں گے۔ حوض کوثر پر ان لوگوں کو مین اپنے ہاتھ سے جام کوثر دوں گا۔ اور جنّت میں میری زیارت کا خصوصی شرف الٰہی افراد کے لئے مخصوص ہوگا۔

یا علیؑ:۔ آپ کے مزارات تعمیر کرنیوالوں کا مقام وہی ہے جو مسلمان ابن داؤد کے ساتھ بیت المقدس تعمیر کرنے والوں کا ہے۔

یا علی ؑ! تمہاری زیارت کرنیوالوں کو حج واجب کے سوا ستّر حجوں کا ثواب ملے گا۔ تمہارے زائرکے تمام گناہ دربار باری سے معاف ہوجائیں گے اور زیارت کے بعد زائریوں ہوجائے گا۔ جیسے وہ شکم مادر سے بیداغ آیا تھا۔ یا علیؑ! تجھے بشارت ہو۔ اپنے چاہنے والوں کو ایسی نعمات جنّت کی خوشخبری دے جنہیں آنکھوں نے دیکھا نہ ہوگا۔ کانوں نے سنا نہ ہوگا۔ اور وہم و گمان نے تصّور نہ کیا ہوگا۔

ہاں یا علیؑ! چند کمینے افراد تمہارے مزارات کی زیارت سے سادہ لوح عوام کو اس طرح راکیں گے جس طرح کسی فاحشہ کو بدکاری سے روکاجاتا ہے۔ یہ لوگ میری امت کے شر پسند افراد ہوں گے۔ اللہ انہیں نہ تو میری شفاعت نصیب کرگا۔ اور نہ ہی یہ لوگ حوض کوثر سے قطرہ آب حاصل کر سکیں گے۔ اس طویل حدیث کو نقل کرنے کا مقصد صرف دو نکات ہیَں۔

۱۔ اس روایت اور اس جیسی دیگر بے شمار روایات کو ان روایات سے مربوط کیا جائے جن میں چار انگشت کے برابر بلند کرنے کی وصیّت کی گئی ہَے۔ بطور نتیجہ یوں کہہ لیں۔

ایک قسم ایسی روایات کی ہے جن میں چار انگشت سے بلند قبر سے روکا گیا ہے۔ اور ایک قسم

ایسی روایات کی ہے جن میں تعمیر مزارات کے لئے اجر عظیم کی بشارت دے گئی ہے۔ اب دونوں قسم کی روایات مین تطبیق یوں ہوگی کہ

مزاو سازی سے ممانعت نہیں مزار بناؤ لیکن نفس مزار کو چار انگشت سے زیادہ بلند مت کرو البتہ اس کے گرد اگرد ایسی تعمیرات جو عظمت کی نشاندہی کریں ۔ نہ صرف جائز ہیَں بلکہ مرغوب نبی ؐ اکرمؐ ہیں ۔

۲۔ مذکورہ حدیث اور اسی جیسی دیگر احادیث میں زیارت آئمہ اور تعمیرات مزارات سے روکنے والوں کو،کور ، کوڑا، سے تعبیر کیا گیا ہے۔ الفاظ حدیث ملاحظہ خط ہوں۔

و لکن حثالۃ من الناس لیکن لوگوں میں سے کوڑا کرکٹ تمہارے مزارات کی

یعیرون زوار قبور کم۔ زیارت کو آنے والوں کو طعنہ زنی کریں گے۔

حُثالہ جو اور گندم کے اس چھلکے کو کہتے ہیَں جسے اتار پھینکنے ہیَں جسے اتار پھینکنے کے بعد جو اور گندم کھانے کے قابل ہوتے ہیں۔ جس بیہودہ سرانے مزارات مقدمہ کے تعمیر کنندگان کو کوڑا کرکٹ سے تعبیر کرتے ہوئے ان الفاظ میں مرزہ سرائی کی ہے کہ، سب سے پہلے اس ہزار سالہ کوڑا کرکٹ کو دور کرنا ہوگا؟، ایسے افراد زبان وحی کے مطابق خود کوڑا کرکٹ ہیَں۔ اور اُمت مسلمہ کو چاہیئے کہ ماسلام کے مقدّس وجود کو کوڑا کرکٹ کی گندگی سے صاف کرکے۔

اب آیئے ذرا حضرت علی کی اس روایت کا معنی بھی آپ کو سمجھا دیں۔ جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ جس قبر کو بھی چار انگشت سے زیادہ بلند دیکھو اس کو برابر کردو۔

اور جو تصویر دیکھو اسے مٹاڈالو۔

آپ نے کوشش تو کی ہے کہ یہ حدیث آپ کے تصوّرات کا ساتھ دے لیکن شوئی قسمت حدیث آپ کا ساتھ نہ دے سکی ۔ ایک مرتبہ پھر الفاظ حدیث دیکھ لیجیئے۔

ولا قبراً مشر فاالا سومتیہ۔ کوئی بلند قبر نہ دیکھو مگر اسے برابر کردو۔

اب ذرا اس حدیث کا مقام بیان بھی ملاحظہ فرمائیے۔ شاید آپ کے علم مین نہ ہو کہ اس دوب مچھّلی نما قبر بنائی جاتی تھیں ۔ اسی لئے آپ نے فرمایا ہےسویتہ ۔ یعنی چاروں گوشوں کو برابر کردوں ہم بھی یہی کہتے ہیَں کہ قبر کو مچھلّی نما نہیں ہونا چاہیئے ۔ یہاں تسویہ۔ تسنیم کے مقابلہ میں ہے۔ تسویہ محو کے معنی میں نہیں۔ اگر نشان قبر مٹانا مقصود ہ ہوتا تو سویتہ کی جگہ محفوظ فرماتے ہمیں آپ سے کوئی شکوہ نہیں ۔ کیونکہ آپ بذات خود عربی لغت سے ناواقف ہیَں۔ اور جو کچھ آپ نے لکھا ہے وہ مگالطہ انداز کتب سے سرقہ کیا ہَے۔

علاوہ ازیں اگر ہم حضرت علی کے کلام کو اسی معنی پر معمول کرلیں جو اپ نے کہا ہے جب بھی مزارات آئمہ و انبیاء کی تعمیر اور ان کی زیارت سے تو یہ حدیث قطعی مانع نہیں۔ کیونکہ وہ وقت ہی ایسا تھا کہ ابھی تک شرک کے اثار باقی تھے۔ جیسا کہ مؤرخین نے لکھا ہے کہ اس دور میں بھی بعض لوگ مزارات پر تصویر رکھ کر ان کی پوجا کر لیا کرتے تھے ۔ اگر آپ نے قبور پرستی کے خلاف یہ فرمایا بھی ہو تو ہمیں کیا اختلاف ہوسکتا ہے ہم آج بھی یہی کہتے ہیَں کہ اگر کوئی شخص کسی امام یا نبیؐ کا مزار اس نیّت سے بناتا ہے کہ اس کی عبادت کروں گا۔ یا وہاں اس لئے جاتا ہے کہ پُوجا کروں گا۔ تو وہ یقیناً مشرک ہے۔

ذرا تاریخ سے پوچھئے ۔ تاریخ آپ کو بتائے گی کہ جس دور میں حضرت علیؑ نے یہ ارشاد فرمایا ہے اس وقت بھی نہ صرف حجاز میں ایسی قبور موجود تھیں بلکہ حضرت علی کی اپنی قلمر و عراق میں بھی ایسے مزارات موجود تھے۔ جن کی پرستش کی جاتی تھی اور جنہیں حضرت علی نے مسمار کرادیا ۔

۷۔ آپ کے لئے ہر آیت ہر حدیث اور ہر دلیل سے بڑھ کر حضرتؐ ابو بکرؐ و عمر و عائشہ حضرتؐ عمر عائشہ ۔ اور حضرت عائشہ کا عمل موجود ہے۔ اگر آپ مزارات آئمہ پر گنبذ سازی کو منع فرمائیں گے اوریسے کرنے والوں کو مشرک کہیں گے تو مذکورہ حضرات کو آپ کس خطاب سے نوازیں گے۔ دیکھئے تاریخ ۔ سرور کونین کی رحلت ہوتی ہے۔ تین دن تک سقیفہء نبیؐ ساعدہ میں خلافت کی چکی چلتی ہے۔ چوتھے دن حضرت ابو بکر دستار داما سر پر رکھ کر تشریف لائے ہیں۔ اور سرور کونین کوام المومنین عائشہ کے حجرہ میں دفن کرتے ہیں۔ ہے کوئی ایسی روایت آپ کے پاس جس میں یہ لکھا ہو کہ ام المومنین عائشہ کے حجرہ کی چھّت گرادی گئی تھی؟

دیکھئے حضرت ابوُ بکر ۔ حضرت عمر اور حضرت عائشہ تینوں کا مشترکہ عمل ہے سرور کونین ؐ زیر سقف رکھ دیئے گئے کسی نے اعتراض نہیں کیا۔

پھر حضرت ابوبکر فوت ہوجاتے ہیَں۔ حضرت عمر اور حضرت عائشہ نے اسی حجرہ میں سرور کونین کے پائنتی حضرت ابو بکر کو دفن کردیا۔ کسی نے نہیں کہا چھْت اور گنبذ مین فرق نہیں لہذا زیر گنبذ دفن نہ کرو۔ لیجئے حضرت عمر فوت ہوتے ہیَں۔ اور ام المومنین اسی حجرہ میں حضرت ابو بکر کے پائنتی دفن کراتی ہیں۔ اب آیا خیال شریف میں اگر مزارات آئمہ کے گنبذ شرک ہیَں تو پھر ان دو اصحاب اور ایک ماں کا فعل کس نام سے یاد کیا جائے گا؟ اگر مزارات آئمہ کے گنبذ گرانا ضروری ہیَں۔ اور گنبذ خضراء کسی خوشی میں کھڑا رہے گا۔ نجف کربلا تشریف لانے سے پہلے مدینہ جاکر گنبذ خضراء کو مسمار کرنا ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں اس موضوع پر مزید کفتگو موجب تطویل ہوگی۔ اب فیصلہ

قارئین کے ہاتھ ہے۔

ـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

**زیارت جامعہ۔**

یہ کور باطن متدین افراد پر یہ اعتراض بھی کرتے ہیَں کہ زیارت جامعہ میں تم ذیل کے جُملے ادا کرتے ہو جو ہقیناً شرک ہے اور اگر ان فقرات کی ادائے گی شرک نہیں تو پھر دُنیا میں شرک کا وجود ہی نہیں زیارت جامعہ کے جملے یہ ہیَں۔

من اراد اللہ برء بکم جو دربار خالق میں حاضری دینا چاہیے اس کی ابتداء آپ سے ہوگی۔

و من قصدہ تو جہ الیکم جسے بارگاہ ایزدی جانا مقصود ہو تمہارے ہی جناب میں رجوع کریگا۔

بکم فتح اللہ و بکم یختمو اللہ نے کائنات کا نقطہ ء آغاز بمہیں بنایا ہے۔ اور اختتام کائنات بھی تم

بکم ینزل الغیث۔ ہی سے ہوگا۔ تمہاری ہی بدولت اللہ باران رحمت بیجھنا ہے۔

**جواب:۔**

میتی سمجھ میں تو نہیں آیا کہ ان انتھائی سیدھے اور سادے جملوں میں شرک کا دیو کہا ں چھپا بیٹھا ہے اور وہ انہیں کیسے نظر آگیا ہے؟

زیارت جامعہ ہم پڑھتے ہیَں۔ مناسب تو یہ تھا کہ یہ لوگ فتویٰ سے قبل ہم سے پوچھ لیتے کہ ان جُملوں کے معنی کیا ہیں؟ جب ہم اپنا مفہوم ادا کر چکتے تو پھر یہ ، مقدس ، ہماری نشاندہی فرماتے کہ دیکھو یہ مقام شرک ہے۔ اس سے بچّو: لیکن کہاں کا پوچھنا اور کیسا بتانا ۔ یہاں تو فتادیٰ سے جیب گرم ہے۔ جس طرف جی چاہا پھینک دیئے۔

حالانکہ سابقاً ہم تفصیل سے عرض کر چکے ہیَں کہ موار شرک حسب ذیل ہیَں۔

۱۔ انسان دو خدائوں کا قائل ہو کر مشرک بن جاتا ہے۔

ب۔ دو خدائوں کی پرستش بھی مشرک بنا ڈالتی ہے۔

ج۔ کسی بت یا ستارہ وغیرہ کو خدائی عنوان سے پوجنے کا نام شرک ہے۔

د۔ کسی غیر اللہ سے بعنواں خدا استمداد بھی شرک ہے۔

اب آیئے اور دیکھئے کہ زیارت جامعہ کے مذکورہ جملون میں وہ کونسا جملہ بنے موار شرک کے کسی مورد سے متعلّق ہَے؟ اگر واقعاً کوئی ایسی خطرناک بات ہے۔ تو ہمیں آپ سے ضد تھوڑی ہے۔ ہم فی الفور نہ صرف مذکورہ جملوں سے بلکہ پوری زیارت جامعہ سے علیحٰدگی کر نیکو تیار ے ہیں۔ اور آپ کی بات ماننے کے لئے حاضر ہیَں۔

من اراد اللہ بدء بکم۔ جسے بارگاہ رب العزت مین پیش ہونا ہو وہ تمہاری خدمت میں حاضری دے کر بار یابی

کی کوشش کرے گا۔

اب اندازہ کیجئے کتنا سادہ جملہ اور کتنا سیدھا معنی ہے۔ زائر اپنے آئمہ کرام سے مخاطب ہے کہ اگر کوئی شخص خدائے قدوس کو پہچانا یا اس کی اطاعت و عبادت کرنا چاہے تو سب سے پہلے اُسے تمہارے حضور پیش ہونا چاہیئے ۔ پہلے احکام اسلام دین اور فروغ دین آپ حضرات سے سیکھے تا کہ اس کی اطاعت خود ساختہ اور عبادت من گھڑت نہ ہو۔

جبکہ آپ کے پاس جتنی عبادات ہیں بقول آپ کے وہ ذاتی نظریات اور قیاسات کا مجموعہ ہیَں۔ گویا آپ کی عبادات خود تراشیدہ ہیں۔ بقول آپ کے صبح نماز دو رکعت کی جگہ چار رکعت پڑھ لی جائے تو بھی اطاعت خدا ہوگئی ۔ اور اگر ایک رکعت پر گزارہ کرلیا تو بھی اطاعت ہوجائے گی ۔ماہ رمضان میں جس چیز سے چاہو پرہیز کرو اور جس چیز کو چاہو استعمال کرو۔

جبکہ ہمارا معاملہ آپ سے مختلف ہے ہم ویسی نماز چاہتے ہیں جیسی آنحضور ؐ نے پڑھی تھی اور ویسی احکام چاہتے ہیں جیسے سرور کونین نے وحی کی ترجمانی کرتے ہوئے ارشاد فرمائے ہیں۔

اب نبظر انصاف فرمایئے اگر کوئی انسان کسی کے پاس اصول و فروغ دین سیکھنے کیلئے جائے تو وہ مشرک ہوجائے گا۔ مناسب ہوگا اگر تو ضیع مطلوب کیلئے ایک مثال پیش کردوں خدا نخواستہ آپ بیمار ہوجاتے ہیں۔ آپ سے کوئی

شخص کہتا ہے کہ اگر تندرست ہونا چاہتے ہو تو فلاں طبیب کے پاس جاؤ آپ چلے گئے تو کیا آپ مشرک ہو گائیں گے۔

خدارا اس افتراق پردازی کو چھوڑیئے ۔ عوام کو مل بیٹھنے دیجئے ،زیارت جامعہ کا مذکورہ فقرہ کتنا سادہ اور سیدھا ہے۔ نہ پیچ ہیَں۔ اور نہ معنی میں کوئی ہیر پھیر ہے۔ لیکن آپ نے اسے غلط رنگ دینے کی خاطر ۔ بادشاہ۔ وزیر۔ اور دربان کی مثال گھڑی خود ہی اعتراض کیا۔ اور پھر کود ہی جواب و فتویٰ صادر فرمادیا۔ ہمجانتے ہیَں دنیاوی بادشاہوں کے پاس !جانے کے لئے دربان سے رابطہ ضروری ہے اور خلاق عالم کا در رحمت ہر وقت ۔ ہر جگہ۔ ہر ایک کے لئے کھلا ہے۔ لیکن اس کے در رحمت کھٹکھٹانے کا طریقہ اور سلیقہ معلوم کرنے کے لیے جس طرح نبی ؐ کی ضرورت ہے۔ اس طرح بعراز وحی نبی ؐ کی ضرورت ہَے۔ اور ہم شیعیان آل محمدؐ آئمہ اہلیّت کو اوصیائے نبی سمجھتے ہیَں۔ اصول دین۔ فروغ دین۔ اور جُملہ احکام انہی سے حاصل کرتے ہیِں ۔ اور زیارت جامعہ کے مذکورہ جُملہ کا معنی یہی ہے۔ ہم ان کی بارگاہی میں اقرار کرتے ہیں کہ ہمارے اخذ کردہ احکام وہی ہیں جو آپ نے بتائے ہیں۔ اور انہی کے ذریعہ ہم خدا تک رسائی کی سعی کرتے ہیَں۔

لیجئے میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص اپنی استعداد کے مطابق خدا کو پہچاننا چاہتا ہے اور احکام خدا سے مطلع ہو کر عبادت کرنا چاہتا ہے تو وہ پہلے کسی عالم کا دروازہ کھٹکھٹائے ۔ کیونکہ عالم نے احکام اسلام بالواسطہ یا بلاواسطہ سرور کونین سے حاصل کئے ہیَں۔ کیا یہ شرک ہے۔

اگر یہ شرک ہے تو پھر مناسب طریقہ یہ ہوگا آپ اپنے لئے اپنی خواہش اور مرضی کے مطابق ایک راہ معین کرلیں اور لوگوں میں اعلان عام کردیں کہ دیکھو میاں ! تمہیں خدا تک پہنچتا ہے۔ اور خدا کو پہچاننا ہے۔ اس کے احکام کی اطاعت اور اس کی ذات کی عبادت بھی کرنا ہے۔ لیکن دیکھو نہ اسے پہچاننے کے لیے ہمارے پاس آنا اور نہ کسی دوسرے کے پاس جانا ور نہ مشرک ہوجاؤ گے۔ جیسے چاہو ۔پہچان لو ۔ کوئی ذریعہ معرفت نہیں ۔ جیسے چاہو اطاعت احکام کرو کوئی قانون بتانے والا نہیں اور جیسی چاہو ، پہچان کرو۔ کوئی ذریعہ معرفت نہیں۔ جیسے چاہو اطاعت احکام کرو کوئی قانون بتانے والا نہیں اور جیسی چاہو عبادت کرو کوئی واضع شکل نہیں ۔ بھلا اب بتایئے اس

نظریہ میں اور آپ کے علمی مرکز مغرب کی تعلیم و تربیت میں کیا فرق ہے؟ البتہ ایک فرق ہے اور وہ یہ کہ مغرب چونکہ مادر پدر آزادی کی منزل کو پار کر چکا ہے۔ مغرب کا مذہب کلیسا کی چار دیواری میں محداد ہے وہ اس نطریہ کو نہ صرف کُھلے الفاظ میں بیان کرتا ہے بلکہ جار حانہ انداز اختیار کرنے سے بھی دریغ نہیں کر آتا۔ اور آپ کا اسلام ابھی تک کامیاب نہیں ہوسکا۔ اس لئے آپ کھلے الفاظ سے بیان نہیں کرسکتے ۔ ذرا چکر دے کر بیان کرتے ہیں ور نہ اور کوئی فرق نہیں ۔

**شہادت قرآنی:۔**

زیارتجامعہ کے مذکورہ جملہ کا جو معنی ہم نے کیا ہے اس کی تائید مین آیت قرآن پیش کرنے لگے ہیِں۔ یا تو ہم بھی شرک سے بچ گئے اور یا پھر حضرت ابراہیم اور اللہ میاں کو بھی اپنے ساتھ لے ڈوبے۔

حج۲۲؎ وَ اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّ عَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍۙ(۲۷)

(اے ابراہیم )لوگوں میں اعلان حج کرتا کہ تیرے پاس پیدل اور شہسوار ہو کر دور افتادہ علاقوں سے فریضہء حج کی ادائے گی کو آئیں۔

اللہ میاں نے حضرت ابراہیم کو حکم دیا ہے کہ زیارت بیت اللہ کے لیے لوگوں کو اپنے پاس بلا۔ اب بقول آپ کے اگر لوگ حضرت ابراہیم کے پاس آتے ہیں تو مشرک ہوتے ہیں اور اس مشرک کا دعوت دہندہ اللہ ہے۔ کیا ہی عقیدہ درست ہے؟ حالانکہ ہماری سیدھی سادی سی بات ہے۔ کہ جس زمانہ مین لوگوں کو حج کیلئے کہا گیا۔ اور پیغام خدا حضرت ابراہیم نے پہچایا اس زمانہ میں لوگون کے فرائض میں سے فریضہء اوّل یہی تھا کہ وہ حضرت ابراہیم کے پاس آئیں اور حضرت ابراہیم سے پوُچھیں کہ جس حج کا حکم آپ نے دیا ہَے اس کا طریق کار کیا ہے؟ شُروع کب کرنا ہے؟ختم کہاں کرنا ہے؟ کہا ں کہاں جانا ہے؟ کس جگہ نہیں جانا ؟کہاں چلنا ہے؟ کہاں دوڑنا ہے؟ کس جگہ پڑھنا ہے؟ کس جگہ خاموش رہنا ہے؟ کہاں چلنا ہے؟ کہاں کھڑے رہنا ہے؟

وغیرہ وغیرہ؟

یہی صورت زمانہ ء سرور کانینؐ میں ہوگی۔ کہ لوگوں کے لئے آنحضورؐ کی خدمت میں آنا لازمی تھا اور آنحضورؐ کے آپ کے برحق مسند نشیان خلافت آئمہ ء معصومین کے پاس آنا ضروری ہے۔ اور زیارت جامعہ کے مذکورہ جُملہ میں یہی کہا جاتا ہے کہ حضور ؐ باری میں پیش ہونا وہ ابتداء آپ ہی سے کرے گا۔ یہی وجہ ہے کہ ان فقرات کا اختتام ذیل کے اس فقرہ پر کیا جاتاہے۔

من وحدہ قبل عنکم:۔ جو اللہ کو واحد ولاشریک مانتا ہے وہ احکام خدا تم ہی سے قبول کرتا ہے۔ یعنی توحید کا درس حقیقی تم ہی سے ملتا ہے۔ اب فرمایئے کیا شرک ہے کہاں شرک ہے اور کیسے شرک ہے؟

**مجرمانہ خیانت:۔**

اختتامیہ جملہ اپ نے دیکھ لیا ہے۔ چونکہ اس جملہ مین سابقہ تمام فقرات کی تشریح و تفسیر تھی۔ لہٰذا ان نجدی ٹھیکہ داروں نے عوام فریبی کی خاطر پہلے فقرات لکھدیئے اور جُملہ مفسرہ نہیں لکھا۔ اگر یہ فقرہ لکھ دیا جا تا تو پھر عوام کود سابقہ جُملوں کی سادگی سے مطلع ہوجاتے اور یوں ان مکاروں کا فریب نہ چل سکتا۔ اب قارئین ہی بتائیں کہ ۔ خائن اور مُجرم کون ہَے؟

علاوہ ازیں اس جُملہ نے جس چرح سابقہ فقرات کی تشریح کی ہے اس طرح لاحقہ جُملوں کی توضیع بھی کر رہاہے۔ اور اس جُملہ سے۔

من قصدہ توجہ الیکم جو قاصد خلاق کائنات ہوگا وہ تمہاری بارگاہ میں آئیگا۔

کا معنی و مفہوم بھی واضع ہوجاتا ہے۔ رہا تیسرا جُملہ۔

یکم فتح اللہ وبکم یختم۔ اللہ نے آغاز تخلیق بھی تم سے کیا ہے اور انجام کائنات

بھی تمہارے ذریعہ ہی ہوگا۔

تو اس میں تعین مفہوم کیلئے تین احتمال ہیَں۔ ہم وہ تینوں آپ کے سامنے رکھے دیتے ہیَں۔ انہیں ملاحظہ فرمالیں جہاں مشرک ہو وہاں نشاندہی کردیجیئے گا۔ اور اگر کوئی چوتھا معنی بھی ہوسکتا ہو تو وہ بھی بتا دینا۔

۱۔ اللہ نے آغاز امامت تمہارے گھر سے کیا ہے۔ اور انجام امامت بھی تمہارے ہی گھر پہ ہوگا۔ یعنی امام اوّل حضرت علیؑ اور امام اخر حضرت حجت مہدی ۔ اور ان کے درمیان سلسلہ امامت جو سب کے سب خاندان نبوّت سے ہیَں ۔ اگر کوئی شخص زیارت جامعہ کا مذکورہ جملہ ادا کرتے ہوئے یہ معنی ذہن میں رکھے تو فرمایئے کیا شرک ہے؟ اگر شرک ہے تو کیسے ہے؟ ذرا ہم کو بھی سمجھا دینا۔

۲۔ ذات احدیت نے ابتدائے کائنات تمہارے نور سے کی اور اختتام کائنات بھی تمہارے ہی فرد سے ہوگا۔ آخر آغاز تخلیق میں زمانہ کے لحاظ احدیت نے کسی کو تو مخلوق اوّل بنایا ہی ہوگا۔ کیونکہ جسے بھی پہلے پیدا کیا ہوگا وہی مخلوق اوّل کہلائے گا۔ اب ظاہر ہے کہ پیدا کرنے والا کالق ہے۔ اور پیدا ہونے والا ہے مخلوق ہے۔ اگر کوئی شخص احادیث نبوّیہ کے پیش نظرمذکورہ فقرہ کے پڑھتے ہوئے یہ مفہوم ذہن میں رکھے کہ آپ کی ذوات مقدّمہ زمانی اعتبار سے مخلوق اوّل ہیں اور مخلوق آکر بھی ہیں۔ تو بتایئے کی کیا اللہ کو خالق ماننا شرک ہے یا آئمہ اہلیّت کو مخلوق کہنا شرک ہے؟ ذرا تو ضیح فرمائیے۔

۳۔ ذات احدیت نے آپ کے وسیلہ سے کائنات عالم کو خلق کیا۔ اور آپ ہی کی ذوات مقدّسہ اختتام عالم کا سبب بنیں گی۔ ویسے ممکن ہے آپ ذرا دیر سے سمجھیں ہم مثال پیش کئے دیتے ہیَں اُمید ہے ذہن جلدی قبول کرلے گا۔ اور عوام اااس دام ہمرنگ زمین میں پھنسنے سے بچ جائیں گے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ پوری کائنات کا ہر ذرہ عالم منافع انسانیہ کے لیے پیدا کیا گیا ہَے۔

اورجُملہ کائنات انسان کے تابع ہے جیساکہ عصر جدید کی بعض تسخیرات نے اس کی تائید بھی کر دی ہے ۔ اب اگر کوئی شخص انسان کے اس عظمت و شرف کے بطور اعتراف انسان سے مخاطب ہو کر کہہ دے کہ اللہ نے یہ کائنات تیرے لئے پیدا کی ہے۔ آغاز کائنات بھی میں تجھ سے کیا ہے اور انجام کائنات بھی تجھ پر ہوگا ۔تو کیا ایسا کہنے والا مشرک ہو جاے گا؟ آپ تو خیر کیا جواب دیں گے البتہ ہردانشمند کا جواب نہیں ہوگا کہ یہ مشرک نہیں۔ بنا بریں اگریہی فقرہ ان افراد سے منسوب کر دیا جائے جنہیں اللہ نے انسان کا عہدہ فرمایا ہے اور انسان کا مقتدا بنا یا ہے و کیونکہ مشرک ہوجائے گا؟ اُمید ہے اس مثال سے۔

بکم نیزل الغیث: تمہارے ہی ذریعہ باران رحمت بھیجتا ہے۔

کی توضیح بھی ہوجاتی ہے کیونکہ ہر انسان جانتا ہے کہ بارش انسانی مفادات کیلئے آتی ہے۔ اور اگر کوئی شخص عظمت انسان کےبطور کہے کہ آپ کی بدولت اللہ بارش برساتا ہے تو بتائے کیا یہ شرک ہوگا ، اگر کسی انسان کو ایسا کہنے میں شرک نہیں اور یقیناً ایسا نہیں تو میراشراف المخلوقات آئمہ معصومین علیہم السلام سئ ایسی نسبت دینے میں کیونکہ شرک ہوگا ؟ جبکہ جُملہ میں انتہائی وضاحت اور صرحت سے بارش برسانے کی نسبت ذات احدیت کی طرف دی گئی ہے۔ ارو کہا گیا ہے۔ بارش برساتا اللہ ہے۔ البتہ برساتا تمہاری بدولت ہے۔

یہ علیحدہ بات ہے کہ وہابیت کے کرم خوردہ ان افکارنے کوئی ایسا بے سروپا معنی متعین کر رکھا ہوگا۔ جس سے سڑک کی بُو آتی ہوگی ۔ لیکن یہ قصور ہمارا نہیں ان کی اپنی غلط سوچ کا نتیجہ ہے۔ ہمیں تو ان سے یہ بھی بعید نظر نہیں آتا کہ ہم شیعہ جو لااِلہ الااللہ پڑھتے ہیں۔ تو وہابی فکر کہہ اٹھے کہ تم کلمہ میں لفظ اللہ سے مراد علی ؑ لیتے ہو لہٰذا تم کافرو مشرک ہو۔

مناسب ہوگا اگر قارئین محترم زیارت جامعہ کے دو ایک مقام اور بھی دیکھ لیں تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ نجدی فکر کے ایجنٹ اتنی طویل زیارت میں سے صرف ایک دو جملوں کو لے کر کیوں شرک وکفر کاڈھول پیٹنے لگے ہیں۔؟

ﺍَﺷﮭَﺪُ ﺍَﻥ ﻟَّﺎ ﺍِﻟٰﮧَ ﺍِﻟَّﺎ ﺍﻟﻠّٰﮧُ ﻭَﺣﺪَﮦُ ﻟَﺎ ﺷَﺮِﯾﮏَ ﻟَﮧُ ﻭَ ﺍَﺷﮩَﺪُ ﺍَﻥﻣُﺤَﻤَّﺪ ﺍً ﻋَﺒﺪُﮦ ﻭَ ﺭَﺳُﻮﻟُﮧ

کما اشہد لنفسہ وشہدت لہ ملائکتہ واءِ لو العلم من خلقہ لا الہٰ الا ہو العزیز الحکیم

میں بالکل اس طرح گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہی لاشریک ہے جس طرح خود اذیت احدیت نے اپنے لئے ملئکہ نے اور مخلوق خدا میں سے صاحبان علم نے اسکی وحدت کی گواہی دیتے ہوئے کہا ہے کہ اس کے سواکوئی معبود نہیں غاب حکمت والا ہے ۔

واشہد ان محمدً اعبد المنتخب ورسولہ المرتضی۔ اور گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ کے منتخب اور مرتضیٰ رسول ہیں ۔ دوسرے مقام پر آئمہ معصومین کے متعلق اقرار ہے۔

اشہد انکم الائمۃ الراشدون المھیدیون المعصومون:- مین گواہی دیتا ہوں کہ آپ معصوم مہدی اور راشد آئمہ ہین ۔اب ازروئے انصاف اور تبعاون عقل و خرردذرادیکھیں کہ زیارت جومو پڑھنے والا سب سے پہلے توحید الٰہی ۔ پھر رسات سرور کونین اور آخر میں امامت آئمہ اثناءُ کی شہادت دیتا ہے ۔ کیا ان کلمات میں شرک ہے؟ اگر ہے تو کہاں ؟ میں نہیں سمجھتا کہ دنیا کی کونسی عدالت انصاف کا دروازہ کٹھکٹھا یا جائے ۔؟

وجد ان سلیم کو کہاں سے تلاش کیا جائے ۔

اور انسانیت کو صحرا کے کس گوش سے تلاش کرکے ان کے حوالہ کیا جائے؟

مجھے تو یہ بھی بعید نظر نہیں آتا کہ زیارت جومعہ کے فقراء اشھدانکم الائمۃ پڑھ کریہ کہہ دے کہ اس فقرہ میں شعلہ کی مراد لفظ آئمہ سے خدا ہے لہٰذا یہ مشرک ہیں۔

ایک اور بہتان :-

ان دشمنان اتحاد کو جب اور کوئی راہ انتشار نظر نہ آئی تو ان لوگوں نے شیعان آلِ محمد پر ایک اور تہمت جڑ دی اور و ہ یوں کہ بقول ان کے۔

جب انبیاء علیہم السلام عوام الناس کو تبلیغ تو حید کرچکے تو ان لوگوں نے ذات احدیت کے ساتھ ہندو مت جیسا سلوک کیا اور یہ لوگ کہنے لگے کہ ہم نے تو حواس خمسئہ ظاہر ہ سے خدا کو پہچان سکتے ہیں ۔اور نہ ہمارے حواس باطنہ کی رسائی خدا تک ہوسکتی ہے ۔ اور نہ ہی ہم نے انبیاء سے براہ راست دین سیکھا ہے ۔ لہٰذا بہتر یہ ہوگا کہ ہم مزارات انبیاء تک پہنچنے کا وسیلہ بنائیں یوں مزارات تک پہنچنا ہمارے لئے خدا تک پہنچنے کا وسیلہ بن جائے گا۔ لہٰذا مزار نبی کے گرد ایک پینجرہ لگادیں ۔ پنجرہ کو ہاتھ سے پکڑ کر نبی مدفعن کا تصور کریں کیونکہ ہماری چشم بصارت کو نبی تک پہنچنے سے رہی لہٰذا چشم بصیرت سے نبی ؐ کو دیکھیں اور یوں خدا تک پہنچیں۔

یہ ہے ان لوگوں کا خود ساختہ اعتراض جو خدا پرستوں پر کرتے ہیں،اور اس خودساختہ اعتراض کے بعد پھر خود ہی اس کا جواب دینا شروع کرتے ہیں۔

میرے خیال مین مناسب ہوگا کہ ان کے جواب دینے میں وقت ضائع کرنے کی بجائے خود انہی کو دعوت دوں اور کہوں کہ آگے بڑھو تم ایران (اور پاکستان ) میں ہی بڑھے ہو اور گلیوں بازاروں اور کوچوں میں فرقئہ شیعہ اثنا عشریہ کے جس فرد سے چاہو سوال کرلوکہ۔

کیا تم لوگ ہر جگہ خدا کو معطل سمجھتے ہو اور سب کچھ انبیاء ک حوالہ سمجھتے ہو۔ کیونکہ تم ہر وقت اور ہر جگہ جو کچھ مانگتے ہو وہ انبیاء (وآئمہ) سے مانگتے اور اگر تعریف کرتے ہوتو بھی انبیاء (وآئمہ) کی تعریف کرتے ہو۔

اور کیا تمہارے یہ روزے نمازیں حج اور دیگر عبادات انبیاء کے لئے ہیں؟ اگر فرقہ شیعہ کی صنف نازک میں سے کوئی نادان ترین عورت یا پہاڑوں کےغاروں میں بسے والے نا آشنا ئے علم گڈرے بھی ان سوالوں کا جواب میں اثبات میں دے دیں۔ تو ہم نہ صرف آپ کی بات مان لیں گے بلکہ آپ کے مقتدی بن کر آپ کے پیچھے چلیں گے۔ اور فرقہ شیعہ کا ہر فرد بشر تمہارے سوال کا جواب نفی میں دے تو پھر ہمارے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ ہم یہ کہہ دیں کہ آپ کا کام انتشار ملی۔ اور افتراق قومی کے سواکچھ نہین آپ سادہ لوح عوام کی سادگی سے ناجائز فائدہ اُٹھا کر انہیں صراط مستقیم سے ہٹا نا چاہتے ہیں۔

لیجئے اپنی سابقہ دعوت سے ایک قدم آگے بڑھا کر آپ سے کہتا ہوں کہ عالم شیعیت میں چھپنے والے اخبارات وجرائد کتب ورسائل اور دیگر منشورات کو کھنگالیں شیعہ مقررین کے بیانات سُنیں اور عوامی عمل و کردار کا جائزہ لیں ۔ اگر لاکھوں سے زائد شیعہ تصانیف میں اور ہزاروں سے زائد شیعہ خطباء و مقررین میں سے کسی ایک کے بیان یا تحریر میں تمہارا دعویٰ مل جائے تو ہم آپ کی دیانت کے قائل ہو جائیں گے۔ اور آپ کی بات کو درست تسلیم کرلیں گے ورنہ ہمیں حق ہے کہ تمہیں بھی احمدیوں جیسی سامراج کا شتہ افراد سے شمار کریں اور عوام سے تمہارا تعارف کرائیں تا کہ کوئی سادہ لوح شخص تمہارے دام فریب میں نہ آئے۔

کیونکہ تم مُٹھی بھر افراد عوام کو مادی زندگی کی چار دیواری میں لاکر انہیں دھوکا دیتے ہو تم نے اپنی مادیت نوازی کو روحانیت کے لباس میں چھپا کر لاکھوں افراد کی دیانت و شریعت سے کھیلنا شروع کر رکھا ہے۔ انتشار علی کی بدنصیبی ےم ہی سے جنم لے رہی ہے۔

تف ہے تمہاری اس حلیہ سازی پر اور لعنت ہے تمہاری اس کجہ قتاری پر میں اپنے متدین افراد پاکیزہ خیال بھائیوں ہمزبان دوستوں غیرتمندجوانوں اور آبرو مند ہم وطنوں سے درخواست کرونگا کہ۔

ان ننگ ملت تحریروں ان جنابت آلودہ کتابوں ان انتشار آمیز مضامین ۔ان مفسد جراثیم ۔ان زعدشتی اساتذہ ان مجوسیت کے مبلغین اور ان مذہبی مراسم کو غلط کہنے والوں کے خلاف متحدہ محاذ بناکر جوش ایمانی کو سامنے رکھ کر جذبئہ دینی کے پیش نظر حب الوطنی کے نام پر عزم صمیم کے ساتھ وحدت ملیہ کا آہنی پنجہ بن کر تخم نجس کے ان نالائق پودوں کو جڑ سے اُکھاڑ کر پھینکو۔

کیونکہ یہ لوگ انتشار و اختلاف کی تخم ریزی کرکے آپ کے ہاتھوں سے چھیننا ہے چا ہیں ۔ یہ لوگ آپ کے اس کتابی سرمایہ کو جو شہدائے اسلام کے پاکیزہ ہاتھوں کی تصیف ہے آگ میں جھونکنا چاہتے ہیں یہ خیال ہے کہ یہ کتابی سرمایہ کیا ہے؟ بہتر ہوگا آپ کو بتاتا چلوں یہ کتابی سرمایہ ہے قربانی سیدالشہداء کالا نانی صحیفہ راہ اسلام میں مصائب تو انہی بزرگواروں نے جھلیے تھے۔

ہم اور آپ نے کونسی مصیبت دیکھی ہے؟

ہم نے کب اپنے جوان بیٹے راہ خدا میں دیئے ہیں؟

ہم نے راہ خدا میں کونسا خون بہایا ہے۔؟

اور شاید یہی وجہ ہے کہ ہمارے دل میں ان کا وہ مقام نہیں جو ہونا چاہئے تھا۔

بھلا بتاؤ دربار خدا اور بارگاہ پیغمبروں میں ہمارے پاس کوئی جواب ہے۔

اٹھو اور ان لوگوں کا محاسبہ کرو تاکہ ان کے نظریات دیگر اذہان کو زہر آلدہ نہ کردیں۔

**روایت کافی میں خیانت:-**

ان کے مسوم اذہان نے اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لیے جہاں دوسرے جائز نا جائز کو نہیں دیکھا وہاں کتب اربعہ میں سے اصول کافی کو بھی معاف نہیں کیا اور اپنی مجرمانہ ذہنیت کا اظہار یوں کیاکہ کافی جو کتب اربعہ میں سے معروف ترین کتاب ہے۔اس میں لکھا ہے کہ ذات احدیت نے کائنات کو پیدا کرکے اُسے محمد ؐ علیؑ اور فاطمہؑ کے تصرف میں سے دیا وہ بایں ہمہ شیعوں نے اس پر اکتفا نہیں کی اور آج کوئی ایسی بستی نہ ملے گی جس میں ایک سے زائد بتخانے (امام بارگاہ) بنے ہوئے ہوں۔

حالانکہ اس بدانجام مصنف نے قطع و برید کرکے روایت کو پیش کرتے ہوئے اتنا بھی سوچا کہ میرے علاوہ بھی کچھ لوگ پرھے ہوئے ہوں گے اور اگر انہوں نے کافی میں روایت کو دیکھ کر لفط بلفط عوام کے سامنے پیش کردیا تو میری دیانت کا بٹھ بیٹھ جائے گا شرمساری اور جگ ہسنائی ہوگی۔ میرے جھوٹ کی قلعی کھل جائے گی۔ یہ درست ہے کہ اس مصنف نے کافی سے روایت کے کچھ الفاط پیش کرکے کچھ دنوں تک کے لئے اپنے کو مطمئن کرلیا ہوگا اور روایت کی کاٹ چھانٹ نے اُسے وقتی فائدہ بھی دیا ہوگا لیکن محتم قارئین لیجئے ہم اس کے دام ہمرنگ زمین کا تارو پوبکھیر نے کی خاطر روایت لفظ بلفط آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں ۔ اور فیصلہ آپ پر چھوڑتے ہیں کہ۔

اس روایت سے اخذ کردہ مشرک کہاں ہے؟ اور کیسے ہے؟

کتاب مٱۃ العقول شرح کافی جلد اوّل ۳۰۴؎ حدیث ۵؎

حسین ابن محمدؐ اشعری معلیٰ ابن محمدؐ سے معلیٰ ابن محمدؐ ابوالفضل عبداللہ ابن ادریس سے اور ابوالفضل عبداللہ ابن ادریس نے محمدؐ ابن سنان سے نقل کیا ہے محمد ابن سنان کہتا ہے کہ میں امام علی نقی علیہ السلام کے حضور بیٹھا تھا کہ میں نے آپ کی خدمت میں ۔۔۔۔۔ شیعہ اختلافات کا تذکرہ کیا امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا۔

اے محمدؐ اللہ اپنی توحید میں ہمیشہ سے یکتا ہے ۔ذات احدیت نے محمدؐ علیؑ اور فاطمہؑ کو پیدا کیا ایک ہزار زمانہ تک ان کے انوار عالیہ یونہی رہے پھر ذات احدیت نے کائنات عالم کو پیدا فرما کر ان انوار عالیہ کو تخلیق کائنات کے راز سے آگاہ فرمایا ۔اللہ نے پوری کائنات پر ان کی اطاعت فرض کردی ۔اور جُملہ امور عالم کوان کے سپرد فرمادیا چنانچہ جس چیز کو چاہیں یہ حلال کریں اور جس چیز کو چاہیں حرام کریں پھر آپ نے فرمایا۔

اے محمدؐ ! یہ ہے دین اسلام جو بھی اس میں کمی یابیشی کرے گا وہ دین سے خارج ہوگا اور جواس راستہ سے پیچھے مٹے گا اس کا دین مردود ہوگا جو اس راستہ پر چلے وہ صالحین سے ملحق ہوگا۔ اے محمدؐ ۔! تو بھی اسی راہ کو اپنا نصب العین سمجھ ۔

محترم قارئین یہ ہے وہ حدیث جو ان لغوتراشوں نے سابقہ ولاحقہ سے کاٹ کر فرقہ ناجیہ کے سہر فتوائےشرک کے ساتھ تھوپ دی ہے ۔اب ملاحظہ فرمائیے کہ۔

ذات احدیت ازل سے اپنی توحید میں یکتا ہے۔ بھلا سلسلہ توحید میں اس سے بہتر کوئی جملہ ہوسکتا ہے؟

اگر کسی شخص کا یہ عقیدہ ہوکر محمدؐ ۔علیؑ اور فاطمہؑ مخلوق اوّل تو کیا مشرک ہوجائیگا ؟ حالانکہ عالم تخلیق میں یہ تو بہر طور ماننا ہی پڑے گا کہ خلاق عالم نے کسی کو سب سے پہلے زیور وجود سے آراستہ کیا ہے خواہ یہ مخلوق اوّل مٹی ہو یا پانی اور یا انسان ہو اگر کسی دوسری چیز کو مخلوق اوّل ماننے سے شرک نہیں تو پھر محمدؐ علیؑ اور فاطمہؑ کو مخلوق اول ماننے سے شرک کہاں سے ٹپک پرے گا اور کیوں۔

Page 115

121. ۔انسان کا انسان سے ہوتا ہے۔ حقوق اللہ کے سلسلہ میں خالق جب چاہے۔ جسے چاہے۔جیسے چاہے۔ اور جہاں چاہے وہ معاف کردے اس کا فضل و کرم ہے۔ لیکن حقوق العباد کی معافی کا تعلّق متعلّقہ فرد سے ہوگا۔ جس شخص سے زیادتی ہوئی ہے جب تک وہ معاف نہیں کرے گا۔ خالق محّرم کو معاف نہیں فرمائے گا۔

اگر اس رحمت و بخشش کا نام ظلم ہے۔ تو پھر رحمت کا یہ معنی انسانی لغت سے متعلّق نہیں بلکہ یہ معنی صرف آپ کے مخصوص گروہ کی مخصوص لغت ہے۔ میری معلومات کے مطابق آج تک کسی نے بھی رحم و کرم کو ظلم اور ترس و ترحم کو طفلانہ نہیں کہا۔ میں نہیں سمجھتا کہ آپ لوگ کیوں متدین طبقہ کو مشرک ثابت کرنے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں اور کیوں فرقہ حقہ پر ناجائیز زیادتیاں کرتے ہو۔ آپ تو درویشانہ اشعار کو بھی فرقہ ء حقہ کے سرمنڈھنے سے نہیں چوکتے۔ اور کہتے ہو کہ جہاں اگر فناشود علیؑ فناش میکند ۔ بھی شیعہ شاعر کا کلام ہے۔ لہٰذا یہی تمہارا عقیدہ ہے اور ایسا عقیدہ شرک ہے۔

اگر ایسے ہی اشعار آپ کے فتادیٰ کا تختہء مشق ہیں تو لیجیے میں آپ کو ایک کتاب کی نشانہ وہی کرتا ہوں اسے ہاتھ میں لے لیجیے اور ڈھنڈھورا پیٹیئے لوگ کو بتائیے کہ یہ شاعر کافر ہے۔ اس کتاب کے پڑھنے والے کافر ہیں۔ اور اس کتاب کے متعلّقین کافر ہیں۔ یہ کتاب ہے۔ قصائد قاآئی ۔قصائد قائی میں قاآنی آسمان و زمین کی گردش اور کائنات عالم کے استقرار کو علی قلی مرزا اور محمدؐ شاہ قاچار کے احکام وارادہ کا مرہون منت قرار دیا ہے۔ اور پھر لوگوں کو بتاؤ کہ دیکھو قاآنی شیعہ علماء سے ہے اور اس نے مشرک کیا ہے ۔لہٰذا تمام شیعہ مشرک ہیِں۔ میں جانتا ہوں کہ تمہارے معلومات کا دائرہ بھی قاآنی سے زیادہ نہیں ۔ اگر آپ ایسا کرلیتے تو یقیناً اس وقت میرے سامنے جو آپ کی کتاب ہے ۔ اور جس میں تمہاری خود ساختہ اصطلاحات کے یادگار خزانے بھرے پڑے ہیں۔ اس کتاب کے حجم میں دو چند اضافہ ہوجاتا ۔ اور آپ بہت بڑے عالم مانے جاتے۔

**قرآنی شہادت:۔**

وادی عقل سےکوسوں دور رہنے والے یہ خالی الد ماغ یا تو قرآن کریم کو پڑھتے نہیں۔ اور یا اگر پڑھتے ہیں تو پھر اپنی ذلّت اور رسوائی کے خوف سے سادہ لوح عوام کو بتاتے نہیں ۔ ور نہ انہیں معلوم ہوتا کہ 122۔ کرم و بخش تو ظالمانہ کام ہے۔ اور نہ ہی طفلانہ عمل۔ یہ لوگ تو خیر کیا راہ راست پر آئیں گے۔ البتہ میں تو صرف اس لئے قلم بدست ہوا ہوں کہ کہین میری قوم کا ناپختہ ذہن ان کے نظریات سے زہر آلودہ نہ ہو جائے۔

**محتّرمہ قارئین:۔**جو شخص بھی تلاوت قرآن کا شرف حاصل کرتا ہے۔ اسے نجوبی علم ہے کہ قرآن کریم کا کوئی صفحہ ایسا نہیں جس میں خدائے رحیم نے اپنی خطاکار مخلوق سے وعدہ مغفرت نہ کیا ہو۔ اور امید رحمت نہ دلائی ہو۔ بطور نمونہ چند آیات پیش کئے دیتا ہوں۔

آل عمران ۱۲۴؎ للہ ما فی السمٰوٰت و ما فی الارض آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے سب اللہ کی ۔۔۔۔

یغفر لمن یشاء یعذب من یشاء واللہ غفور رحیم ہے جسے چاہے بخش دے اور جسے چاہے عذاب اللہ اور رحیم ہے۔

نساء۱۱۶؎ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُۚ-

اللہ شرک کو یقیناً معاف نہیں کرے گا ۔علاوہ ازیں جسے چاہے بخش دے۔

زمر ۵۴ قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِؕ-اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًاؕ-اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ(۵۳)

اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنے ظلم کیا ہے۔ رحمت خدا سے مایوس مت ہونا۔ اللہ تمام گناہوں

کو بخش دے گا۔ یقیناً وہ غفور اور رحیم ہے۔

کیا یہ آیات قرآن میں نہیں ہیں؟

کیا اگر اور کچھ بھی نہ ہو تو صرف یہی آیات بخشش و رحمت کی امید دلانے کو کافی نہیں؟

تمہیں کیا معلوم کہ تعلیمات الٰہی کیا ہیں؟

تم کیا جانو کہ دین اور اس کے تقاضے کیا ہیان؟

تمہیں کیا خبر کہ معقولات و منقولات کے اصول کیا ہیں؟

تم کیا جانو کہ ترس اور رحمت کے معنی کیا ہیں؟

تف ہے تمہارے نظریات پر ۔ اگر سستی شہرت ہی چاہیئے تھی تو اس کے ذرائع اور بھی بہت تھے۔ کیا سستی شہرت کے حصّول کا ذریعہ صرف دین ہی رہ گیا ہے؟

ــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

(ہمارے ہاںپاکستان میں بھی کچھ ایسے افراد ہیں جو بعینہ آیۃ اللہ العظمیٰ خمینی اعظم کے مخاطب ہیں۔ جن کا نصب العین روز اوّل سے یہی رہا ہے۔ مجھے اچھّی طرح یاد ہے کہ پاکستان میں آج ایک بقلم خود ۔۔۔۔۔ساحب حصّول تعلیم کے لیے نجف اشرف تشریف لے گئے۔ اور ہم وہاں سے پہلے سے موجود تھے۔ قبلہ حجۃ الاسلام فغر المفسرین علامہ حسین بخش صاحب جاڑا۔

**123۔ عزاداری:۔**

نہ تو میں اور نہ ہی کوئی دوسرا متدین اس بات کی ذمہ داری لینے پر تیار ہے کہ عزاداری سید الشہداء علیہ السلام کے نام پر جو کُچھ بھی کیا جا رہا ہے اسے سو فیصد درست قرار دے جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہمارےبعض علمائے محترمہ نے بعض مراسم سے منع فرمایا تھا۔ زیادہ عرصہ نہیں ہوا حجۃ الاسلا م الحاج شیخ عبدالکریم زنجانی نے صرف بیس برس قبل شبیہ خوانی سے منع فرمایا تھا۔

ــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

نے انہیں استقبالیہ کھانا دیا ۔تو اسی دوران وہ فرمانے لگے کہ شہرت حاصل کرنا کوئی مشکل کام نہیں ۔ بس کوئی ایسی بات کردو جس کی لوگ مخالفت کرتے ہوں۔ خود بخود شہرت ہوجائے گی۔ اور نجف اشرف سے واپسی کے بعد میں ان کے اس نظریہ اور عمل کو دیکھتا ہوں تو مجھے یوں معلوم ہوتا ہے جسےوہ نجف اشرف سے عہد کرکے چلے ہوں ۔ کی کبھی کوئی ایسی بات کروں گا ہی نہیں جس سے عوام موافقت کریں ۔ چنانچہ انہوں نے ملّت شیعہ پاکستان میں انتشار کا بیج یوں بویا کہ ان کی تشریف آوری کے بعد آج تک شیعیان پاکستان مل بیٹھ نہ سکے اور افتراق کی یہ خلیج وسیع تر ہوتی چلی جا رہی ہے۔ پھر انہیں چند ایک ساتھی بھی ایسے مل گئے جو بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے سبحان اللہ کے مصداق ہیں نہ کھوپڑی میں عقل ہے۔ نہ ذہن میں علم ہے ۔ نہ زبان میں اخلاق ہے نہ کردار میں شستگی اور شائستگی ہے۔ نہ سیرت آئمہ پیش نظر ہے۔ نہ کلمو الناس علی قدر عقو تہہ پر نگاہ ہے نہ جادلھم بالتی ھی احسن ۔ اور قولالہ قولاً لینا جیسے قرآن احکام سامنے ہیِں۔ افراد کی اصطلاح کرتے کرتے قوم کو تباہ کردیا۔ اور ابھی تک یہ احساس بھی نہیں کہ ہم کیا کررہے ہیَں۔ دُعا ہے خداوند کریم ان مصلحین کو انداز اصطلاح سے آشنا کرے۔

یہ مترجم از ابتداء تا ۵۵؎ ہے۔ اور ایک صفحہ اگلے حصّہ سے ؃۱۷۴۷۱ سے۔ عزاداری کے متعلّق لے کر اس کا ترجمہ بھی پیش کردیا ہے۔ کیونکہ عزاداری قوم شیعہ کی رگ حیات ہے اور ہمارے پاکستان کے بقلم خود علامے اصلاح عزاداری کے نام پر عزاداری کو ختم کرنے پر تلے بیٹھے ہیَں۔ میرا مقصد صرف یہ ہے کہ قارئین محترمہ اور بقلم خود علاموں کے مقتدی۔ عزاداری کو آیۃ اللہ العظمیٰ خمینی اعظم کی نگاہ سے دیکھ لیں۔ تا کہ ممکن ہے ان کی خالی کھوپڑیوں میں کچھ آجائے ۔ اور وہ عزاداری اور مراسم عزاداری کے خلاف زہر افشانی سے باز آجائیں ۔۔۔۔۔۔۔عزاداری پر ایک نگاہ ؃۱۷۴۷۱۷۳۔

124۔ اور شبیہ خوانی کی جگہ روضہ خوانی کا حکم دیا تھا۔

بایں ہم:۔روضہ خوانی کے انداز میں جتننی مجالس بھی روئے ارض کے طول و عرض پر یریا کی جارہی ہیَں۔ اپنی تمام تر کمزوریوں کے باوجود انتہائی اہم ہیں۔ اور دینی و اخلاقی دستور کے عین مطابق ہیَں۔

یہی مجالس عزاہی شیعیان آلِ محمدؐ علیھم السلام کیلئے سیرت محمدؐ و آل محمدؐ بیان کرنے کا واحد ذریعہ ہیں۔ اگر بغور دیکھئے تو شیعہ مسلک میں احکام الٰہیہ کا دارو مدار بھی صرف اور صرف انہی مجالس عزاپر ہے۔ جس طرح ماضی میں شیعیان علی مراسم عزاداری بجالاتے تھے اس طرح آج بھی بجا لارہے ہیں۔ اور انشاء اللہ آئیندہ بجالاتے رہیں گے۔

ہر شخص جانتا ہے کہ دیگر تمام اسلامی فرقوں کی نسبت شیعیان آلِ محمدؐ تعداد میں کم رہے ہیِں۔ اگر یہ سلسلہ ء عزاداری اس فرقہ کے پاس نہ ہوتا تو آج روئے ارض اس گروہ سے خالی ہوتا۔ اور سقیفائی گروہ ہر لحاظ سے چھاچُکا ہوتا۔ ذات احدیت نے جب دیکھا کہ۔

ـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

(یہ یاد رہے کہ شبیہ خوانی کا طریقہ یہ تھا کہ ایک بہت بڑے کپڑے یا اس قسم کی کسی چیز پر واقعہ ء کربلا کے مختلف سنین بنا دیئے جاتے تھے۔ اور سین بنانے والے اس کپڑے وغیرہ کو بازار چوک یا کوچہ میں کسی دیوار کے ساتھ لٹکا دیتا۔ اور ہاتھ میں چھڑی لے کر ارشاد سے ہر سین کی تشریح و تفصیل بیان کرتا

جاتا تھا۔ جس سے حاضرین پر رقت طاری ہوگاتی۔ از مترجم)

(اب اگر کوئی اُٹھ کر یہ کہدے کہ ان مجالس کا کوئی فائدہ نہیں۔ ذاکروں کو نہ سنا جائے وغیرہ وغیرہ اسے ادب سے گذارش کردی جائے کہ سر کار آپ تشریف لے جائیں نہ سین۔ ہمیں آیۃ اللہ العظمیٰ خمینیء اعظم نے اجازت دی ہے۔ ہم تو مجلس ابلیت قوّتوں نے جتنی قوّت انسداد عزاداری پر صرف کی اتنی کسی چیز پر صرف نہیں کی۔ آج بھی آپ دیکھئے ۔مخالفین ابلیت۔ نمازاہلیت۔ زکوٰۃ ابلیت فمس املیت اور روزہ ابلیت وغیرہ پر نہ کبھی اعتراض کیا ہے اور نہ ہی ان امور کو روکنے کی کوشش کی ہَے۔ لیکن مخالفین کی ہر نسل نے مختلف حیلوں اور بہانوں سے راہ عزاداری میں روڑے اٹکانے کی مذموم کوشش ضرور کی ہے۔ حتیٰ کہ جہاں ان کا بس سرکاری ذرائع سے نہیں چلا تو ان لوگوں نے دھونس دھاندلی ۔ اور بزور۔ قوّت و طاقت بھی روکنے کی کوشش کی ہے از مترجم)

125۔ کہ اسلام کے صدر اوّل ہی میں چند طالع آزماؤں نے دینی بنیادوں کو متزلزل کردیا ہے اد۔ روئے ارض پر چند افراد کے سوا کے حق آشنا نہیں رہے۔ تو حین ؑ ابن علی علیھما السلام کو جانثاری اور ٖفدا کاری کا حکم بذریعہ الہام دیا۔ چنانچہ حضرت سیّد الشہداء علیہ السّلام کمر ہمت کس کر اپنے اجا ۔ اقربا۔ اور اعزاء کے ساتھ وارد میدان کربلا ہوگئے۔

جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خواب خرگوش میں کروٹیں لینے والی ملّت مسلمہ بیدار ہوگئی۔ اور حق شناس افراد کی معتدبہ افراد روئے زمین پر سانس لینے لگے۔

یہی وجہ ہے کہ ذات احدیت نے ہر عمل کی نسبت عزاداری سیّد الشہداء کا ثواب زیادہ مقرر فرمایا ہے۔ تا کہ قوم بیدار رہے۔ اور لوگ زیادہ سے زیادہ بنائے عزاداری یعنی کربلا کو اپنی نگاہوں میں رکھیں تا لہ نسلاً بعد نسل انہیں یہ علم ہوتا رہے کہ بنائے کربلا ہر ظلم وجود کی بلند و بالا عمارتوں کو مسمار کرنے کے لئے کافی ہے۔ اور کربلا ہی وہ واحد درسگاہ ہے۔ جہاں سے توحید ۔ عدل ۔ رسالت۔ امامت اور قیامت کے سبق ملتے ہیں۔ بنا بریں ضروری تھا کہ ایسی بنیادی درسگاہ جس کی اساس ظلم وجود کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے پر رکھی گئ تھی کہ قائم و دائم رکھنے کی خاطر اتنا اجر و ثواب مقرر کیا جاتا کہ عوام ہر صعوبت ہر سختی اور ہر مشکل گوارا کرکے بھی اس درسگاہ سے دست بردار نہ ہوں۔ یہ یقین کرلیں کہ اگر عزاداری نہ ہوتی تو واقعہ کربلا کے بہت کم عرصہ بعد ظلم وجود کی تندوتیز آندھیاں قربانی حسین ؑ علیہ السلام کو زیر گرد کرو یتیں۔ اور اس کا منطقی نتیجہ یہ ہوتا کہ تبلیغات رسالت سے ہم کیا پورا عالم اسلام بے بہراہ رہتا۔

**فضائل عزاداری:۔**

**محترم قارئین :۔**آیۃ العظمیٰ خمینیء اعظم کے اس فیصلہ کے بعد کہ عزاداری سیّد الشہداء علیہ السلام ضروریات میں سے ہے۔ اگرچہ مزید لکھنے کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن مناسب ہوگا اگر آقائے موصوف کے اس جُملہ کی تائید میں کہ، ذات احدیت نے تمام اعمال خیر کی نسبت عزاداری کا ثواب زیادہ مقرر فرمایا ہے۔ چند ایک اھادیث بھی لکھ دوں تا کہ دعویٰ بلا دلیل نہ رہے۔ اور جو دشمنان عزاداری اصطلاح عزاداری اور مساعدت سادات کے نام پر مختلف قسم کے نازیبا اور غلط ہتھکنڈے استعمال کررہے ہیں۔ ان سے ہوشیار رہا جا سکے۔ اور آل محمدؐ کا یہ مشن روز افزوں ترقی کرے۔ یہ بھی نہ بھولیں کہ اس سلسلہ میں بجائے اس کے کہ مین اپنی طرف سے ۔

کچھ لکھوں میں زیادہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اسرار الشہادۃ کی چند روایات کی ترجمہ پیش کردوں۔ تو لیجئے پڑھیئے ۔ دوسرا مقدمہ۔

بالعموم آل محمدؐ اور بالخصوص سید الشہداء کیلئے غم داندوہ۔

آلِ محمدؐ علیھم السّلام کے مصائب میں رونے کی فضیلت احادیت متواترہ سے ثابت ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ آل محمدؐ کے مصائب میں رونا موجب نجات اور افضل العبادات سے ہے۔ بنابریں اس سلسلہ میں جتنی احادیث نقل کرنے چلاہوں۔ خوف تطویل سے ان کے سلسلہ ہائے سند حدف کردیئے ہیِں۔ ویسے بھی علم اصول سے شناسا اس حقیقت سے بے خبر نہیں کہ متواترات محتاج سلسلہء سند نہیں تو میں یہ بھی یاد رہے کہ میں جتنی احادیث نقل کرنے چلا ہوں۔ وہ تمام ان کتب سے منقول ہیں جو تمام علمائے متقدمین کے نزدیک اور متاخرین کی اکثریت کے نزدیک معتبر ۔ قابل اعتماد اور قابل و ثوق ہیَں۔ محاسن برقی میں فضل این یسار سے مروی ہے کہ۔۔۔۔۔

جناب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرمایا کرتے تھے۔ اگر کسی کے سامنے ہمارا نام لیا جائے اور اس کے آنسو نکل آئیں ذات احدیت اس کے تمام گناہ معاف فرمادے گی اگرچہ قطرات سمند کی مقدار کے برابر کیوں نہ ہون۔ محمدؐ ابن مسلم کی روایت صحیحہ میں ہے کہ۔۔۔۔۔

حضرت امام محمدؐ باقر علیہ السلام اپنے پدر بزرگوار کی زبانی نقل فرماتے ہیں کہ اگر کسی مومن کے آنسو یاد حسینؑ علیہ السلام میں رخساروں تک بہہ آئیں تو ذات اھدیت سے صدیوں تک جنّت کے اعلیٰ مراتب میں جگہ دے گا۔ اگر کوئی مومن ان مسائب کی یاد میں روئے جو ہمیں دشمنوں نے پہنچائے ہیَں۔ اور اس کے آنسو رخساروں پر بہنے لگیں ۔ تو خداوند عالم مقام صدق میں جگہ عنایت فرمائے گا۔ اگر کسی مومن کو ہماری محبّت کی وجہ سے تکلیف دی جائے اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلیں تو خلا قعالم اسے قیامت کے دن اطمینان و سکون سے نوازے گا۔

مزار میں ابن قولویہ نے اپنے سلسلہ حسن ابن محبوب سے حسن نے حسن ابن فضال سے اور حسن ابن فضال امام رضا سے نقل کیا ہے کہ امام رجا علیہ السلام فرمایا کرتے تھے۔ جو شخص ہمارے مصائب یاد کرکے روئے یا رلائے تو بروز قیامت جب ہر آنکھ رو رہی ہوگی اللہ اُسے نہ رلائیگا۔

ریان ابن شبیب!نے امام رجا علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا

اے ابن شعیب اگر کسی دن تجھے رونا آئے تو برادر زینب کے غم میں رویا کر ۔وہ اس

اس طرح شہید کئے گئے ہیں۔ جس طرح حیوان کو ذبح کیا جاتا ہے سید الشہداء علیہ السلام کے ساتھ میدان کربلا اٹھارہ ایسے ہاشمی جوان شہید ہوئے ہیں جن کا دنیا میں نظیر نہیں ۔آپ کی شہادت پر آسمان اور زمین روئے ہیں۔

اے ابن شبیب اگر تو جنت کے ان محالات میں رہنا چاہتے ہو تو سرور کونین کے پڑوس میں تعمیر کئے گئے ہیں تو قاتلین حسینؑ پر لعنت کیا کرو۔

اے ابن شبیب اگر تو یہ چاہتا ہے کہ تجھے اتنا ثواب ملے جتنا انصار حسینؑ علیہ السلام کو ملا ہے تو ہمیشہ کہا کر یالیتنی کنت معکم فانور اً عظیما۔ کاش میں ان کے ساتھ ہوتا اور فتح عظیم حاصل کرتا۔ اے ابن شبیب اگرتو جنت میں ہمارے ساتھ رہنا چاہتا ہے تو ہمارے غم میں غم کیا کر۔ ہمارای خوشی میں مسرور رہا کر یاد رکھ ہماری ولایت کو کبھی نہ بھولنا کیونکہ اگر کوئی شخص دنیامیں پتھر سے محبت رکھتا ہوگا تو قیامت میں اسی پتھر کے ساتھ محشور ہوگا۔

عَللْ میں عبداللہ ابن فضل ہاشمی سے منقول ہے عبداللہ کہتا ہے میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ آقا کیا وجہ ہے کہ یوم عاشورہ کو مصائب کے دونوں میں سے عظیم تین حزن و حلال کا عظیم ترین دب کہا جاتا ہے۔ حالانکہ سرور کونین ﷺ امیر المومنین علی ااب ابیطالب علیہما السلام جناب فاطمہؑ زہرا علیہما السلام اور حضرت حسن علیہ السلام کے آیام غم بھی باالترتیب کم نہیں؟ تو آپ نے فرمایا تجھے معلوم ہے کہ اصحاب کسا د پانچ تھے۔جس دن سرور کونین ﷺ کی رحلت ہوئی آپ کے بعد چارصاحبان کساد موجود تھے جس دن بنت رسولؐ نے کوچ کیا اس کے بعد تین صاحبان کسا بچ گئے اب بھلا خود ہی انصاف کر کیا بقائے حسینؑ خمسئہ نجباد کی بقاء نہیں تھی ؟ اور کیا شہادت حسینؑ نے اصحاب کساسے روئے ارض کو خالی نہیں کردیا یہی وجہ کہ یوم عاشورہ کی مصیبت کو تمام مصائب سے بالا سمجھا جاتا ہے۔

ابن فضال کی روایت موثقہ میں امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ نے فرمایا جو شخص یوم عاشورہ دنیاوی کامچھوڑ دےگا۔ ذات احدیت دنیا اور آخرت میں اس کی حاجات پوری کرے گی جو شخص عاشورہ غم داندوہ اور اگر یہ وزاری میں گزارے گا خالق کونین یومحشر کو اس شخص کے لیے یوم مسرت بنا دیگا اور جنت میں سرور وشاداں ہمارے ساتھ ہوگا۔

جو شخص یوم عاشورہ کو برکت اور خوشی کا دن بنائے گا فکر معاش میں گزارے گا اللہ اس کے مال سے برکت سلب کرے گا یوم قیامت یزید عبداللہ اب زیاد اور عمر سعد کے ساتھ محشور ہوگا اور جہنم کے آخری طبقہ میں رہے گا۔

معاویہ ابن وہب کی روایت صحیح جناب صادق آل محمدؐ سے یوں منقول ہے کہ آپ نے فرمایا اے ابن وہب تیرا گھر میرے جدا مجد کی زیارت کو جاتے ہو؟ میں نے عرض کی اکثر جاتا رہتا ہوں آپ نے فرمایا دنیامیں واحد یہی قتل ہے جس کا بدلہ خود ذزات احدیت لے گی دنیا میں ہر قسم کا ماتم وگریہ مکرہ ہے لیکن امام حسین علیہ السلام کے لیے ماتم و گریہ مروہ بھی نہیں ۔

ثویر ابن حسینؑ نے امام صادق علیہ السلام کی شہادت کے بعد ساتوں آسمان ساتوں زمینیں جو کچھ آسمان و زمین میں اللہ کی جنت وجہنم میں بسنے والی تمام مخلوق اور نظرآنے والی اور نظر نہ آنےوالی جملہ مخلوق غم حسینؑ پر نہیں روئے ثویر کہتا ہے میں نے عرض کی وہ کونسے مقامات ہیں آپ نے فرمایا بصرہ دمشق اور آل عثمانؑ۔

مُسْمِع حجرت جعفر صادق علیہ السلام نے نقل کیا ہے کہ آپ نے ایک طویل گفتگو میں فرمایا اے مسمع کیا تو واقعات کربلا کا تذکرہ کیا کرتا ہے؟ میں نے عرض ہاں آقا آپ نے فرمایا کیا دھاڑیں مار کر روتا ہے ؟ میں نے جواب دیا ہاں حضورؐ بلکہ تو اس حد تک آنسو بہاتا ہے کہ میرے گھروالے میرے آنسوؤں کے آثار تک محسوس کر لیتے ہیں اور بعض اوقات تو میں کھانا بھی چھوڑ دیتا ہوں حتیٰ کہ ضعف کے آثار میرے چہرہ اور جسم سے بھی عیاں ہونے لگتے ہیں۔

آپ نے فرمایا اللہ تجھ پر رحمت نازل کرے اے مسمع یقین رکھ تو ان لوگوں سے محشور ہوگاجو ہمارے غم میں آنسو بہاتے ہیں اور ہماری خوشی میں مسرور رہتے ہیں میرے آباء کو بوقت موت اپنے سرہانے پائے گا اور وہ ملک الموت کو تجھ سے نرمی سے پیش آنے کی وصیت کریں گے چنانچہ مِلک الموت کا سلوک تجھ سے وہی ہوگا جو ایک شفیق ماں اپنے عزیز ترین فرزند سے کرتی ہے۔

مسمع کہتا ہے کہ آپ نے اتنا فرمایا تھا کہ آپ کی آنکھوں میں آنسواور میں بھی رونے لگا پھر فرمانے لگے حمد ہے اس اللہ کی جس نے ہمیں اپنی تمام محور پر فضیلت دی ہے اور ہم اہلبیت کو اپنی رحمت محضوصہ سے نوازا ہے اے مسمع جب سے امیر المومنین حضرت علیؑ شہید ہوئے ہیں اس وقت سے آسمان وزمین میں روتے ہیں بھلا کون ہے جو ملائکہ سے بھی ہم پرزیادہ روسکے جب سے شہادت ہمارے گھر میں آتی ہے اسا وقت سے ملائکہ اشکبار ہیں اے مسمع جو بھی ہماری غربت ترس کھاتے ہوئے روئے اللہ اس پر رحم فرمائے گا اگر ہمارے غم میں رونے والے کا ایک آنسو جہنم میں ڈال دیا جائے جہنم سرد ہوجائے ۔

اے مسمع : جس کا دل ہمارے غم میں مغموم ہوتا ہے وہ اپنے بستر مرگ پر ہمیں دیکھ کر خوش ہوگا۔ اور اس کی یہ خوشی حوض کوثر کے پہنچنے تک اس کے دل سے دول نہیں ہوگی ہمارے محب کو دیکھ کر حوض کوثر بھی خوش ہوجائے گا۔ اے مسمع جس نے حوض کوثر سے ایک مرتبہ پی لیا پھر وہ کبھی پیا سا نہیں ہوگا۔ حوض کوثر میں کافور کی ٹھنڈک مشک کی خوشبو انجیل کا ذائقہ شہد کی شیرنی مکھن کی نرمی آنسؤں کی صفائی اور عنبر کی پاکیزگی ہوگی جنت کی نہروں سے گزرتا ہوا اور یاقوت و دردن کو بہاتا ہوا یہ پانی حوض کوثر میں آرہا ہوگا۔ اب حوض کوثر پر رکھے گئے پیالے سونے چاندی اور رنگارنگ جواہر سے بنےھ ہوں گے پینے والے کے منہ سے عجیب و غریب قسم کی دلربا خوشبوئیں مہکیں گی حتیٰ کہ پینے والا خواہش کرے گا کہ کاش مجھے یہاں سے کہیں اور نہ جایا جاتا۔ اے ابن کردیں مجھے تجھے بشارت دیتا ہوں کہ تو حوض کوثر پینے والوں میں ہوگا۔

اے مسمع ! جو انکھ بھی ہمارے غم میں روئے گی اللہ اُسے حوض کوثر کی زیارت سے شرفیات فررمائے گا حوض کوثر پر ساقی کوثر امیر المومنین علی ؑ ہوں گے جن کے ہاتھ میں عصہ ہوگا۔ اور حوض پر آنیوالے ہمارے دشمنوں کو حوض سے دور فرمارہے ہوں گے آنے والا کہے گا اے علیؑ میں اشہد ان لا الہ الا للہ و اشہد ان محمداً رسول اللہ پڑھتا تھا تو حضرت علی جواب میں فرمائیں گے ہا ں ہاں تو درست کہتا ہے۔ لیکن سرورو کونین کے بعد دین رسول ؐ تو نے فلاں امام سے لیا تھا۔ لہٰذا اب جاؤ اور اپنی تشنگی کا شکوہ بھی اسای امام سے کر وہ لوگ کہیں گے یا علیؑ وہ تو ہمیں جواب دے چُکے ہیں۔ آپ فرمائیں گے تو پھر ان افراد کے پاس جا جنہیں بعد از نبیؐ افضل الخالق سمجھتا تھا جا اور اے کہہ کہ میری شفاعت کرو کیونکہ جو افضل الخلاق ہیں اللہ ان کی شفاعت مسترد نہیں فرمارہا وہ عرض کرے گا آقا میں پیاس سے مرگیا آپ فرمائیں گے تجھے مرجانا چاہئے اللہ تیری پیاس میں مزید اضافہ فرمائے۔

مسمع کہتا ہے میں نے عرض کی حضور ؐ آخر ایسے افراد حوض تک پہنچ کیسے جائیں گے ؟آپ نے جواَب دیا۔ اس کی وجہ واضع ہے کہ ایسے افراد دنیا میں اپنے کو زائد سجھتے تھے۔ اور ہمیں بُرا نہیں کھتے تھے۔ اور ہمارے خلاف جسارت نہیں کرتے تھے۔ لیکن ان کی یہ پرہیزگاری ہمارا بُرا نہ کہنا اور ہمارے گستاخی نہ کرنا محّبت کی بدالت نہیں تھا۔ اسے وہ اپنی نیکی سمجھتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ میاں ہم کسی کو کچھ نہیں کہتے ور ان کے دل منافق تھے یہ ہمارے اعداء سے تو لیٰ رکھتے تھے ۔ اور انہیں افضل الخلائق سمجھتے تھے۔

زراہ نے حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا۔

اے زرارہ ! آسمان سیّد الشہداء پر چالیس دن خون روتا رہا۔ زمین چالیس دن تک سیاہ رہی سورج چالیس دن تک غم حسین ؑ میں گرہن زدہ رہا۔ غم حسین ؑ میں پہاڑ پھٹ گئے۔ غم حسین ؑ میں سمندر کھول اُٹھے ۔ اور ملائکہ چالیس دن تک سوگوار رہے۔ اے زرارہ!ہمارے اہلیت کی عورت نے اس وقت نے اس وقت تک خضاب نہیں کیا سر میں تیل نہیں ڈالا آنکھوں میں سُرمہ نہیں لگایا۔ اور بالوں میں کنگھی نہیں کی۔ جب تک مختار نے ابن زیاد کا سر نہیں بھیجا ۔ ابن زیاد کے سر آنے کے باوجود بھی ہمارے غم کم نہیں ہوئے۔ میرے جدا مجد حضرت ؐ سجاد علیہ السّلام کے سامنے جب بھی سید الشہداء علیہ کا نام لیا جاتا آپ کی آنکھیں اشکبار ہوجائیں اور آنسو ریش مقدّس سے ٹپکےلگتے

۔جو شخص بھی آپ کو دیکھتا روئے بغیر نہ رہ سکتا تھا اور آپ زندگی کے آخری سانس اپنے پدر بزرگوار کے غم میں آنسو بہاتےگئے۔ اے زرارہ قبر سیّد الشہداء علیہ السلام پر رہنے والے ملائکہ ہر وقت مصروف گریہ رہے ہیَں۔ اور انہیں دیکھ کر آسمان و زمین میں موجود تمام ملائکہ مصروف گریہ رہتے ہیں۔

اے زرارہ! نگاہ میں وہی آنکھ محُبوب ہے جو ذکر حسین ؑ میں آنُسو بہائے ۔ ہمارے غم میں ہر رونے والے کے آنسو ہمارے جدہ معظمہ حضرت فاطمہ السلام اور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں پیش ہوتے ہیں۔ اے زرارہ! روز قیامت ہر آنکھ روئے گی۔ البتہ وہ آنکھ مسرور ہوں گی جو دُنیا میں سیّد الشہداء علیہ السلام کے غم میں روئی ہوں گی۔

ان کے چہرے پر خوشی ہوگی۔ اور ملائکہ انہیں جنّت کی بشارت سنا رہے ہوں گے۔ غم حسینؑ میں رونے والے زیر عرش سایہ عرش میں سیّد الشہداء کے ساتھ بے فکر ہوں گے۔ انہیں حساب کا ڈر ہوگا۔ نہ جہنم کا خوف ۔ انہیں کہا جائے گا چلو جنّت میں لیکن وہ جنّت میں جانے سے انکار کردیں گے اور کہیں گے کہ ہمیں اپنے مولا حسین ؑ کا ساتھ تو ابھی نصیب ہوا ہے۔ حوران و غلمان جنت انہیں بلائیں گے۔ لیکن وہ سر اٹھا کر بھی ان کی طرف نہ دیکھیں گے۔ اے زرارہ!دشمنان اہلیت پیشانی کے بل سوئے جہنم لے جائے جائیں گے اور مایوس ہو کر دائیں بائیں دیکھ کر حسّرت سے کہیں گے ہمارا تو کوئی شفیع نہیں ہے ، اور نہ دوست ۔ دشمنان اہلیّت محبان آل رسول کے مراتب جنّت میں دیکھ رہے ہوں گے لیکن وہاں تک پہنچ نہ سکیں گے۔

اے زرارہ جب ماتمدارن حسین ؑ علیہ السّلام جنّت میں جانے کے لئے حوران جنّت کی درخواست پر توجہّ نہ دیں گے پھر ملائکہ ان کی خدمت میں سواریاں لے کر حاضر ہوں گے۔ اور محبان ابلیت جنّت کی سواریوں پر بیٹھ کر سوئے جنّت جائیں گے۔ ان کی زبان پر حمد خدا اور محمدؐ پر درود ہوگا۔

منتخب میں دعبل خزاعی سے مروی ہے۔

دعیل کہتا ہے کہ میں امام موسیٰ کا ظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا تو محفل میں حزن و غم کے آثار تھے آپ انتہائی غمزدہ صورت لئے بیٹھے تھے آپ کے ارد گرد بیٹھنے والے اصحاب بھی افسردہ صورتوں میں تھے۔ جب آپ نے مجھے آتے دیکھا تو بادانہ بلند فرمانے لگے۔ مرحباً بک یا د عبل مرحباً بنا صرنا بیدہ ولسانہ۔ اپنے ہاتھ اور زبان سے ہماری نصرت کرنیووالے نیزاآنا مبارک پھر آپ نے مجھے اپنے قریب جگہ خالی کرکے بٹھایا اور فرمایا۔

اے عدبل میں چاہتا ہوں کہ مجھے کچھ مرثیے سنا کیونکہ یہ دن ہم اہلبیت کے لیے غم واندوہ کے ہیں اور ہمارے دشمنوں کے لیے مسرت و خوشی کے ہیں اے دعبل جو شخص ہمارے غم میں خورودئے یا دوسروں کو رلائے خواہ ایک بھی کیوں نہ ہو اس کا اجرذات احدیت نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے اے عدبل اگر کوئی شخص ہمیں پہنچنے والے مصائب کو یاد کرکے روئے تو اللہ قیامت میں اسے ہمارے ساتھ محشور فرمائے گا۔ اے دعبل جو شخص میرے جدامجد شہید کربلا کے غم میں آنسو بہائے اللہ یقیناً اسے بخش دے گا۔ پھر آپ اُٹھے اور ہمارےسامنے ایک پردہ لٹکا دیا تاکہ آپ کے اہلبیت بھی مرثیہ سن سکیں اور مجھے فرمایا اے دعبل اب مرثیہ پڑھ تو ہمارا ناصر ہے اور جب تک زندہ ہے ہماری نصرت کرتے رہنا ۔

کیا غنا حرام ہے۔

میرے خیال میں سید الشہداء علیہ السلامپر گریہ کے سلسلہ میں مشتے نمونہ ازخردار ے کے طورو پر اتنا ہی کافی ہے ذرا آئیے اور عزاداری میں آواز اور سُر کی حیثیت بھی دیکھ لیں کہ کیا یہ بھی جائز ہے یا نہیں تاکہ ہمارے بعض مبلغین جو سراور سوز کی مخالفت میں انتہا کو پہنچ چکے ہیں۔ حتیٰ کہ اگر ان کا بس چلے تو وہ سرے سے ہی عزاداری کو بند کردیں ممکن ہے اس سے کچھ نصیحت حاصل کرلیں اور اگروہ خودنصیحت حاصل نہ کریں تو ان ان کے غالی پیروکاروں میں سے ممکن ہے کچھ حقائق سمجھنے کی کوشش کریں اور مقصرین آل محمدؐ کے نقش پا ڈھونڈنے سے باز آجائیں۔

اس وقت میرے سامانے درجۂ اجتہاد کی کتاب مکاسب ہے۔ اور نجف اشرف وقم مقدسہ کا ہر وہ متعلم جس نے درس خارج دیکھنے کا شرف حاصل کیا ہے وہ لا محالہ مکاسب کو پڑھ کرہی درس خارج میں شامل ہوا ہوگا۔ میرے خیال کے مطابق علی الا طلاق اور بلا قید حرمت غناکے وہی افراد قائل اور مبلغ میں جومکاسب کے قریب ہی نہیں بٹھکے بلکہ نجف اشرف اور قسم مقدسہ سے صرف عمامہ عبااور قبالے کر کر واپس پلٹے ہیں ورنہ اگر ان لوگوں نے کچھ پڑھا ہوتا تو یقیناً یوں فتویٰ بازی نہ کرتے جس طرح آج بیسا کی سے فتادیٰ دے رہےہیں۔ مکاسب میں ان چیزوں سے بحث کی گئی ہے جو شر عاً ناجائز ہیں اور ان ناجائز امور کے زریعہ کسب معاش فعل اور حاصل شدہ سرمایہ حرام ہے چنانچہ صاحب مکاسب نے تیرہویں نمبر غنا کو لکھا ہے اور اس سلسلہ میں آیات احادیث روایات اور اقوال علماء کی طویل بحث پیش کرنے کے بطور نتیجہ لکھتے ہیں۔

والذی اظن ماذکر نافی معنی الغنا اللہوی ان ھُو لاء فیہ وامامالم یکن علی وجہ اللمو المناسب السایرالاّ لۃ فلادلیل

جو کچھ میں سمجھا ہوں وہ یہ ہے کہ ایسا غنا جو بقصد ورادۂ لہو وغیرھم غیر مخالفین اسکی حرمت اور عدم جواز میں علماء امامیہ میں سے ہمارا کوئی بھی مخالف نہیں اور وہ غنا جواراۂ لہوولعب سے نہ ہو تو اسکے عدم ۔ جواز اور حرمت پر کوئی دلیل نہیں۔

علی تحریمہ الوفرض شمول الغنا لہ لان مطلقات الغنا لۃ علی مادل علی انا طۃ الحکم فیہ باللمووالباطل من بتما مہا الاخبارا المتقد مۃ خصوصاً مع انصافہا ہیں خصوصاً فی انفسہا کا خبارالمغیۃ الی ھذاالفرد غناکو ارادۂ قصائد ورشان آلی محمدؐ۔

اگرچہ آواز کو غنا کی فہرست میں شامل بھی کیا جائے۔ کیونکہ تمام وہ احادیث جو علی الاطلاق حرمت غنا کی مُتعر ہیں حکم حرمت کو رائرہ لہو اور گفتگو گے باطل سے منزدہ وہ کرتی ایسی صورت میں جبکہ بعض احادیث خود حرمت غنا کو ارادۂ لہو سے مشروط کرتی ہیں جس طرح مغینہ عورت کی احادیث ہیں ۔

قارئین کرام نے صاحب مکاسب کی عبارت کو ملاحظہ فرمالیا ہے جس میں واضح طور پر حسب ذیل امور کی نشاندہی کی گئی ہے ۔

آیات قرآن احادیث نبیؐ روایات آئمہ اور اقوال علماء کے مطابق علی الاطلاق حرمت غنا کا ثبوت نہیں ملتا۔

غنامشروط طور پر ناجائز ہے۔

وہی غنا ناجائز ہے اور اسی غنا کا کسب حرام ہے جو بازاراؤں لہو ولعب کیا جائے، وہی غنا ناجائز اور اسی غنا کا کسب حرام ہے جس میں راگ الاپنے والا جھوٹ اور غلط لول الاپے۔

بنابریں فضائل شہداء کربلا علیہم السلام فضائل امیر المومنینؑ علیؑ اور فضائل نبی وائمہ کرام میں پڑھے جانیوالے قصائد اگر بارازہ لہو لعب ہوں تو یقیناً ناجائز اور ان کی فیس حرام ہوگی ۔اور اگر مذکورہ امور بقصد لہو لعب نہ ہوں تو صاحب مکاسب کے مطابق ان کی حرمت کی کو ئی دلیل نہیں ان رہا یہ معاملہ کہ آیا ذاکرین یہ سب کچھ بازادہ لہو لعب کرتے ہیں یا سامعین یہ سب کچھ باردہ لہو لعب سنتے ہیں۔

اب اگر قصیدہ کوناجائز کہنے والے اصرارا کریں کہ گوذاکرین اور مومنین میں سے کوئی بھی کہو و لعب کا اقرار نہیں کرتا لیکن فی الواقع اُنکی انکار راوہ لہو لعب ہی کا ہوتا ہے تو پھر ہمیں یہ پوچھنے کا حق ہوگا کہ سرکار عالی آپ تو انبیاء و آئمہ کے علم غیب کے قائل نہیں اور آپ کا دعویٰ علم غیب پر مبنی ہے آپ کو ذاکرین اور مومنین کے دل کا حال کیسے معلوم ہوگیا؟ کیا یہ حقیقت تو نہیں کہ آپ غیر شعوری طور وہا بیت زدہ ہوچکے ہیں جہاں علم غیب کی بات ہوتی ہے تو آپ اتنے بخیل ہوجاتے ہیں کہ کسی نبیؐ و امام کو علم غیب کی جاردیواری میں قدم نہیں رکھنے دیتے اور ان کے اس موہوبی کمال پر شرک کاپس لگادیتے ہیں۔

اور جب ان فضائل کے بیان کا وقت آتا ہے تو آپ عدم جواز کا فتویٰ ہانک دیتے ہیں لیکن اپنے لئے آپ علم غیب کو جائز قرار دیتے ہیں ہمیں بھی تو سمجھائیں کہ اس پالیسی پا پس منظر کیا ہے۔

علاوہ ازیں اعزاداری سید الشہداء علیہ السلام کا ایک دوسرا پہلو ہے اور وہ ہے سوزمیں مرثیہ خوانی یا ویسے ذکر شہداء کربلا علیہم السلام متواتر احادیث آئمہ کرام سے یہ ثابت ومسلم ہے کہ مرثیہ خوانی نہ صرف جائز ہے بلکہ مستحب ہے جب مرثیہ خوانی مستحب ہے تو پھر غنا کو درمیاں سے کیسے نکالا جائیگا مرثیہ بلاغنا پڑھا ہی نہیں جاتا۔ یا تو آپ اپنی قلت مطالعہ کا اعتراف کریں اور مان لیں کہ دیگر فتویٰ کی طرح علی الا طلاق حرمت غنا کا فتویی بھی خانہ ساز اور خود ساختہ ہے۔ اگر آپ نے احادیث کو پڑھا ہے تو پھر یہ تسلیم کرلیں کہ آپ احادیث کا مفہوم متعین کرنے میں ناکام رہے ہیں جبکہ آپ کی تعلیمی اسقداد سے توقع بھی یہی ہے۔

اور اگر آپ نے احادیث پڑھی بھی ہیں اور ان کا مفہوم بھی درست معین کیا ہے تو پھر ہ تسلیم کرلیں کہ آپ عزاداری آئمہ اہلبیت کے خلاف اموی ایجنٹوں میں سے ایجنٹ ہیں اور نبیؐ اُمیہ کماحقہ وکالت کر رہے ہیں۔ یوں تو آپ سے توقع ہربات کی ہوسکتی ہے لیکن حالات وقرائن کا تقاضا یہی کہ آپ اموی وکیل ہیں کیونکہ سادانیوں سے تعاون کے نام پر ذوالجناح کی کھلے عامسٹیج پر مخالفت اور مولینا تاج الدین حیدری ست تسلسل بیان کے نام پر نعرۂ حیدری چھوڑ دینے کی اپیل یہ ایسے امور ہیں جن سے رزی شعور یہی سمجھ سکتا ہے کہ آپ کے دل میں بعض اہلبیت کے شعلے بھڑک رہے ہیں۔

ورنہ اس حدیث متواتر کر قلتند النوارب علی مثل حھرۃ ابن عبدالمطلب حمزہ ابن عبدالمطلب پر مذبہ کرنے والوں کو مذبہ کرنا چاہیے میں آپ مذبہ کا کیا معنی کریں گے اور بتائیں کہ کیا مذبہ بلاغنا ہوسکتا ہے؟

اس کے علاوہ شیخ صدوق علیہ الرحمۃ نے تو اب اعمال میں اپنے والد سے آپ کے والد نے سعد سے سعد نے محمدابن حسین سے محمد ابن حسین نے محمد ابن اسمائیل نے صالح ابن عقبہ سے صالح ابن عقبہ سے ابوہارون کنوف سے اور ابو ہارون مکنوف نے حضرت جعفر صادق ؑ سے روایا ت نقل کی ہے اس کے کیا معنی ہوں گے روایت یہ ہے ۔

ابو ہارون کہتا ہے کہ میں امام صادق علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا اے ابو ہارون مجھے غم سید الشہداء علیہ السلام میں اشعار سنا چنانچہ میں نے بلا سوز اشعار سنائے تو آپ نے فرمایا نہیں اس طرح نہیں بلکہ جس طرح اپنی مجالس میں پڑھے ہو تو پھر میں نے سو ز سے یہ مرسیہ پڑھا ۔امرر علی جدث الحسینؑ وقل لا عظمہ الزکیہ قبرحسین پر جا کر میری طرف سے اس مقدس وجود کو عرض کردینا ۔ آپ نے بہت گریہ کیا اور فرمایا اب دوسرا مرثیہ سناؤ پھرمیں نے دوسرا مرثیہ سنایا آپ تو پہلے سے رورہے تھے لیکن میں نے گریہ کی آواز پردہ کے پیچھے سے بھی سنی جب میں مرثیہ سے فارغ ہوا تو آپ نے فرمایا ۔

اے ابوہارون جو شخص اشعار میں ذکر حسینؑ کرے اور خود روئے یا دس ادمیوں کو رُلائے تو اُسے جنت ملے گی۔

جو اشعار میں ذکر حسینؑ کرکے روئے اور پانچ افرادد کو رلائے اس کے لئے جنت ہے ۔جو اشعار میں ذکر حسین ؑ کرکے روئے اور ایک فرد کو رلائے اس کے لیے جنت ہے۔اگر کسی کے سامنے حسینؑ کا جائے اور اس کی آنکھ مکھی کے پرکے برابر آنسو نکل آئے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے اور اللہ جنت سے کم نہیں دے گا۔ اب بھلا بتا یا جائے کہ کیا شیخ صدوق علیہ الرحمۃ کی مذکورہ حدیث سند کے اعتبار مخدوش ہے؟

اگر سلسلۂ سند میں کہیں ضععف ہے تو نشاندہی کی جائے۔

اگر سلسلہ سند میں ضعف نہیں تو کیا یہ حدیث جواز غنا پر دلالت نہیں کرتی ؟

اگر جواز غنا پر دلالت نہیں کرتی تو بتایا جائے کہ امام علیہ السلام نے کس بنا پر ابو ہارون لواس طرح سنانے کا حکم دیا جس طرح وپ اپنی مجالس میں سناتا تھا؟

اگر یہ حدیث اور اسا قسم کی دیگر بیسوں احادیث جو جواز غنا پر دلالت کتی ہیں تو آپ کے پاس حرمت غنا کا کیا ماخذ ہے۔

زیادہ سے زیادہ آپ یہی کہیں گے کہ ہمارے حرمت غنا کی متواتر احادیث ہیں لیکن آپ کے اس استدلال کو صاحب مکاسب مسترد کرچکے ہیں اور ہم ان کا نظریہ پہلے ہی بیان کرچُکے ہیں کیا ہی اچھا ہوتا اگر آپ موجود دور میں ملت شیعہ کے حالات کی نزاکت انقلاب ایران کے خلاف پوری دنیا کا اتحاد اور تمام بڑی اور چھوٹی حکومتوں کے دل میں شیعیان آل محمدؐ کے خلاف شعلہ زن چنگاریاں محسوس کرتے ۔انتشار پسندی سے بازآتے اختراق کی تبلیغ چھوڑدیتے۔

کیا بھٹو کے خلاف تحریک نظام مصطفیٰ میں آپ نے مفتی محمود کا ساتھ نہیں دیا؟

کیا تکفیر مزاریت میں آپ نےجمیعۃ العلماء اور جمائت السلامی کا ساتھ نہیں دیا؟

کیا سوشلزم کے مقابلے میں آپ نے دیگر فرق السلام کی ہمنوائی نہیں کی؟

آپ نے یقیناً مفتی محمود جمائت السلامی اور فرق اسلام سے اپنے اپنے وقت پر تعاون کیا تھا آپ کو معلوم ہے کسی دانشمند نے آپ کے اس فعل پر اعتراض نہیں کیا تھا۔ بلکہ آپکی تعریف کی گئی تھی ۔لیکن کیا ذاکرین آل محمدؐ آپ کی نگاہ میں مذکورہ مقامات اتحاد کا درجہ بھی نہیں رکھتے؟

کیا سبزپر اصلاح عزاداری کے نام پر سدیوں رائج مراسم عزاداری میں کیڑے نکالنا قومی انتشار کا موجب نہیں؟

آپ نے دیکھ لیا ہے کہ ملت جعفریۂ پاکستان کتنے عظیم انتشار کا شکارہوگئی ہے۔ کیا اس افتراق کا سہرہ آپ کے سرپر نہیں ؟ آکر میں ایک مرتبہ پھر گذارش کروں گا جس دین کا درد آپ کو بستر پر لیٹنے نہیں دیتا اُسی دین کے نام پر ہی آپ سٹیج کا تقدس پامال نہ کریں۔ انتشار کی جگہ اتحاد اور افتراق کی جگہ تنظیم کی فکر کریں آپ کی عزت بھی محفوظ رہے گی۔ آپ کی جیب بھی گرم رہے گی اور آپ کے معاش پر بھی زدنہ پڑے گی۔ مقدر ملتا رہے گا بصورت دیگر اگر آپ نے اس گذارش پر کان نہ دھرے تو آیتہ اللہ العظمیٰ خمینئی اعظم کے ارشاد گرامی پر عمل کرنے کا وقت آن پہنچا ہے۔ ار وہ دن دور نہیں جب شیعان آل محمدؐ ولایت فقیہہ کے مطابق آپ کے سروں سے عمامے آپ کے نتیجے سے مسند قضا اور آپ کے جسم سے عبا قبا چھین لیں گی۔ اور پھر تمہاری داستان تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں۔

ماعلینا الاالبلاع والسلام علی من اتبع الہدیٰ

احقر جاڑوی ۲۲۔۹۔۸۲ 12:30 بجے شباجحاججحا

جملہ حقوق محفوظ ہیں

ھاتو برھانکم ان کنتم صادقین

حقیقت شرک

ضمیمہ عقائد الابرار

از علامہ اثیر جاڑوی

فاضل قم

پرنسپل جامعہ حسینیہ جھنک صدر

طبع دوم

تعداد ایک ہزار

اصل کتاب کشف اسرار ازآیت اللہ العظمیٰ روح اللہ خمینی

ترجمعہ عقائد الابرار ازعلامہ اثیر جاڑوی فاضل قسم پرنسپل جامعہ حسینیہ جھنگ صدر

کاتب شفیق احمد

سلطان باہوؒ پرنٹنگ پریس فوارہ چوک جھنگ صدر

فون

قیمت روپے

پریس درسگاہ قائم آل محمد راولپنڈی روڈ چکوال

**فہرست**

|  |  |  |  |
| --- | --- | --- | --- |
| **مضمون** | **صفحہ** | **مضمون** | **صفحہ** |
| خیال رکھنا شرک ہے |  | نذر و نیاز |  |
| آکاش بیل |  | عقیدہ اولیٰ |  |
| تقلید سے فرارا |  | سرور کونینؐ ورامچندر |  |
| شیعہ سے اتحاد |  | علم سرور کونینؐ |  |
| اپیل |  | استمداد |  |
| لکم دینکم ولی دین |  | مشاہد مشرفہ کی آرائش |  |
| شیعہ دشمنی |  | درد مندانی اپیل |  |
| دیو بندی اعتقادات |  | انکار کیوں؟ |  |
| علم نبیؐ وآئمہؐ |  | چک ماہنی |  |
| استمداد |  |  |  |

**مصنف علام کے دیگر قلمی شہ پارے**

نظام مصطفیٰ بزبان زوجہ باصفہ ۳حصے ، صرف صحیح بخاری شریف سے اُم المومنین عائشہ تین احادیث کا نادر مجموعہ قیمت فی حصہ ۲۴ روپے ۔

آپت العرفان بجواب بلاغ القرآن (زیرطبع)آیت تطہیر پر بلاغ القرآن کے اعتراضات کے قرآنی جوابات قیمت ۲۴ روپے۔

جواز مُتعہ ، حُرمت متعہ کے سلسلہ میں منقول احادیث کی تحقیق قیمت ۶

زمین اور خاک کربلا: آیت اللہ العظمی شیخ محمد حسین آل کاشف الغطاء کی مایہ ناز لصنیف الارض والتربۃ الحسینیہ معہ اصل عربی متن کا ترجمعہ ۱۲

مطلوب الطالب درایمان ابوطالب۔ قرآن حدیث ، تاریخ اجماع اور عقل سے کفیل رسولؐ ابوطالب کا ایمان قیمت ۴۲

نماز حیدریہ پاکٹ سائز جو کچھ دیگر نماز ہائے جعفریہ میں ملتا ہے وہ سب کچھ پاکٹ سائز میں موجود ہے ۶

**خیال رکھنا شرک ہے**

علم و عمل ،دین وریاضت فِکر وتدبر اور عقل وحلم سے خالی لباس علماء میں ملبوس بقلم خود علامے مادرزاد مفتیاں کرام اور انتشار پرست انتشار جو انتشارخواہ انتشار پرور اور انتشار پسند طبقہ جگہ جگہ منبر و محراب میں شرک شرک کی ڈفلی بجا رہا ہے۔

اللہ کے علاوہ کسی سے نہ مانگو شرک ہے۔

اللہ کے سواکسی کو عالم الغیب نہ کہو شرک ہے۔

اللہ کے سواکسے کو مشکل کشا نہ سمجھو شرک ہے۔ علی ہذالقیاس گویا ذات احدیت اتنی محدود اوصاف کی مالک ہے کہ بندہ بندہ اٹھ کر اس کے شریک بنارہا ہے کیا میں گزارش کر سکتا ہوں کہ

وہ کوئی شخص عدل نہ کرے کیونکہ اللہ عادل ہے اور جو عدل کرے گا وہ عادل بن کر اللہ کا شریک ہوگا۔

کو ئی شخص رحم نہ کرے کیونکہ اللہ رحیم ہے اور رحم کرنیوالا اللہ کی صفت میں شریک ہوجائیگا۔

کوئی شخص شریف نہ بنے کیونکہ اللہ شریف ہے اور اشرافت اپنانے والا شریف بنکر اللہ کا شریک ہوجائیگا۔

کوئی شخص کسی کو معاف نہ کرے کیونکہ اللہ غفور ہے اور معاف کرنیوالا غفور بن کر اللہ کا شریک بن جائیگا۔

کوئی شخص سرور کونینؐ یا آئمہ کرام سے دین نہ مانگے کیونکہ دین اللہ کا ہے اور غیر اللہ سے مانگنا شرک ہے لہٰذا سرور کونینؐ اور معصومین سے دین مانگنے والا مشرک ہوگا۔

اگر یہی اسلام ہے ۔ اگر یہی ایمان ہے اگر یہی درس وحدت ہے اور اگر خدمت دین ہے تو آپ اپنا خدا اپنا رسول اور اپنے آئمہ اپنے پاس رکھیں ہمیں جس خدا نے شافع امت جیسا رحمۃ اللعالمین عبداللہ لال محمدؐ دیا ہے اور علی مولا جیسے کریم ائمہ دیئے ہیں اس نے ہمیں یہ بھی حکم دے رکھا ہے کہ جس ظرح میں دین براہ راست نہیں دیتا اسی طرح دنیا بھی براہ راست نہیں اور ان سے مانگنا بھی مجھ ہی سے مانگنا ہے تم مانگتے رہو میں دیتا رہوں گا۔

**آکاش میں بیل**

میں نہیں سمجھتا کہ دیوبندی مکتب فکر کو فرق اسلام میں کس فرقہ سے شمار کروںکیونکہ یہ گروہ عقائد میں اہلحدیث کا مقلد ہے اور اعمال میں اہلسنت کا ہمنوا ہوکر فقہ حنفی کا پیرد ہے جبکہ اہلحدیث مسلک کے سالک فقہ میں امام اعظم کو وہ صلواتیں سناتے ہیں کہ رہے نام اللہ کا۔

اہلسنت کے بنیادی مسلک تو دوہی تھے مقلدین اور غیر مقلدین پھر مقلدین ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک امام کی فقہ پر عمل کرنے لگے اوعع غیر مقلدین میں سے کچھ اہلحدیث کہلائے اور کچھ اہل قرآن کہلائے جب دیوبندی مکتب فکر کے اصول دیکھتے ہیں تو کاملاً مکہ سے درآمدہ نظر آتے ہیں اور جب ان کے اعمال دیکھتے ہیں تو ان پر تقلید کی مہر نظر آتی ہے اور یہ دونوں طبقے ایک دوسرے کو دائرہ اسلام میں نہیں سمجھتے شاید یہی وجہ ہے کہ بانیان دیوبند نے ایک تیسی راہ نکالی اہلحدیث سے عقائد لے کر ان کے فتویٰ سے بچنے کی کوشش کی اور مقلدین کیساتھ فروغ میں شامل ہوکر ان میں بھی مقام عزت حاصل کرنے کی فکر کی لیکن بھان متی کے اس کنبہ کو پناہ کہیں بھی نہ ملی اہلحدیث نے اما م ابو حنیفہ کے قیاسی مسائل کی بدولت ان کی ٹانگ کھینچی تو بریلوی حضرات نے ان کے عقائد دیکھ کر ان سے اپنی برٱت کا اظہار کیا اب ان غریبوں کے لئے نہ مکہ جگہ ہے اور نہ ہی عراق میں خدا معلوم بروز محشر کیا کریں گے ۔ جب محمد ابن عبدالوہاب کے پاس عقائد لے کر جائیں گے تو ان کی تقلیدی نمازوں اور حجوں کو دیکھ کر ان کے عقائد مسترد کر دیں گے اور جب اپنی نمازوں کو لے کر امام اعظم کے دربار میں پیش ہونگے تو وہ ان کے عقائد کو دیکھ کر اپنے حلقہ ارادت میں جگہ دینے سے معذرت کرلیں گے۔

نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

**تقلید سے فرار**

خدا معلوم دیوبندی گروپ تقلید کا جو اپنی گردن سے اتار کیوں نہیں پھینکتا حالنکہ دیگر مسائل میں تو شاید تقلید ان کے لئے باعث تکلیف نہ ہو لیکن شیعہ کے سلسلہ میں امام اعظم کی تقلید ان کے لئے بارگراں ہے اس سلسلہ میں یہ لوگ مقلد ہوتے ہوے بھی غیرمقلدین بن جاتے ہیں اور امام ابو حنیفہ کی اپنی تصنیف فقہ اکبر کے واضح فتویٰ کو نہین مانتے۔

لانکفر مسلماً بذنب من الذنوب وان کانت کبیرۃ اذالم یستحلھا ولانزیل عنہ اسم الایمان

ترجمعہ: ہم کسی مسلمان کو کسی گناہ کبیرہ کے باوجود بھی کافر نہیں کہتے اور نہ ہی غیر مومن کہتے ہیں پھر اسی کے ذیلل میں محترم علی قاری تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۸۵؎

ثم بسط الامام الکلام فی نفی تکفیر ارباب الاثام من اھل القبلۃ ولومن اھل بدعتہ دلالۃ علیٰ ان سب الشیخین لیس بکفر کما اصححہ ابو شکوروالسمی فی تمہیدہ وذلک بعدم ثبوت مبناہ وعدم تحقق معناہ فان سب المسلم فسق کمانی حدیث ثابت وحینئذ لیستوی الشیخان وغیر ھُما فی ھذا الحکم۔

ترجمہ: پھر امام کا اہل قبلہ سے خواہ وہ اہل بدعت ہی کیوں نہ ہوں گناہوں کی بدولت عدم کفر کی وضاحت کرنا اس بات کی دلیل ہے سب الشیخین کفر نہیں ہیں جیسا کہ ابو شکورو نے اپنی تمہید میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ شیخین کو سب کرنے والے کو کافر کہنے کی کوئی بنیاد نہیں ہے اور نہ ہی معنائے کفر ثابت ہوتا ہے کیونکہ حدیث کے مطابق سب مسلم فسق ہے اور اس بناء پر اس حکم میں شیخین اور دیگر مسلمان برابر ہیں۔

اما م ابو حنیفہ کے مقلدین اسی فتویٰ کی بنیاد پر معاویہ اور دیگر ان حکمرانان بنی اُمیہ کو کافر نہیں کہتے جو داماد رسولؐ حضرت علی پر سترس برس تک برسرمنبر سب وشتم کرتے اور کرواتے رہے لیکن ویوبندی گروہ اس مسلئہ میں امام اعظم کی تقلید نہین کرتا اور رشید احمد گنگوہی اور ان کے پیروہ کار شیعہ کو جو اہل قبلہ بھی ہیں اہل قرآن بھی ہیں اور کلمہ گو بھی ہیں مسلمان نہیں سمجھتے حالانکہ شیعہ نے کبھی کسی دور میں بھی شیخین یاکسی دوسرے صحابی رسولؐ کو سب نہیں اگر شیخین کی خلافت کو تسلیم نہ کرنا سب ہے تو پھر اس میں تمام اہلسنت بھی سبی بن جائیں گے کیونکہ وہ بھی تو شیعہ عقیدہ کے مطابق حضرت علی کو خلیفہ اوّل تسلیم نہیں کرتے۔

فتویٰ رشید یہ سے مولانا رشید گنگوہی کے فتویٰ جو شیعوں کے متعلق پوچھے گئے قارئین کی تسلی کے لئے درج کئے گئے ہیں آگے چل کر دیکھ لیجئے گا

اللہ ہم سب مسلمانوں کو ہدایت دے۔

**شیعہ سے اتحاد**

دیوبندی اخلاق اور شائستگی کا اندازہ اس بات سے لگا یا جا سکتا دیوبندی مکتب فکر کے مطابق شیعہ اثنا عشریہ اُمت مسلمہ کی فہرست میں نہیں بلکہ کافر ہیں حالانکہ شیعہ لاالہ الا اللہ محمدرسول اللہ میں حجرات برابر کے شریک ہیں اور شیعہ نے کبھی بھی کسی کلمہ گو کو کافر یا مۃرتد نہیں کہا اور یہ حضرات دیوبندکے صدسالہ جشن میں اندر گاندھی کی صدارت دیوبندمیں اس کی آمد نشت ورفت اور خوردنوش کو برداشت کر لیتے ہیں لیکن کسی شیعہ کے ساتھ میل جول کو جائز قرار نہیں دیتے ایسی آتش فشاں فضا میں اتحاد کیسے ہوسکتا ہے؟ اور ایک ہاتھ سے تالی کیسے بجائی جاسکتی ہے؟ پھر بھی بایں ہمہ ہم شیعان حید کرار اپنی زندگی کے آخری لمحہ تک دامن اتحاد نہیں چھوڑیں گے اور اپنے بھائیوں سے گزارش کرتے رہیں گے آؤ مل بیٹھیں۔

ملاحظہ ہو فتاوائے رشیدیہ مطبوئہ ایجوکیشنل پریس کراچی۔ ۲۲۵؎

**سوال :-** جو عورت سینہ رافضی کے تحت میں بعد ظہور رفض کے بخوشی خاطررہ چکی ہو پھر رفض یا دوسری شیی کو حلیہ قرار دیکر بعد طلاق علیحدہ ہوجائے اور سُنی سے نکاح کرلیوے تو یہ نکاح بعد طلاق شیعہ کے کیا حکم رکھتا ہے اور اولاد سنی کی اگر رافضی ہوجاوے تو درسنی کے ترکہ سے محروم ہوجائے گی۔

جواب؛جس کے نزدیک رافضی کافر ہے وہ فتویٰ اول ہی سے بطلان نکاح کا دیتا ہے اس میں اختیار زوجہ کا کیا اعتبار ہے پس جب چاہے اور جو فاسق کہتے ہیں ان کے نزدیک یہ امر ہر گزدرست نہیں کہ نکاح اول صحیح ہوچکا ہے اور بندہ اول مذہب رکھتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم علی ہذا رافضی اولاد سنی کو ترکہ سنی سے نہ ملیگا فقط واللہ تعالیٰ۔

دیکھا جناب والا نے مولا نا رشید احمد صاحب نےکس طرح صاف گوئی سے کام لیا ہے مولانا کے اس جواب سے چند امور سامنے آتے ہیں ۔

الف۔ شیعہ کے متعلق علمائے دیوبند کے دو نظریئے ہیں۔

۱۔ شیعہ کافر ہیں۔ ۲۔ شیعہ فاسق ہیں۔

ب۔ مولانا رشید احمد صاحب کے نزدیک شیعہ کافر ہیں۔

ج۔ سنی عورت کا اگر شیعہ مرد سے نکاح ہوجائے تو نکاح باطل ہے۔

د۔ ایسی عورت طلاق کی محتاج نہیں اور جب چاہے بلا طلاق شیعہ مرد سے علیحدگی اختیار کرکے دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے۔

لا:۔ اگر کسی سُنّی مرد کی اولاد شیعہ ہوجائے تو وہ باپ کی وارث نہیں ہوگی۔

**فتاوائے رشیدیہ صہ 275**

**سوال 2: -**روافض سے اُنس رکھنا اور اتحاد رکھنا اور رسم دوستی ادا کرنا اور اُس کی دعوت کرنا اور اُس کے یہاں دعوت کھانا، باوجود یکہ اس سے دین و دنیا کا کوئی مطلب نہ ہوجائز ہے یا نہیں اور جو شخص بلا ضرورت روافض سے اتحاد رکھے وہ کیسا ہے اور ثقات کو اس کی میت اکل و شرب بلا کراہت جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- روافض ، خوازح اور سب فساق سے رابط ضبط مورت کا حرام ہے۔ مگر بسبب معاملہ ناچاری کے معذور ہے۔ ان سے مورت کر نیوالا مداہن فی الدین عاصی ہے۔

**فتاوائے رشیدیہ صہ276**

**سوال عہ3 :-** رافضی کا دعوت اور جنازہ میں نماز کی شرکت جائز ہے یا نہیں؟

**جواب:-** رافضی کا دعوت رکھانا گودرست ہے ر حضور نماز جنازہ اور ان سے محبت نا درست ہے۔ اس لئےدعوت وغیرہ بھی نہ کھانی چاہیے کہ اس سے محبت بڑھتی ہے۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم

**فتاوائے رشیدیہ صہ 322**

**سوال 4:-**  یزید کہ جس نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا ہے وہ آپکی رائے شریف میں کافر ہے یا فاسق!

**جواب:-** کسی مسلمان کو کافر کہنا درست نہیں ۔ یزید مومن تھا بسبب قتل کے فاسق ہوا ۔ کفر کا حال دریاقت نہیں کافر کہنا جائز نہیں کہ وہ عقیدہ قلب پر موقوف ہے۔

**فتاوائے رشیدیہ 386**

**سوال 7:-**روافض یا خوراج کو کافر کہنا جائز ہے یا نہیں ؟ اور اُن کے ساتھ عقدنکاح وغیرہ کرنا جائز ہے یا نہیں ؟ مگر تحریمی ہے یا تنزیہی حرام ہے یا غیر حرام اور عندالتقویٰ کیسا ہے؟

**جواب :-**  رافضی کے کفر میں خلاف ہے جو علما۔ کافر کہتے ہیں ۔ بعض نے اہل کتاب کا حکم دیا ہے نعض نے مرتدکا پس درصورت اہل کتاب ہونے کے عورت رافضیہ سے مردسُنی کا نکاح درست ہے اور عکس اس کے ناجائز اور بصورت ارتداد ہر طرح ناجائز ہوگا۔ اور جو اُن کو ناسق کہتے ہیں ۔ ان کے نزدیک ہر طرح درست ہے

**مگر ترک بہرحال اولیٰ ہے۔** فقط واللہ تعالےٰ اعلم

**فتاوائے رشیدیہ**

**سوال نمبر 6:-**  یزید کہ جس نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرایا وہ قابل لعن ہے نہیں۔ گو کہ لعن کرنے میں احتیاط کرے۔ بہت اکابردین درباب لعن یزید تحریر فرما چکے ہیں، چنانچہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ شب شہادت کو میں نے ایک آواز غیب سُنی کہ کوئی کہتا تھا شعر۔ **ایمانالقاتلون جھلاحسینا بشروابالعذاب واتزلیل**  اے وہ لوگو جنہوں نے حسینکو جہالت سے قتل کیا۔ عذاب اور ذلت کی خوشخبری حاصل کرو۔

**قد لعنتم علیٰ لسان ابن داؤد و موسیٰ وحامل الا نجیل.**

تم ابن داؤد کی زبان پر لعنت کئے گئے ہو اور موسیٰ اور صاحب نجیل کی زبان پر تحریرالشہادتین میں اسی طرح لکھاہے(صواعق محرقہ) امام جلال الدین تاریخ الخلفا میں تحریر فرماتے ہیں-

**تال صلی اللہ علیہ وسلم من اخان اھل المدینت اخلافہ اللہ وعلیہ لعنت اللہ والملائکہ والناس اجمعین(رواہ مسلم ) دکان سبب خلع اھل المدینتہ لہ ان یزید اسرف فی المعاصی**

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس اہل مدینہ کو ڈرایا اللہ تعالیٰ اس کو ڈرائے گا اور اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی (اس کو مسلم نے روایت کیا ہے ) اور اہل مدینہ نے اس لئے بیعت کوتوڑ دیا کہ یزید نے گناہوں میں بے حد زیادتی کردی تھی۔اور دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

**فقتل وجیئ براسہ فی طثت حئی وضع**

**بین یدی ابن زیاد لعن اللہ قاتلہ وابن زیاد معہ ویزید ۔**

پس حسین قتل کئے گئے اور ان کا سرطشت میں لایا حتٰی کہ ابن زیاد کے سامنے رکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ اس پر اور قاتل حسین پر اور اس کے ساتھ یزید پر لعنت کرے۔ اور بعض محققین مثل امام ابن جوزی اور ملا سعدالدین تغتازانی وغیرہ رحمہم اللہ سبھی لعن کے قائل ہیں ۔ چناچہ مولانا قاضی ثنا اللہ صاحب پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں۔

وجہ قول جواز لعن آنست کہ ابن جوزی روایت کردہ کہ قاضی ابولیعلی درکتاب خودمعتمد الاصول بسند خود از صالح ابن احمد ابن حنبل روایت کردہ کہ گفتم پدرخودرا کہ اے پدر مردم گمان میبرمذکہ مامروم یزید را دوست میداریم۔ احمد گفت اے پسر کسیکہ ایمان بخدادرسول واشتہ باشد او را دوستی یزید چگونہ روا باشد و چرالعنت نہ کردہ شود بر کسیکہ خدا بروئے در کتاب خود لعنت کردہ ۔ گفتم در قرآن کجا بریزید لعنت کردہ است احمد گفت نہل عیتم ان توسیتم ان تفسدوا فی الارض و تقطعوا ارحامکم۔

**(22) اولئک الذین لعنہم اللہ فاصمھم و اعمٰی ابصارھم**

**(23)افلایتدبرون ام علیٰ قلوب اقضا لھا۔**

**(24) ان الذین ارتدواعلی او بارھم من بعد ماتبیّن لہم الھدٰی الشیطان سول لہم و املی لہم۔**

**(25) ذلک بانہم قالو الّذین کرھوامانزل اللہ سنطیعکم فی بعض الامر واللہ یعلم اسرارھم**

**(26) فکیف اذا تو فتھم الملائکت یضربون وجوھم وادبارھم**

**(27) ذلک بانھم اتبعومااسخط اللہ وکرھوارضوانہ فاحبط اعمالھم ۔**

**(29) ام حسب الّذین فی قلوبھم مرض ان لن یخرج اللہ اضفانہم**

**(30) ولونشاء لا ریناکھم فلعوفتھم بسیماھم ولتعرفنھم فی لحن القول واللہ یعلم اعمال لکم۔**

**ترجمہ : 66**کیا عنقریب تم پچھلی قدموں پر پھر جاؤ گے ۔ ورئے زمین پر فساد کروگے اور قطع رحمی کروگے۔

**(23)**  یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے۔ انہیں بہرا اور اندھا کردیا ہے۔

**(24)**  کیا یہ لوگ قرآن میں فکر نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے پڑے ہیں ؟

**(25)** ہدایت کے صراحتہ آجانیکے بعد جو لوگ اپنے پچھلے قدموں پر پھرے شیطان ان پر غالب آیا اور ان کے اعمال کو لکھّا۔

**(26)**  اس کی وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے احکام خدا کو ناپسند کرتے ہوئے کہا کہ ہم بعض احکام میں تمہاری پیروی کریں گے۔ اللہ ان کے دلوں کو جانتا ہے۔

**(27)**  یہ لوگ اس وقت کا کیا کریں گے ۔ جب مائکہ ان کو رُوح قبض کریں گے اور ان کے چہروں اور پشتوں کو ضربیں لگائیں گے۔

**(28)** اس کی وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے اس کی پیروی کی جن سے اللہ ناراض ہے او ر ان لوگوں نے اللہ کی خوشنودی کو پسند نہیں کیا ۔ چناچہ اللہ نے ان کے اعمال ضبط کرلئے۔

**(29)** جن لوگوں کے دل میں کینے ہیں کیا ان کا یہ خیال ہے کہ اللہ انہیں ظاہر نہیں کرے گا۔

**(30)** اگر ہم چاہیں تو ایسے افراد تجھے دکھاسکتے ہیں۔ لیکن تو علامت ہی سے پہچان اور ان کی غلط گفتار سے پہچان اللہ تمہارے اعمال سے واقف ہے۔

اور نیز مکتوبات صہ 203 میں ہے۔

کہ کفر بر یزید ازروایت معتبرہ ثابت مشیوو پس اومستحق لعن است اگر چہ درلعن گفتن فائدی نیست لیکن

**الحب فی اللہ والبغض فی اللہ مقتضی آبست واللہاعلم**

**ترجمہ:۔** لعنت کے جواز کا قول اس بنا پر ہے کہ ابن جوزی نے روایت کی ہے کہ قاضی ابولعیلی اپنی کتاب معمدالاصول میں اپنی مسند کے ساتھ حمالح ابن احمد حنیل سے رواییت کرتے ہیں کہ ،میں نے اپنے والدسے کہا کہ اے باپ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم یزید کو درست رکھتے ہیں۔ احمد نے فرمایا اے بیٹے ! جو شخص خدا اور رسول صہ ّ ٌپر ایمان رکھتا ہو۔اس کی یزید کی دوستی کس طرح جائز ہو سکتی ہے؟ اور کس لئے لعنت نہ کی جائے اس شخص پر جس کہ اللہ نے اپنے کتاب میں لعنت فرمائی ہو۔ میں نے کہا قرآن میں یزید پر لعنت کہاں ہے؟ تو احمد نے فرمایا آیت میں فھل عسیتم ان تولیتم الخ میں ،

**مکتوبات 203 کا ترجمہ:**

غرضیکہ یزید پر کفر معتبر روایات سے ثابت ہوتا ہے ۔ پس وہ مستحق لعنت ہے اگر چہ لعنت کرنے میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ لیکن اللہ کے لئے محبت ،اللہ کے لئے دشمنکا مقتضیٰ یہ ہے ۔ اللہ اعلم

ان عبارات مذکورہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض حضرات کفر کے بھی قائل تھے اور بعض حضرات اکابر دین لعن کو جائز قرار نہیں فرماتے اس لئے کہ یزید کے کفر کا حال محقق نہیں پس وہ قائل لعن نہیں ۔ لہذا یزید کو کافر کہنا اور لعن کرنا جائز ہے کہ نہیں مدلّل ارقام فرمائیں۔

**جواب:۔** حدیث صحیح ہے کہ جب کوئی کسی پر لعنت کرتا ہے ۔ اگر وہ شخص قابل لعن کا ہے تو لعن اس پر پڑتی ہے ورنہ لعنت کرنے والے پر رجوع کرتی ہے پس جب تک کسی کا کفرپر مرنا محقق نہ ہوجاوے اس پر لعنت کرنا نہیں چاہیئے کہ اپنے اُدپرعور لعنت کا اندیشہ ہے۔ لہذا یزید کے وہ افعال ناشائستہ ہر چند موجب لعن کے ہیں ۔ مگر جس کو محقق اخبار سے اور قرآن سے معلوم ہوگیا وہ ان مفاسد سے راضی و خوش تھا اور ان کو مستحسن اور جائز جانتا تھا اور بدون توبہ کے مرگیا تو وہ لعن کے جواز کے قائل ہیں اور مسئلہ یوں ہی ہے جو علماء اس میں تردّو رکھتے ہیں کہ اوّل میں وہ مومن تھا۔اس کے بعد ان افغان کا مستحل تھا یا نہ تھا اور ثابت ہوا یا نہ ہوا، تحقیق نہیں ہوا پس بدون امراس کے لعن جائز نہیں لہذا وہ فریق علماء کا بوجہ حدیث منع ہے ۔ مسلم کےلعن سے منع کرتے ہیں اور یہ مسئلہ بھی حق ہے ۔پس جواز لعن او ر عدم جواز کا مدار تاریخ پر ہے اور ہم مقلّدین کو احتیاط سکوت میں ہے کیونکہ اگر لعن جائز ہے تو لعن کرنے میں کوئی حرج نہیں ۔ لعن نہ فرض ہے ۔ نہ واجب ، نہ سنّت ، نہ مستحب محض مباح ہے اور جو وہ محل نہیں تو خود مبتلا ہونا معصٌیت کا اچّھا نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

**فتاوائےرشیدیہ 552**

**سوال نمبر 7 :۔** جبکہ حضرت معادیہ نے حضرت امام حسّن سے اقرارنامہ لکھا تھا کہ تا زندگی یزید پلید کو ولی عہد نہ کروں گا ۔ پھر حضرت معاویہ اپنےقول سے کیوں پھر گئے اور یزید پلید کو کیوں ولی عہد کیا ؟ صحابی سے اقرارتوڑنا بعید معلوم ہوتا ہے۔ قسمار باز اور شراب خور یزید پہلے ہی سے تھا یا ولیعہدی کے وقت نہ تھا مفصل صحیح کس طور ہے؟

**جواب :۔** حضرت معاویہ نے کوئی وعدہ عہد یزید کے خلیفیہ نہ کرنے کا نہیں کیا۔ یہ واہیات وقائع ہیں فقط یزید اول صالح تھا ۔ بعد ؒخلافت کے خراب ہوا تھا۔

**نتیجہ :** سب سے پہلے تو یہ بات ذہن نشین فرما لیجئےکہ سوالات کے نمبر قارئین کی سہولت کے لئے دیئے گئے ہیں۔ ورنہ فتاوائے رشیدیہ میں نمبر نہیں دیئے گئے ۔ لہٰذا ان نمبروں سے یہ غلط فہمی پیدا نہ ہو۔ چونکہ ہمیں ان فتاوٰی کا تجزیہ کرنا تھا اور قارئیں کے ذہن نشین کرانا تھا۔ اس لئے نمبر دیئے گئے ہیں اگر حوالہ تلاش کرنا ہوتو صفحات نمبر اور پریس لکھ دیئے گئے ہیں۔

**سوال نمبر 1** کا تجزیہ تو آپ نے ملاحظہ فرمالیا ہے۔ اب سوال نمبر 2 میں غور فرمائیے :

٭ سائل پوچھتا ہے کہ اگر غیررافضی کو رافضی کے ساتھ کوئی دینی یا مطلب اور طمع نہیں تو کیا غیر رافضی ایسے رافضی سے میل جول رکھ سکتا ہے۔

٭ رافضی سے محبت اور انس جائز ہے؟ اور اہل تقویٰ ایسے شخص کے ساتھ کھاپی سکتے ہیں یا نہیں ؟

**سوال نمبر 3** میں سائل نے شیعہ کے نماز جنازہ اور شیعہ سے ہدیہ وغیرہ لینے کے متعلق پوچھا ہے جواب میں

مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی جواب میں لکھتے ہیں کہ ایسے افراد خارجی اور فاسق کی طرح ہیں۔ لہٰذارافضیوں سے بلاضرورت دینی ودنیادی محبت رکھنے والا گنا ہگار ہے ۔ البتہ اگر رافضی سے کوئی دینی یا دنیادی معاملہ ہو یا لالچ ہو توپھر گناہ نہیں ہے۔ اس کی دعوت کر بھی سکتا ہے ، اور رافضی کی دعوت کھا بھی سکتا ہے۔

**سوال نمبر 4**  میں سائل نے یزید لعنہ کے متعلق کے پوچھا ہے کہ دُہ کافر ہے یا فاسق ۔ مولانا رشید احمد صاحب جواب میں فرماتے ہیں کہ کسی مسلمان کو کافر کہنا ناجائز ہے۔ یزید پہلے مومن تھا۔ نوائسہ رسول کے قتل نے اسے فاسق بنادیا ہے اور کفر یزید معلوم نہیں ۔کتنا تعّجب ہےمولٰیناکو یزید کاکفر معلوم نہیں لیکن شیعہ کا کفر معلوم ہے۔

**سوال نمبر 5**  میں سائل خوراج اور شیعہکے متعلق پوچھا ہے کہ کیا ان دو گروہوں کو کافر کہا جا سکتا ہے، اور کیا شیعہ عورت سے سنیّ مرد کا نکاح کرنا جائز ہے ؟ مولانارشید احمد صاحب نے جواب میں فرماتے ہیں کہ شیوں کے متعلق علمائے اہل سنّت میں اختلاف ہے ۔

٭ بعض علماءکے نزدیک شیعہ کافرہیں ۔

٭ بعض علما ء کے نزدیک مرتدہیں ۔

٭ اور بعض علما ء کے نزدیک فاسق ہیں۔

جو علماء شیعہ کو کافر یا مرتد مانتے ہیں ۔اُن کے مطابق شیعہ کو کافر اور مرتد کہنا درست ہے اور ان سے رشتہ ناجائز ہے اور جو فاسق کہتے ہیں۔ ان کے مطابق رشتہ وغیرہ جائز ہے۔ آخر میں مولٰسینابہرحال فرماکر ترک رشتہ کو اولیٰ کہتے ہیں۔

**سوال نمبر 6 :۔** بہت مفصّل ہے۔ البتہ اس کا جواب ملاحظہ فرما لیجئے ۔یزید کے ناشائسئہ حرکات اگر چہ موجب لعن ہیں ۔ لیکن ہم مقلّدین کو سکوت کرنا چاہیئے کیونکہ لعنت واجبات سے نہیں۔

**سوال نمبر 7** میں معاویہ اور امام حسّن کی صلح میں جو شرائط تھیں ان کے بارے میں پُوچھا گیا ہے اور مولینا رشید احمد صاحب تاریخ کے اتنے بڑے سمندر کو صرف یہ کہ کر پی گئے کہ یہ سب واہیات واقع ہیں۔ معاویہاوار امام حسّن میں کسی قسم کا کوئی معاہدہ نہ تھا۔ ہاں یہ ضرورہے کہ یزید ابتدار اچھا تھا ۔ اقتدار ہاتھ آنے کے بعد خراب ہوگیا 3-+تھا۔ ملت شیعہ کے متعلق دیوبندی فکر آپ نے ملاحظہ فرمالی ۔ کہ جب کہیں شیعہ کا نام آتا ہے تو دیوبندی قلم انتہائی روانی اور بیساکی کے ساتھ سب کچھ اُگل دیتا ہے اور اسے نہ اتحاد میں المسلمین کا پاس ہے نہ شیعہ کے **لا الہٖ الااللہ محّمد رسول اللہ**  پڑھنے کا خیال ہے لیکن یزید کے معاملہ میں انتہائی احتیاط سے قدم اٹھتا ہے اور نہ اپنے علم وفضل کا خیال رہتا ہے نہ دیانت وامانت کا حالانکہ 322 پر اس حقیقت کا کُھلا اعتراف ہے ، کیونکہ یزید کا کردار خلاف اسلام تھا۔ نواسئہ رسول صہ کو شہید کرنے والا مگر باین ہمہ اس کا کفر معلوم نہیں۔ اس کہ مقابلہ میں 225 پر شیعہ کے متعلق علمائے اہل سنّت کا اختلاف نقل کرکے اپنا مذہب بتایا ہے کہ بندہ کے نزدیک شیعہ کا فرہیں۔ نوائسہ رسول کےقاتل مسلمان ہیں اور نوائسہ رسول کے قاتلین سے تبراکرنے والے غیر مسلم ہیں۔ دیوبند کے صدسالہ جشن تاسینپر اندرا گاندھی کو دیوبند میں بلانا ۔ اس کی زیرصدارت دیوبند کے فضائل پڑھنا اور اس کے ساتھ مِل بیٹھنا درست اور مطابق شروع ہے لیکن شیعہ کے ساتھ مل بیٹھنا خلاف اسلام ہے۔امّت مسلمہ پاکستانیہ کے سامنے صرف یہ دو رُخ پیش کرنا ہیں کہ مملکتِ خداداد پاکستان کے دشمنان وجود آج ملک میں کیا کچھ کررہے ہیں اور وہ اہالیان پاکستان کو کس طرح ایک دوسرے کے دست و گریبان کررہے ہیں۔

**اپیل**

اگر اہالیان پاکستان مملکت خداداد میں بسنے والا شیر کےمتعلق بھی یہ بتادیں کہ کسی بھی عالم دین نے تحریک پاکستان سے لے کر آج تک کسی جگہ اور کسی قدم پر مملکتِ پاکستان کی مخالفت کی ہو۔ بلکہ دیو بندی مکتب فکر کی زبان درازی اور جسارت آشاقلم کی وجہ ہی یہی ہے کہ جب سے شیعہ فکرد دولت نے پاکستان کو وجود دیا ہے۔ اس وقت سے ہر قدم پر شیعہ، تلخی کا جواب نرمی سے دیئے ہیں تاکہ ملک انتشار کا شکار نہ ہو اور دشمنانِ پاکستان قلم سے زیادہ کوئی قلم اور شیعہ کے بیان سے زیادہ کسی میں قوتِ بیان نہیں۔ ہم آج بھی مسلمانان مملکت خداداد کی خدمت میں دردمندانہ اپیل کرتے ہیں کہ وہ خود بھیک منگے مولویوں کے منہ میں لگام، ناک میں نکیل اور گلے میں پٹے ڈالیں ۔ جن کی زبانیں کترنی کی طرح شیعہ معتقدات اور تاریخی مسلمات کو کاٹتی رہتی ہیں۔ بڑی غلط فہمی ہوگی اگر ہمارے صبر کو بزدلی سمجھ لیا گیا اور ہماری حب الوطنی کو قلتِ مواد پر محمول کیا گیا ۔

یہ گستاخ قلم جو آلِ محّمد سے بڑھ کر اب خود سرور کو نین کی عبائے عظمت میں شگاف ڈالنے لگےہیں اگر ردکے نہ گئے تو ٌپھر مجبور ہوکر بدر وحنین کے بھگوڑوں، خیر و خندق کے شکست خوردہ ذہنوں فتح مّکہ کے نو مسلم فتینہ پردازوں ، جنازہ رسول کوچھوڑکر سقہفہ بنی ساعدہ میں پناہ لینے والے اختلاف پردروں، سرور کو نین کے مرض الموت میں گستاخ زبانوں، عم رسول کا جگہ چبانے والے ماں کے بیٹوں اور پوتوں کے ایخبٹوں تخت وتاج کے مالک مسلمان نماشر کون، دردوازہ بنت رسول کو نذرِ آتش کرنے والے سر پھروں ،ترتیب قرآن کو بدل کر ترتیب نزلی قرآن کے مطابق جمع کردہ قرآن کو جلادینے والے سنگ دلوں ۔ پہلوئے زہراء پر تازیانے لگانے والے بدمعاشوں قرآن کریم کو نیزوں پر اٹھا کر اسلام کا مذاق اڑانے والے بزدلوں اور حادثہ کربلا کے بانیوں کا پوسٹ مارٹم کریں گے۔ یاد رکھیں جبکہ تاریخ اور صحاح ستہ موجود ہیں۔ اس وقت تک مذہب شیعہ کی حقانیت اور آل محّمد کے فضائل اور ان کے مخالفین کے نقائص نہیں چھپتے تو تاریخ کی تعریف اور صحاح ستہ کے معانی بدل کر بھی صداقت آل محّمد اور نفاق اغیار کو چھپایا نہ جا سکے گا۔

**لکُم دینک ولی دین**

شبنیوں اور تراویح میں قرآن پڑھنے والے اس حقیقت کو کیوں انداز کر دیتے ہیں کہ سرور کونین نے کفار سے کھلےلفظوں میں فرمادیا کہ تمہارا اپنا دین ہے اور میرا اپنا دین ہے" یعنی تم اپنےدین پر عمل کرو اور ہمیں کچھ نہ کہو۔ اور ہم اپنے دین پر عمل کریں گے اور تمہیں کچھ نہ کہیں گے۔

جن لوگوں ن نے کافر گرمئ کا ٹھیکہ لے رکھا ہے کیا وہ مسلمان بنانا بُھول گئے کسی کو اپنے دین کی طرف بُلا نے کا یہی طریقہ ہے۔ کہ اسے کافر، مشرک، بدعتی اور جہنمی کہو۔ اگر صدارت ہے۔ اگر دامن میں کچھ ہے اور اگر نیّت میں خنوص ہے اگر مملکت خڈاداد سے محبت ہے تو مسلک کی سچائیاں پیش کرو۔ عمل سامنے لاؤجو کہو وہی کرو۔ امت مسلمہ میں اتحاد کی فضاء قائم کرو۔ جئیوں اور جینے دو کا اصول اپناؤ ۔ ریاکاری کو تباہ کرو۔ملاوٹ کے خلاف جہادکرو، جھوٹ جے خلاف میدان میں آؤ۔ چور بازاری کا قلع قمع کرو گراں فروشی کی مذئمت کرو، ذخیرہ اندوزی، سرمایہ داری ، عُریانی، فحاشی عیاشی اور بدمعاشی کے خلاف علم جہادبلند کرو۔ ملتجعفریہ ہر قدم پر اپنے ساتھ پاؤ گے، کلمہ پڑھنے والوں کو کافر کہنے سے نہ تو اسلام کی خدمت ہوگی اور نہ ہی ملک ترقی کرے گا۔ بریلویوں کے خلاف اور کبھی شمیعوں کے خلاف سادہ لوح عوام کو ن بھڑکانے سے کیا ملے گا۔

یہ یقین رکھو کہ آآج تک نہ شیعہ اہل سنّت کو ختم کر سکے ہیں۔ اور نہ چودہ سو سالہ اقتدار حکومت دولت سرمایہ،جبرظلم ،تشدد اور پروپگنڈہ کے باوجود اہل سنّت ملت جعفریہ کو ختم کرسکے ہیں، دانشمندی اُسی میں ہے کہ ملت جعفریہ کو ٹھنڈے دل سے تسلیم کرلو، اور ملک کو ترقی کرنے دو۔ واسلام علی من اتبع الہدیٰ

**شیعہ دُشمنی یا خود فریبی**

خدا معلوم شیعہ دُشمنی ہے یا خود فریبی ہے کہ یہ گستاخ قلم اس حد تک آگے نکل گئے کہ آل محّمد اور یا ایتھاالذین اٰمنو اتقواللہ وابتغواالیہ الوسلتہ کے واضع حکم کے باوجود وسیلہ کی دشمنی میں اس ذات کو بھی معاف نہیں کرتے جس کے اسم گرامی کے وسیلے سے یہ لوگ معزز ہیں اور جس کے نام کا کلمہ پڑھتے ہیں اور خاتم النببین جیسیاشرف کائنات ہستی کو مچھر سے بزرگ اور رام چندر جی سے تشبیہہ دیتے ہوئے نہیں گھبراتے ، کیا اسلام کا یہی درس ہے کہ کسی کو مّحرم نہ مانو اور ہر ایک کو اپنے غلیظ اور احساس کمتری کے شکار ذہن کے خسیس ترازو پر تولو؟ کیا اسلام یہی کچھ سکھاتا ہے کہ ہر ایک پر تنقید کی تلوار چلادو۔ لیکن اپنی ذات کو ہر قسم کی تنقید سے سرور کونین کے لئے تو خطادنسیان سے بالا سمجھ کر کسی قسم تنقید نہ کرنے والے کو کافر مشرک اور بے دین کہہ دو؟

خدا کے لئے امّت مسلمہ اور خطب پاکستان پر رحم کرویا یہ مملکت خدا داد جس کا ایک طاقتور بازو پہلےبھی کٹ چکاہے،اور اب روس نے اپنی سرحدوں میں توسیع کرکے ملک کی شمالی مغربی سرحدوں پر جھاؤنی بنالی ہے اس کی فکرکرو۔ روسی گولیاں جس طرح افغانستان میں یہ نہیں پوچھتیں کہ یہ شیعہ کا سینہ ہے یا سنی کا۔ اور اہِل حدیث کا جگر ہے ۔ یا اہِل القرآن کا۔ اسی طرح پاکستان میں وہ نہیں پوچھیں گے کہ تم کس ملک سے تعلق رکھتے ہو روسی گولی تو یہ دیکھے گی کہ کون ہے جو لااِلہ اِلاّ اللہ محمّد رسول اللہ پڑھنا ہے۔

**فاعتببروا یا اولی لابصار**

**دیوبندی اعتقادات**

اب آئیے اور دیکھیں کہ اس کافر گر فیکٹری میں کون سے اعتقادات ڈھلتے ہیں۔ قرئین کرام کی سہولت کے لئے میں ان معتقدات کو باالترتیب لکھتا ہوں۔ پہلے عقائد دیکھ لیں۔ پھر انشاٰء اللہ قرآن و حدیث سے ان کے جوابات ملاحظہ فرمائے گا۔

اصول الشریعہ ص 21۔ اِنَّ الله لَا يستحيی ان یضرب مثلاً مابعوضۃ فما فوقھا۔ خدا اس بات سے حیا نہیں کرتا کہ وہ مچھر یا اس سے بڑی مخلوق کی مثال دے۔ بعوضہ مچھر سے مراد حضرت علی ؑ ہیں۔ اس سے بڑے سے مراد رسولﷺ ہیں۔

غنچہ توحید از حکیم مولوی محمد اسلم وسیر چنیوٹ ص 15، 16

مغلیہ دور حکومت میں بھی شرک کو بہت عروج ہوا۔ چنانچہ ہندوؤں کے پانچ بزرگ تھے۔ ہندوؤں نے اس کا نام پنج جنا رکھا ہوا تھا۔ ہندوؤں کی ہی نقالی کرتے ہوئے ملحد اور زندیق انسانوں نے پنج تن کی اصلاح قائم کی۔ کتاب الازہار مؤلفہ حسن بن نوح بھروچی نے اس کا تعین تقریبا ایک صدی بتایا ہے۔ ہندی اور فارسی الفاظ کی یہ اصطلاح یعنی پنج تن خود بتا رہا ہے کہ یہ اختراع ہندوستان میں ہوئی۔

(تفصیل مندرجہ ذیل نقشہ میں دیکھئے)

ہندوؤں کی اصطلاح پنج جنا

پنج جنا پنج تن

|  |  |  |
| --- | --- | --- |
| * رام * لچھمن * بھرت * ستروھن * سیتا |  | * جناب رسالتمابؤﷺ * حضرت علی ؑ   رافضیوں کی اصطلاح   * حضرت حسن ؑ * حضرت حسین ؑ * حضرت فاطمہ ؑ |

**علم نبی و آئمہ**

3۔ اصول الشریعہ از مولٰنا محمد حسین ڈھکو سرگودھا ص 42/ ص 55/ ص 56/ ص 57

سرورکونین چالیس برس تک کچھ نہ جانتے تھے۔ سرور کونین کو بعثت کے بعد اور حضرت علی ؑ کو وفات سرور کونین ﷺ کے بعد امام حسن ؑ کو شہادت علیؑ کے بعد، امام حسین کو شہادت امام حسن ؑ کے بعد، امام سجاد کو شہادت امام حسین کے بعد، امام باقر کو شہادت امام سجاد کے بعد، امام صادق کو شہادت امام باقر کے بعد امام کاظم کو شہادت امام صادق کے بعد، امام رضا کو شہادت امام کاظم کے بعد تقی کو شہادت امام رضا کے بعد، امام نقی کو شہادت امام تقی کے بعد، امام عسکری کے بعد علم نبوت و امامت ملا۔ کیونکہ ان کا علم روح القدس سے وابستہ تھا۔ روح القدس فرشتہ ہے جو صرف ایک ہے اور سرور کونین ﷺ کے پاس بعثت کے وقت تشریف لایا۔ پھر یکے بعد دیگرے آئمہ کے پاس منتقل ہوتا رہا۔ اور وہی ان حضرات کو راہ حق پر رکھتا تھا۔ وہی انہیں پیش آنے والے حالات سے آگاہ کرتا تھا۔

یہ حضرات روح القدس کے محتاج تھے۔ لیکن روح القدس ان کا پابند نہیں تھا۔ وہ مختیار مطلق تھا۔ نہ تو کہیں جاتے ہوئے بتاتا تھا اور نہ ہی بلانے پر آنے میں مجبور تھا۔ اس کی موجودگی میں جو مسئلہ پیش آتا تھا۔ نبی اور امام فورا عالم بن کر بتانے لگ جاتے تھے اور اگر وہ موجود نہ ہوتا تو سائل کو دوسرے دن آنے کو فرمادیتے اگر روح القدس کی موجودگی میں امام کو زہر پیش کیا گیا تو اس نے امام کو آگاہ کردیا اور امام نے زہر کھانے یا پینے سے انکار کرکے جان بچالی اور اس کی عدم موجودگی میں اگر کسی امام کو زہر دیا گیا تو امام لاعلمی کی بنا پر پی گیا۔ اور دار فانی سے کوچ کرگیا۔

بالفاظ دیگر، سرور کونین ﷺ اور آئمہ معصومین سے روح القدس اعلم تھا اور ان کے علم کا دارومدار روح القدسس پر تھا۔

۴۔ تفسیر کبیر ۴۲۴؎ ج ۸

قال کلبی وجدک ضالاً یعنی کافراً فی قوم ضلال فھداک التوحید قال السدی کان علی دین قومہ اربعین سنةً اجتجواعلی ذلک بایات اخرمنھا قولہ ماکنت قدری ماالکتاب و لا الایمان فھذا یقتضی صحۃ ذلک عنہ واذا دلت ہذہ الایۃ علی الصحۃ وجب حمل قولہ وجدک ضالاً علیہ۔

ترجمہ: کلبی کہتا ہے کہ آیت وجدک ضالاً کا معنی ہے اللہ نے تجھے گمراہ قوم میں کافر دیکھا اور تجھے توحید کی ہدایت دی۔

سدی کہتا ہے کہ آنحضورﷺ کے اس کفر پر علاوہ ازین دیگر آیات کو بھی دلیل بنایا گیا ہے۔ ان آیات ماکنت تدری ماالکتاب ولا الایمان بھی ہے اس آیت کا مقتضی بھی یہی ہے کہ سدی کا قول درست ہے جب یہ آیت بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے تو وجدک ضالاً تجھے کافر دیکھا اور ہدایت دی کو بھی اس معنی پر محمول کرنا ہی صحیح ہے۔

۵۔ رسالہ اہلحدیث کا مذہب مصنفہ مولانا ثناء اللہ امرتسری ص 19؎

اگر آنحضور ﷺ کو علم ہوتا تو زہر آلود چیز کیوں کھاتے چنانچہ خیبر کے زہر کا قصہ مشہور ہے کہ ایک ہی لقمہ کھانے سے اخیر تک اس کی تکلیف زہی آخر انتقال فرمانے کے بعد بھی اس نے اپنا اثر دکھایا۔

استمداد

اصول الشریعہ از مولٰنا محمد حسین ڈھکو سرگودھا ص 146؎

۶۔ یوں کہنا کہ یا علی ؑ مجھے خدا سے اولاد دے دو۔ میری فلاں مصیبت دور کرادو۔ یہ درست صحیح ہے۔

۷۔ایضاً ۔ ص ۱۶۰؎ اللہ پنج تن پاک نے سب کچھ دے رکھا ہے۔ اللہ پنجتن پاک آپ کو آباد و شاد رکھیں۔ اگر ان الفاظ سے لوگوں کا مقصد حقیقی معنی میں ہے اور یہی اعتقاد ہے کہ دوات مقدسہ ہی یہ کام انجام دیتے ہیں۔ پھر تو یہ کافر ہیں۔

نصیحۃ المسلمین ؂۴۹۲

یہ بھی جاننا چاہئیے کہ اولیاء انبیاء سے بس اس طرح وسیلہ پکڑا درست ہے کہ خدا کی بارگاہ میں یوں عرض کیا جائے۔ الٰہی محمد مصطفیٰ ﷺ کے طفیل یا حضرت علیؑ مرتضٰی کے تصدق سے میری فلاں حاجت روا کریہ صورت جائز ہے اور اس کے علاوہ جو صورتیں اختیار کی جاتی ہیں وہ ناجائز ہیں۔

نذر و نیاز

اصول الشریعہ ؂۱۶۶

آئمہ ہدی کی نیاز یا حضرت ابوالفضل العباس کی حاضری کی صحیح صورت یہ ہے کہ اگر خداوند عالم نے فلاں امام یا فلاں امام زادے کے طفیل میرا فلاں کام کردیا تو خدا کے نام پر فلاں کام کروں گا۔ یا اتنی شیرینی تقسیم کروں گا۔ یا اتنی رقم فقراء و مساکین پر تقسیم کروں گا۔ اور اس کا ر خیر کا ثواب امام یا امام زادے کے نام پر ہدیہ کروں گا تو نذر و نیاز درست ہوگی۔

نصیحۃ المسلمین ؂۵۰۶

نذر و نیاز کی تعریف یوں کہنا۔ الٰہی اگر اپنے کرم سے تو اس بیمار کو اچھا کردے تو میں دس فقیروں کو کھانا کھلاؤں گا یا دو روزے رکھوں گا یا طعام کھلایا جائے اور یوں کہا جائے الٰہی یہ کھانا تیری نذر ہے اپنی کرم نوازی سے اس کا ثواب میری طرف سے پیغمبر ﷺ یا حضرت علی ؑ کی روح کو پہنچا دے۔

اصول الشریعہ ص؂۰۰۱/ ص ۱۰۴، ص ۱۳۳/ ص ۱۴۲/ ص ۱۲۷

خداوند عالم کے سوا اور کسی سے براہ راست استمداد حاصل کرنا شرعا جائز نہیں کیونکہ پیغمبر بھی فی حد ذاتہ بشر عاجز ہے۔ آئمہ کے فرائض شریعت کے علاوہ صرف بادشاہ عادل کے ہیں۔ انما ولیکم اللہ کی بنا پر ان سے وہی تصرفات مراد ہیں جو ایک حاکم بادشاہ عادل کرسکتا ہے یا علی مدد علی الاطلاق کہنا جائز نہیں۔ بایں معنی جائز ہے کہ اے علی خدا سے میرا یہ کام کرادو۔ کسی کے کام کو کسی اور سے انجام دلوا دینا بھی ایک قسم کی مدد ہے۔ اس اعتبار سے یا علی مدد کہنا یقینا صحیح ہے۔

رسالہ اہلحدیث کا مذہب مصنفہ مولوی ثناء اللہ ص ۱۹

اہل حدیث کا مذہب ہے کہ خدا کے سوا کوئی بھی واقع بلا اور جالب نفع نہیں یعنی کسی حالت اور کسی صورت میں بھی کسی مخلوق کو یہ قوت نہیں کہ ہمارے آڑے کام سنواردے یا بگڑے کو بنادے۔ قرآنی آیت انما انا بشر مثلکم یعنی میں تمہاری طرح آدمی ہوں۔ اس معنی پر شاہد عادل ہے۔

ایضاً ۔ ص ۲۰؎ مخلوق کو یہ طاقت اور یہ قدرت نہیں نہ ذاتی نہ وہبی کہ وہ ہمارے مشکل کشائی کرسکے یا ہم اس سے استمداد و استعانت کریں۔

غنچہ کا فرمان ہے کہ مسلمان وہ ہیں جو اٹھتے بیٹھتے اللہ کو پکارتے ہیں اور اللہ کا نام لیتے ہیں۔ کتنی بُری بات ہے کہ کہلائے تو مسلمان اور اُٹھتے بیٹھتے یا علیؑ، یا محمد، یا حسین ؑ کہتا پھرے۔

سب سے بڑی بے وقوفی یہی ہے کہ اسلام کا نام تولے مگر اسلام کی بات کونہ مانے۔

جوابات

اگر ان معتقدات غیر اسلامیہ کے جوابات مفصلاً لکھے جائیں اور تمام آیات و احادیث و عملیات کو جمع کیا جائے تو ایک ایک عقیدہ کے جواب میں کئی کئی جلدیں بنیں۔ اور ظاہر ہے کہ ایسی صورت حال نہ تو قارئین کے لئے سود مند ہوگی۔ کیونکہ پڑھنے والا جلدی اکتا جاتا ہے۔ نہ ہی وقت میں اتنی گنجائش ہے اور نہ ہی میری بس کا روگ ہے کیونکہ کمرشکن گرانی کے اس دور میں کاتب، کاغذ اور پریس کے مصارف اتنے زیادہ ہیں جو بعض اوقات ناقابل برداشت بوجھ بن جاتے ہیں۔

ان حالات کے پیش نظر "راقم الحروف" امکانی طور پر اختصار کو نگاہ میں رکھتے ہوئے ہر عقیدہ کی رو میں صرف دو یا تین دلائل دیکر آگے نکلنے کی کوشش کرے گا۔

عقیدۂ اولیٰ

علی ؑ مچھر ہے سرور کونین صہ مچھر سے بڑے۔ بحوالہ تفسیر قمی

سرور کونین صہ رامچندر حضرت علی لچھمن وغیرہ

اگرچہ ان نظریات کا اظہار بنیادی طور پر صرف اس لئے کیا گیا کہ عوام کے دلوں میں خمسئہ بخباء کی جو عظمت اور بلند مرتگی ہے اسے کم کیا جائے۔ تاکہ آگے چل کر یہ ثابت کیا جاسکے کے ان میں اور ہمارے میں فرق صرف اتنا ہے کہ وہ بڑے مولوی تھے اور ہم چھوٹے مولوی ہیں۔ ورنہ جیسے وہ ویسے ہم۔

اگر مقصور یہ نہ ہوتا تو پھر اتنی توہین آمیز، ذلت اور حقیر ترین تشبیہیں نہ دیں جاتی اور یہ احساس کمتری کے سوا کسی چیز کا نتیجہ نہیں۔ احساس کمتری میں مبتلا شخص ہمیشہ اسی فکر میں رہتا ہے کہ کسی طریقہ سے لوگ مجھے بڑا سمجھیں، میری شہرت ہو، جگہ جگہ میرا نام لیا جائے۔ ورنہ تفسیر قمی اور ہندوانہ اصطلاح کا سہارا لینے کو چنداں ضرورت نہ ہوتی۔ اور ہاں دوسرے مقامات پر کسی ایسی روایت کو جسے قبول نہ کرنا ہو۔ ضعف سند کی تلوار سے کاٹ دیا جاتا ہے یہاں بھی ایسی روایات و اصطلاحات کی تلاش ناممکن نہ تھی جو عظمت سرور کونین کا مظہر ہوتیں۔

ان اللہ لاتستحیی ان یضرب مثلاً معوضۃفما فوقہا کے ذیل میں صاحب مجمع البیان نے جو تحریر فرمایا ہے۔ پیش خدمت ہے۔ طبع طہران کارخانہ محمد قلی کربلائی، محمد حسین کربلائی۔

بعوضۃ فما فوقہا: ای ما ہواعظم منھا عن قتادہ وابن جریح وقیل نما فوقھا فی الصغر والقلۃ لان الغرض ھیٰہنا الصفر قال الربیع ابن انس ان البعوضۃ تحتی ماجاعت فاذا سمنت ماتت۔ فکذلک القوم الذین ضرب اللہ لھم ھذا المثل اذاامتلئوا من الدنیا اخذھم اللہ ثم قرء حتٰی اذا فرحوابما اوتواخذنا ہم بغتته و رومی عن الصادق علیہ السلام انہ قال انما ضرب اللہ مثل بالبعوضۃ لان البعوضۃ علی صغر حجمھا خلق اللہ فیھا جمیع ما خلق فی الفیل مع کبرہ و زیادہ عضوین اٰخرین فاراد اللہ تعالیٰ ان ینبہ بذلک المومنین علی لطیف خلقہ و عجیب صنعتہ۔

بعوضہ فما فوقہا۔ یعنی ایسی چیز جو مچھر سے بڑی ہو۔ یہ روایت قتادہ اور ابن جریح کی ہے بعض مفسرین نے مافوقہا کا معنی صعف اور حقارت میں مچھر سے زیادہ کیا ہے کیونکہ یہاں مقصود ہی حقارت ہے۔ ربیع ابن انس کہتا ہے کہ مچھر زندہ ہی جبتک رہتا ہے جبتک بھوکا اور کمزور ہے۔ جب موٹا ہوجاتا ہے تو مرجاتا ہے یہی حال ان لوگوں کا ہے جن کے لئے یہ مثال پیش کی گئی ہے۔ کہ جب وہ دنیا سے سیر ہوجائیں گے تو انہیں اٹھالے گا۔ پھر ربیع نے یہ آیت پڑھی حتٰی اذا فرحو بما اوتوا اخذنا ہم بغتۃ: جناب صادق آل محمد ﷺ سے مروی ہے کہ ذات احدیت نے

مچھر کی مثال اس کے حجم کی بدولت اپنی قدرت کاملہ کے اظہار کے لئے دی ہے یعنی اللہ نے مچھر ایسی کمترین مخلوق کو بھی وہی اعضاء دیئے ہیں جو ہاتھی جیسی عظیم حجم والی مخلوق کو دیئے ہیں ذات احدیت اپنی اس تمثیل سے مومنین کو اپنی خلقت لطیفہ اور صفت عجیب کی جانب متوجہ کرنا چاہتا ہے۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ صاحب تفسیر نے اس آیت کی تفسیر میں کوئی ایسی روایت نقل نہیں کی جس سے اس قسم کی معمولی سا اشارہ بھی ملتا ہو۔ کہ مچھر سے مراد حضرت علی ؑ اور مافوقھا سے مراد سرور کونین ہیں۔ بلکہ جناب صادق ؑ آل محمد نے وجہ تشبیہ بھی بتا دی ہے۔ کہ ذات احدیت کا مقصود حقارت حجم کے کمترین مثال مچھر سے دی ہے۔

اس صورت میں سوائے اس کے کیا کہا جاسکتا ہےے کہ ایسے افراد جو حضرت علی ؑ کو مچھر سے تعبیر کرتے ہیں یا یوں فرماتے ہیں کہ جو کام حضرت علی ؑ نے کئے ہیں اگر اللہ چاہتا تو مچھر سے بھی کراسکتا تھا۔ کیا ان کی خدمت میں یہ گذارش کی جاسکتی ہے کہ

* کیا مچھر میں وہ امور سر انجام دینے کی صلاحیت ہے جو حضرت علی ؑ نے انجام دیئے ہیں؟
* کیا مچھر مسن حیث ہو مچھر سے ایسے کام لینا جو حضرت علی ؑ نے کئے محالات عقلیہ سے تو نہیں؟
* کیا مچھر سے خیبر و خندق اور بدر و حنین میں علمبرداری کرانا دو اور دو کو تین یا پانچ کہنے کے مترادف نہیں؟
* اللہ کی قدرت میں شک نہیں لیکن اس مشبہ بہ کی صلاحیت بھی غیر مشکوک ہے؟
* کیا تشبیہ کے لئے ارکان اربعہ کا ہونا ضروری نہیں؟
* کیا وجہ شبہ ارکان تشبیہہ میں نہیں؟
* کیا مچھر کو جب مشبہ بہ بنایا گیا اور حضرت علی ؑ کو مشبہ بنایا گیا اس وقت وجہ شبہ کو بھی مدنظر رکھا گیا ہے۔

اگر وجہ شبہ نظر میں ہے تو مچھر کی صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے اس کی تشریح تو فرمادی جائے۔

سرور کونینﷺ

مبقابلہ رامچندر

ان صاحب سے تو یہی کہا جاسکتا ہے کہ یہ حضرت بغض اہل بیت میں اس حد تک کمزور چشم ہوچکے ہیں کہ انہیں اپنی صحیح مسلم میں ایک جگہ، درمنثور سیوطی میں چارجگہ، مستدرک حاکم میں چھ جگہ، ترمذی شریف میں دو جگہ، طبرانی میں دو جگہ اور مسند حنبل میں دو جگہ، ام المومنین عائشہ، احمد، ابن ابی شیبہ، ابن جرید، ابن ابی حاتم، ام المومنین، ام سلمہ، واثلہ، طبرانی، بیہقی، ابوسعید، ابن مرویہ، ابن سعد، عبداللہ ابن جعفر ابن ابی طالب، عمر ابن ابی سلمہ، انس ابن مالک، ابن منذر، ابوالحمراء، جرالامۃ، ابن عباس اور ابو سعید خذری جیسے تربیت یافتگان دربار رسالت صحابہ اور امہات المومنین کی اصطلاح خمسہ رنجاء بھی نظر نہیں آسکی۔

کاش عداوت آل محمد ﷺ کی پٹی اتنی سخت نہ ہوتی اور تعصب کی آگ اتنی شعلہ زن نہ ہوتی۔ عداوت آل محمدﷺ میں خود سرور کونین ﷺ بھی بھول گئے اور انہیں بھی رام چندر سے تشبیہ دینے سے نہ کترائے؟

کاش پنجتن کی اصطلاح کو ہندی زبان اور فارسی کی مخلوط اصطلاح قرار دینے والے جنگ صدر اور شہر میں نماز صبح کے بعد، حق چار یار، کا نعرہ بھی سنتے۔ اگر پہلے نہ سنا تھا تو آج بندہ متوجہ کر ہرا ہے کیا اس ہندی اور فارسی ترکیب کے لئے بھی آپ کے پاس کچھ ہے۔

علاوہ ازیں پنجتن کی اصطلاح شیعہ نے تو ام المومنین عائشہ ام المومنین ام سلمہ، جرالامت ابن عباس اور ان جیسے دیگر محترم بین الفرق الاسلام افراد کے کہنے سے وضع کی پہلے ان لوگوں نے بتایا کہ آیت تطہیر کے مصادیق یہی پانچ ہیں۔

لیکن یہ جو حق چار یار کی اصلاح بنائی گئی ہے۔ یہ کس آیت اور حدیث کی بناء پر، جبکہ بخاری شریف میں یہ حدیث تو ملتی ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا لوکنت متخذا احدًا خليلًا لاتخذت ابابکر خليلا: اگر میں کسی کو یار بناتا تو ابوبکر کو بناتا۔ اس حدیث سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضور ﷺ ابوبکر کو یار بنانے کے لائق سمجھتے تھے۔ لیکن بنایا نہیں۔ بقول امام بخاری سرور کونین تو ایک کو بھی یار بنانے کے روا نہیں اور یہاں آپ چار سے نوازا گیا ہے۔

علم سرور کونین ﷺ

اصول الشریعہ ص ۵۶

آنحضرت ﷺ ایک وقت ایسی حالت میں تھے کہ کتاب و ایمان کا علم نہ رکھتے تھے۔ حتٰی کہ خُدا نے اس رُوح القدس کو بھیجا پس اس کے ذریعہ ان کو علم و فہم عطا ہوا۔

دیوبندی نقطہ نظر اس سے پہلے لکھا جاچکا ہے

ماحصل:

* سرور کونین ولادت سے بعثت تک جاہل تھے۔
* سرور کونین کو نہ تو کتاب خدا سے آشنائی تھی اور نہ ہی ایمان سے واقف تھے۔
* بعثت کے وقت روح القدسس نے آکر ایمان و کتاب سے آشنا کیا۔

بالفاظ دیگر آنحضور ﷺ صرف جاہل ہی نہ تھے بلکہ ایمان سے بھی خالی تھے۔ گویا تفسیر کبیر میں جو نظریہ امام رازی نے کلبی کے حوالہ سے وجدک ضالا فھدٰی کے ماتحت پیش کیا ہے اس کی تصدیق ہوگئی۔ امام رازی جو عقیدۃ سنی مذہب کے لباس میں تھا اس لئے اس بڑی جرارت اور بے باکی سے آپ کو کافر کہہ دیا ہے اور صاحب اصول الشریعہ اتفاق سے شیعہ لباس میں تھے اس لئے صرف جہالت یا بے علمی سے تعبیر کرکے احترام رسول کا حق ادا کردیا۔ ورنہ پڑھنے والے تو ان میں فرق مشکل ہی سے کرپائیں گے۔

جواب

یوں تو سرور کونیں ﷺ اور آئمہ معصومین کے علم غیب کے سلسلہ میں راقم الحروف نے ایک علیحدہ کتابچہ مرتب کرلیا ہے۔ جو عنقریب انشاء اللہ نذر قارئین کیا جائے گا۔ مگر اس مقام کو بھی خالی چھوڑنا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ اس لئے بطور اختصار چند ایک سطریں ملاحظہ فرمالیں۔

مولانا محمد حسین صاحب ڈھکو نے اصول الشریعہ میں سرور کونین ﷺ کے بے علمی کا مدرک سورۂ شوریٰ کی آیت ۵۲

کذالک اوحینا الیک روحاً من امرنا ماکنت تدری ماالکثاب والايمان ولٰکن جعلناه نورًا فهدی بدمن نشاء من عبادنا وانّک لتهدی الٰی صراط مُّستقيم.

اسی طرح ہم نے اپنے امر سے تیری جانب قرآن بھیجا ہے تو نہیں جانتا تھا کہ کتاب و ایمان کیا ہیں۔ لیکن ہم نے قرآن کو نور قرار دیا ہے اور اپنے بندوں میں سے جسے ہدایت دیں اور تو یقینا صراط مستقیم کا ہادی ہے۔

کو قراردیا ہے۔

اور اس بناء پر ایک وقت فرض کیا ہے۔ جس میں آنحضور ﷺ علم و ایمان دونوں سے نا آشنا تھے۔

حالانکہ محترم نے تحقیق کرنے کی بجائے تطبیق سے کام لیا ہے اور ان کے ذہن میں سرور کونین ﷺ کا جو تصور تھا۔ اسی کی تائید کے لئے کہیں سے اینٹ کہیں سے پتھر اکٹھا کرنے کی کوشش فرمائی ہے۔

جبکہ کنت نبیا و آدم بین الماء والطین۔ ایک ایسی مسلم اور متواتر حدیث ہے جس سے آجتک کسی سنی، دیوبندی اور اہل حدیث میں سے متعصب ترین علماء نے بھی اس کی تردید نہیں کی اور نہ ہی اس سے انکار کیا ہے۔

بنا بریں وہ زمانہ مفروضہ کم از کم تخلیق حضرت آدم سے پہلے کہیں جاکر تلاش کرنا ہوگا اور پھر ان احادیث متواترہ کو بھی مدنظر رکھنا ہوگا جن میں آئمہ معصومین کی تسبیح و تقدیس سے ملائکہ نے سبق حاصل کیا۔

اگر خواہ مخواہ سرور کونین ﷺ کو علم و ایمان سے دور رکھنا مقصود نہ ہو تو قرآن کریم میں دوسری آیات بھی ایسی موجود ہیں جو علمائے معقول کے قضیہ سابعہ بانتفاع موضوع کی تائید کرتی ہیں اور ان کے اس معقول کلیہ کے مطابق سورۃ شوریٰ کی آیت ۵۲ ماکنت تدری ماالکتاب ولا الایمان سابعہ بانتفاع موضوع ہے یعنی جب تو تھا ہی نہیں تو کتاب اور ایمان کو کیا جانتا۔ بالفاظ دیگر اس آیات کا تعلق اس وقت سے ہوتا۔ جب اول ما خلق اللہ نوری کی منزل نہیں آئی تھی اور آپ کی ذات مقدسہ ابھی تک علم خداوند قدوس میں تھی اور ابھی تک زیور وجود سے آراستہ نہیں ہوئی تھی۔

اب اس نظریہ کی تائید میں سورہ طہ کی آیت ۱۱۴ اور سورہ قیامت کی آیت ۱۸ ملاحظہ فرما کر فخر المفسرین، عمدۃ المتکلمین فیسوف عصر حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ محمد حسین طیاطبائی قم مقدسہ کی تفسیر بھی پیش نظر رکھ لیجئے۔

قولہ تعالی لا تعجل بالقراٰن من قبل ان یقضی الیک وحیہ قل رب زدنی علما السیاق یشھد بان فی الکلام تعرضا لتلقی النبی ﷺ وحی القراٰن فضمیروحیہ للقراٰن وقولہ لاتعجل بالقرآن نہی عن العجل بقرأتہ و معنی قولہ من قبل ان یقضی الیک وحیہ من قبل ان یتم وحیہ۔ من ملک الوحی فیفید ان النبی ﷺ کان اذا جاءہ الوحی بالقراٰن یعجل بقرأۃ ما یوحی فنھی عن یعجل فی قرأتہ قبل انقضاء الوحی وتمامہ فیکون الایہ فی معنی قولہ تعالی فی موضع اخرء لا تحریک بہ لسانک لتعجل بہ ان علینا جمعہ و قرآنہ فاذا قرأناہ فاتبع قرآنہ (سورہ قیامت ۱۸)

ویوئد ھٰذا المعنی قولہ بعد (قل رب زدنی علما) فان سیاق قولہ لاتعجل بہ وقل رب زدنی علما یفید ان المرادھو الاستبدال ای بدل الاستعجال فی قرأتہ مالم ینزل بعد طلبک زیادۃ العلم ویؤ ولی المعنی الی انک تعجل بقرأتہ مالم ینزل بعد لان عندک علما بہ فی الجملہ لکن لاتکلتف بہ واطلب من اللہ علما جدیداً بالصبر واستماع بقیۃ الوحی۔

وھذہ الایۃ ممایؤید ماوردمن الروایات ان للقراٰن نزولا دفعةً واحدةً غير نزوله نجومًا علی النبی ﷺ فلولا علم مامنہ بالقراٰن قبل ذلک لم یکن لعجلہ بقرأتہ مالم ینزل منہ بعد معنی۔

ارشاد باری کہ وہ تلاوت قرآن میں وحی سے قبل جلدی نہ کر اور کہہ اے اللہ میرے علم میں اضافہ فرما"۔ سیاق آیات بتاتا ہے کہ آیت وحی قرآن کے سلسلہ سرور کونین ﷺ کے انداز حصول کا تذکرہ ہے وحیہ کی ضمیر کا مرجع قرآن ہے اور لاتعجل بالقرآن تلاوت میں جلدی سے نہی ہے اور من قبل ان بقضی الیک وحیہ کا معنی ہے۔ امین وحی کی تکمیل سے قبل تلاوت نہ کر۔ یہ آیت اس حقیقت کا انکشاف کرتی ہے کہ سرور کونین ﷺ امین وحی کے قرآن لانے کے بعد اس کے قرآن سنانے سے قبل تلاوت کردیتے تھے چنانچہ ذات احدیت نے منع فرما دیا ہے کہ تکمیل وحی سے قبل تلاوت نہ کر گویا یہ آیت سورہ قیامت ۱۸ کے ہم معنی ہوگی آیت یہ ہے"۔ تلاوت قرآن کے لئے از راہ عجلت زبان مت ہلاؤ۔ اس کا جمع کرنا اور پڑھنا ہمارا کام ہے۔ جب ہم پڑھ لیں تو بعد میں تلاوت کر اور اس آیت کے بعد قل رب زدنی علما کی آیت بھی اسی خیال کی مؤیذ ہے۔ کیونکہ لاتعجل بہ اور قل رب زدنی علما کا سیاق جس امر کی نشاندہی کرتا ہے وہ یہ ہے کہ علم مزید کی درخواست کے لئے تلاوت میں جلدی سے باز رہو اور جو ابھی تک نازل نہیں ہوا اس کی تلاوت نہ کرو۔ ماحصل یہ ہوگا کہ " آپ ان آیات کی تلاوت میں جلدی کرتے ہیں۔ جو ابھی تک نازل نہیں ہوئیں۔ کیونکہ آپ کو ان کا علم ہے لیکن صرف اس علم پر اکتفا نہ کر بلکہ مزید درخواست کر اور یہ علم مزید جب ہی ہوگا جب تکمیل وحی تک صبر کروگے اور وحی مکمل سن لوگے۔ نیز یہ آیت ان روایات کی بھی تائید کرتی ہے جن میں بتایا گیا ہے کہ قرآن کے دونزول ہیں۔ ایک بیک مرتبہ اور دوسرا حسب موقعہ آیات اور سورتوں کی شکل میں۔ اگر یہ فرض کرلیا جائے کہ آپ قطعی بے علم تھے۔ تو تلاوت قرآن میں جلدی سے روکنے کا کوئی معنی ہی نہیں۔

میرے خیال میں اب ماکنت تدری ماالکتاب ولا الایمان پر مزید کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ اور سادہ لوح عوام جو اس قسم کی آیات سے اپنے عقائد میں تبدیلی کرلیتے ہیں۔ وہ مطمئن ہوگئے ہوں گے۔ کیونکہ راقم الحروف نے اپنی طرف سے کچھ کہنے کی بجائے دنیائے اسلام کئے بالعموم اور دنیائے شیعیت کے بالخصوص مسلم اہل علم اور قلمکار حجۃ الاسلام والمفسرین علامہ محمد حسین طباطبائی کی شہرۂ آفاق تفسیر میزان سے سورۂ طہ کی آیات کی تفسیر انہی کے اپنے الفاظ میں لکھ کر سامنے رکھ دی ہے اور ترجمہ بھی کردیا ہے اگر کسی کو نقل عبارت میں شک ہو تہ تسلی کی جاسکتی ہے اور اگر ترجمہ میں شک ہو تو کسی بھی بڑھے لکھے سے ترجمہ کرایا جاسکتا ہے۔ ترجمہ کی ہر غلطی کا ذمہ دار ہوں۔

اب آئیے ایک لمحہ کے لئے تفسیر کبیر کے استدلال کو بھی دیکھ لیں جس میں وجدک ضالا فھدٰی سے اسدلال کیا ہے کہ سرور کونین ﷺ اپنی قوم میں بعثت سے قبل قوم ہی کی طرح غیر مسلم تھے اور بعثت کے بعد ہدایت یافتہ ہوئے۔ چونکہ صاحب تفسیر کبیر سنی المذہب ہے۔ لہذا مناسب ہے اس کے سامنے امام اعظم کا فرمان رکھ دیا جائے۔ شرح فقہ اکبر مطبوعہ کراچی منشورہ سعیدہ اینڈ ص ۷۱/ ص ۷۲/ ص ۷۳۔

ومحمد رسول اللہ صلی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ

اللہ علیہ وآلہ وسلم علیہ وآلہ وسلم

ای محمد ابن عبداللہ یعنی محمد ابن عبداللہ

ابن عبدالمطلب ابن ابن عبدالمطلب ابن

ھاشم ابن عبدمناف ھاشم ابن عبدمناف

ابن قصی ابن کلاب ابن قصی ابن کلاب

ابن مرہ ابن کعب ابن مرہ ابن کعب

ابن لوی ابن غالب ابن لوی ابن غالب

ابن فھر ابن مالک ابن فھر ابن مالک

ابن نضر ابن کنانہ ابن نضر ابن کنانہ

ابن خزیمہ ابن ابن خزیمہ ابن

مدرکہ ابن الیاس مدرکہ ابن الیاس

ابن نذار ابن ابن نذار ابن

محد ابن عدنان محد ابن عدنان

ھٰذا القدر من نسیہ آپ کے شجرہ نسب کی اس

علیہ الصلٰوۃ والسلام تفصیل تک اتفاق ہے اور

لایخلف فیہ احد علمائے اعلام میں سے کسی

من العلماء الاعلام نے بھی اس سے اختلاف

قد رومی من اخبار نہیں کیا البتہ کئی اخبار میں

الاحاد عنہ علیہ سرور کونین ﷺ سے بھی اسی طرح

الصلٰوۃ والسلام مروی ہے کہ آپ نے اپنے

انہ نسب نفسہ کونزار ابن محد ابن عدنان

کذلک الیٰ نزار سے منسوب فرمایا ہے آپ

ابن مُحمد ابن عدنان اللہ کے بنی ہیں۔ ایک

نبیہ وفی نسخۃ نسخہ میں حبیبہ بھی ایا ہے

حبیبہ وعبدہ ای آپ اللہ کے عبد ہیں۔

المختص بہ لانہ الفرد یعنی اللہ کے عبد مخصوصص ہیں

الاکمل عندالاطلاق کیونکہ علی الاطلاق آپ ہی فرد

و رسولہ و ناسخ اکمل ہیں۔ آپ اللہ کے

ادیان من قبلہ رسول ہیں اور اپنے سے قبل

قال علیہ الصلوٰۃ تمام ادیان کے ناسخ ہیں۔

والسلام لا تطرونی سرور کونین ﷺ نے فرمایا کہ مجھے

کما اطری عیسی حضرت عیسیٰ کی طرح فخر میں۔

وقولوا عبداللہ و رسولہ مت ڈالو اور مجھے عبداللہ

وقدم العبودیۃ لتقدمھا اور رسولﷺ اللہ کہا کرو۔ آپ نے

وجودا علیٰ الرسالۃ عبودیت کو تقویت دی کیونکہ

والدلالۃ علی عدم عبدیت کو وجود میں رسالت

استنکافہ عن ذلک پر تقدم حاصل ہے اور اس بات

المقام بل للاشارۃ پر دلالت کرتی ہے کہ آپ

الیٰ انہ علیہ الصلٰوۃ عبدیت میں شرم محسوس نہیں

والسلام مفتخر بذلک فرماتے بلکہ عبدیت کو اپنے

المدام وللہ درالقائل لئے مایہ فخر سمجھتے ہیں کسی

بنظم ھٰذا النظام: شر نے کیا خوب ترجمہ کیا ہے

لاتدعنی الابیا عبدھا مجھے یا عبداللہ کہ کر بلایا کرو

فانہ اشرف اسمائنا کیونکہ یہ ہمارے ناموں میں سے

ثم فی تقدیم النوۃ قابل فخر نام ہے۔ پھر رسالت

علی ارسالۃ اشعار کی نسبت نبوت کو اولیت

بما ھو مطابق من عالم دینے میں اس بابت کی طرف

الشھود ایماء الی ماھو اشارہ ہے کہ عالم مشہود

لاشھد فی الفرق میں نبی اور رسول میں جو

بینھما من المنقول فرق کیا گیا ہے۔ وہ درست

بان النبی اعم من ہے۔ یعنی نبی و رسول ﷺ

ارسول اذا الرسول سے عام رسول ﷺ مامور بالتبلیغ

من امر بالتبلیغ ہوتا ہے اور نبی وہ ہوتا ہے

النبی من اوحی الیہ جس پر وحی کی جائے

اعم من ان یؤمر خواہ وہ مامور بالتبلیغ ہو یا نہ

بالتبلیغ ام لا: قال قاضی عیاض کہتے ہیں۔ کہ

القاضی عیاض والصحی درست مسلک وہی ہے جس

الذی علیہ الجمہوران کل کے جمہور قائل ہیں اور وہ یہ

رسول نبی من غیر عکس ہے کہ ہر رسول نبی ہوتا ہے

وھو اقرب من نقل لیکن ہر نبی کے لئے رسول

غیرہ الاجماعلیہ ہونا ضروری نہیں اور قاضی عیاض

لنقل غیر واحد الخلاف کا یہ قول دعوائے اجماع کی

فیہ فقیل النبی مختص نسبت زیادہ درست ہے کیونکہ

بمن لا یومر وقیل ایک سے زیادہ علماء نے

ھما مترادفان واختصارہ اختلاف بھی کیا ہے چنانچہ بعض

ابن الھمام والاظھر علماء نے کہا ہے کہ نبی صرف

انھما متغایران لقولہ وہی ہوتا ہے جسے حکم تبلیغ

تعالی وما ارسلنا من نہ دیا گیا ہو بعض علماء نے

قبلک من رسول ولا کہا ہے کہ نبی اور رسولﷺ ہم

نبی ولبعض الاحادیث معنی ہیں ابن ہمام انہی میں سے ہیں

الواردۃ فی عدد لیکن اظہر یہ ہے کہ یہ دونوں

الانبیاء والرسل ہم معنی نہیں ہیں کیونکہ ذات

علیہم السلام و اماھو احدیت کا ارشاد ہے ہم

صلی اللہ علیہ واٰلہ نے تجھ سے قبل رسول اور

رسلم فخوطب بیا نبی بھیجے، علاوہ ازیں بعض

ایھا النبی ویا ایھا الرسول احادیث میں انبیاء اور رسل کی

لکلونہ موصوفا بجمیع تعداد علیحدہ علیحدہ بیان کی گئی

اوصاف المرسلین وفی ہے البتہ سرور کونین کی ذات

قولہ تعالٰی ولکن رسول احدیت سے کہیں۔ یا ایہا النبی

اللہ وخاتم النبین ایما اور کہیں یا ایہا الرسول سے مخاطب

الی مآ ورد فی بعض الاحادیث فرمایا ہے کیونکہ آپ ہر دوا اوصاف

الاسرا جعلتکہ اول سے متصف ہیں۔ سرور کونین ﷺ

البنین خلقا و اخرھم نے محقق ذات احدیت کا یہ

بعثا کما رواہ ابزاز ارشاد کلن الرسول اللہ خاتم النبین

من حدیث ابی ھریرۃ ان احادیث معراج کی جانب

وقال الامام فخر الدین اشارہ ہے جن میں منقول ہے

الرازی بالحق ان محمدا کہ میں نے تخلیق میں تجھے

صلی اللہ علیہ واٰلہ اولیت اور بعثت میں آخر قراردیا

وسلم قبل الرسالۃ ہے جیسا کہ ابوہریرہ کی حدیث

ماکان علی شرع نبی سسے بزاز نے نقل کیا ہے

من الانبیاء وھو المختار امام فخرالدین رازی نے کہا ہے

الحنیفۃ لانہ لم یکن بعثت سے قبل کسی دوسرے

امۃ نبی قط لکنہ نبی کی نبوت کے پابند نہیں

کانہ فی مقام تھے اور علمائے حنفیہ کے

انبوت قبل الرسالۃ محقیقین کا مذہب مختیار بھی یہی

وکان یعمل بما ھوالحق ہے کیونکہ آپ کسی نبی کی امت

الذی ظھر علیہ ہرگز نہ تھے اور رسالت سے

فی مقام نبوت قبل آپ مقام نبوت پر فائز تھے

بالوحی الخفی والکشوف اور آپ وحی خفی اور انکشافات

الصادقۃ من شریعۃ صادقہ کے مطابق مقام نبوت

ابراھیم وغیرھا کذا کے لحاظ سے عمل فرماتے

نقلہ القونوی فی تھے خواہ یہ احکام شریعت

شرح عمدۃ النفسی ابراہیمؑ کے مطابق ہوتے۔ یا

وفیہ دلالۃ علی کسی دوسری شریعت کے

ان نبوتہ لم مطابق ہوتے۔ شرح نفسی میں

تکن منحصرۃ فیما قونوی نے بھی یہی کہا ہے

بعد الاربعین اس میں یہ اشارہ بھی ہے کہ

کما قال جماعۃ آپ کی نبوت چالیس برس

سل اشارۃ الیٰ کے بعد میں محصوء نہیں

انہ من یوم ہے جیسا کہ بعض علماء نے

ولادۃ متصف بنعت کہا ہے بلکہ اس بات کا اشارہ

بنوتہ بل یدل ہے کہ آپ ولادت کے

حدیث کنت لمحہ اول سے موصوف بالبوۃ

نبیا و آدم بین تھے۔ نیز سرور کونین ﷺ کا یہ اشارہ

الروح والجد کہ " میں اس وقت نبی تھا

علی انہ متصف جب آدمؑ روح اور جسم کے

بوصف النبوۃ درمیان تھا"۔ بھی اسی کا مؤید

فی عالم الارواح ہے کہ آپ تخلیق اجسام سے

قبل خلق الاشباح قبل عالم ارواح ہی میں موصوف

وھذا وصف خاص بالنبوۃ تھے اور یہ وصف آپ

لہ لا انہ محمول علی کے لئے مخصوص ہے۔ اور

خلقہ لنبوۃ واستعدادہ اس نظریہ سے اختلاف کرنا بالکل

للرسالۃ کما یفھم غلط ہے کہ آپ میں رسالت

من کلام الامام حجۃ کی صلاحیت موجود تھی۔ جیسا

الاسلام فانہ حنئیذ کہ امام کے کلام سے ترشح

لاتتمیز عن غیرہٖ ہوتا ہے اگر ایسا ہوتو پھر اس

|  |  |  |
| --- | --- | --- |
| يصلح أن يكون ممدوحًا بهذا النعت بين الانام ثم النبوة والرسالة ثابتة بالمعجزات بل هو معجزة في حد الـذات والصفات كما قال صاحب ابردہ۔ - كفاك بالعلم في الامی معجزة في الجاهلية و التاديب في اليتم ومـا أحسن قـول حسان شعر: ولولم یکن فيه آيات مبينة. كانت یديهة تاتيك بالخـبر وبيانه ان مامن احـد ادعى النبوة |  | اس حدیث سے آپ کی ۔ کیا تعریف ہوگی اور دیگر عوام ے آپ کا کیا امتیاز ہوگا ؟" علاوہ ازیں آپ کی نبوت و رسالت معجزات سے ثابت اسلم ہے بلکہ آپ کی نبوت بذات خود ایک معجزہ ہے جیسا کہ قصیدہ بردہ کے شاعر نے کہا ہے ۔ اس ان پڑھ کی صداقت زمانہ جاہلیت میں زمانہ تیمی میں تہذیب و تمیز ہی معجزه کے لئے کافی ہے اور حسان بن ثابت کا شعر ہے اگر آپ کے ہاں دیگر معجزات نہ بھی ہوتے تو آپ کی صداقت ہی ایک معجزہ ہے یعنی نبوت کے جھوٹے دعویداروں کی جہالت اور جھوٹ ہر ذی ہوش کے سامنے ظاہر ہو چکا ہے روایات |
| من الكذبين الاوقد ظهر عليه من الجهل والكذب عن له ادنى تميز بل وتـد قـل ما اسر احـد ســريرة الا اظـهـر الله عـلى صفحات وجهه خلقات لسانه ويومين قوله تعالى والله مخرج ماكنتم تكتيون و وصفيه : اي مصطفاه بانواع من الكرامات وحقائق المقامات الـد يومية والأخروية و في نسحة زيادة ومنقاه ای مختاره و مجتـاه من بين مخلوقاته كما يشير |  | میں یہ بھی ملتا ہے کہ جب بھی کسی صحابی یا آنیوالے نے اپنے دل میں کوئی بات چھپائی تو ذات احدیت نے اس کہی ہوئی بات کو سرور کونینﷺ کی زبان پر جاری کر دیا ۔ اور ارشاد قدرت “ اللہ تمہاری کی چیزوں کو ظاہر کر دے گا" بھی اسی کا موید ہے ۔ آپ اللہ کے صفی ہیں ۔ یعنی معجزات کی کئی اقسام - اخروی اور دنیوی حقائق سے آشنا ہیں ۔ ایک نسخہ میں لفظ ۔ منقی بھی ہے یعنی آپ الله کے چُنے ہوئے ہیں ۔ جیسا کہ “اگر آپ نہ ہوئے تو دنیا کتم عدم سے عالم وجود میں نہ آتی” - کی حدیث قدسی بھی اسی حقیقت |
| اليه حديث ع لولاه لم تخرج الـدنيا مـن العـدم۔ ولم يعبد الصنم ای ولا غيره لقوله لم يشرك بالله طرفة عين قط اى لا قبل النبوة ولا بعدها. فان الانبياء معصومون عـن الكــفر بالاجماع و ان جوز بعضهم صدور صغــيرة بل الكبيرة قبل النبوة بل وبعدها ايضاه في مقام النزاع و اما هو صلى الله عليه واله وسلم فكما قال الامام |  | کی مؤید ہ۔ آپ نے کبھی کسی بت وغیرہ کی پرستش نہیں کی۔ کیونکہ ارشاد ہے کہ “آپ نے ہلک جھپکنے کی دیر تک کے لئے بھی شرک نہیں کیا ” ، یعنی نہ نبوت سے قبل اور نہ ہی نبوت کے بعد کیونکہ انبیاء کفر اجتماعاً معصوم ہوا کرتے ہیں ۔ اگر بعض نبوت سے قبل اور بعض گناہ صغیرہ و کبیرہ کو انبیاء کے لیے ممکن قرار دیا ہے لیکن جہاں تک سردر کونین کا تعلق ہے تو امام اعظم کے مطابق آپ سے کبھی نہ تو گناہ صغیرہ سر زد ہوا اور نہ ہی گناہ کبیر |
| الاعـظـم الـم يرتكب صغيرة وكبيرة۔ و امـا قـولـه تعالى عفا الله عنك لما اذنت لهم الاية وكذا قوله تعـالى ما كان للبنى ان كيون لـه اســـــــرى الاية مخمل على ترك الاولى بالنسبة الى مقامه الأعلى. |  | کا ارتکاب ہوا ۔ جہاں تک اس قسم کی قرآنی آیات مثلاً اللہ تجھے معاف کرے انہیں کیوں اجازت دے دی اور اور کسی نبی کو یہ حق نہیں وہ قیدی رکھے و غیره جیسی آیات ترک اولی پر محمول ہیں۔ |

ملاحظہ فرمایا آپ نے یہ تھی شرح فقہ اکبر کی عبارت اور اس کا ترجمہ میں میں ملا علی قاری نے امام ابوحنیفہ کی جس کتاب فقہ اکبر کے نظریات کی تشریح کرکے حسب ذیل امور واضح کئے ہیں:۔

1. سرور کونینﷺ نبی بھی ہیں اور رسول بھی ہیں ۔
2. آپ قبل از بعثت کسی اور نبی کی امت نہیں تھے۔
3. آپ مقام نبوت پر فائز تھے۔
4. قبل از بعثت آپ وحی منفی اور انکشافات صادقہ کے مطابق عمل کرتے تھے ۔
5. آپ کی نبوت کا آغاز چالیس برس کے بعد سے نہیں ہوتا ۔
6. آپ ولادت کے لمحہ اول سے نبی تھے ۔
7. آپ عالم ارواح میں بھی نبی تھے۔
8. آپ بعثت سے قبل بھی عالم تھے ۔
9. آپ لوگوں کے دلوں میں بچی ہوئی بات معلوم کرنے کی بدولت عالم الغیب تھے۔
10. آپ نے نبوت سے قبل یا نبوت کے بعد کبھی کسی بت وغیرہ کی پرستش نہیں کی ۔
11. آپ سے کوئی گناہ صغیرہ یا کبیرہ سرزد نہیں ہوا ۔
12. ایسی آیات جن میں آپ کی طرف کسی بات کو نسبت دی گئی ہے ترک اولی پر محمول نہیں ۔

**نوٹ** : اگر اختصار مدنظر نہ ہوتا تو راقم الحروف اس میں ضرور جاتا کہ سرور کونین اور آئمہ معصومین نے کبھی ترک اولی کا ارتکاب بھی نہیں۔ لیکن چونکہ ایک تو ہمارے موضوع سے مرا موضوع ہے اور دوسرے مقصد اختصار ہے اس تفصيل لئے آگے بڑھتا ہوں ۔

***استمدار***

اصول الشریعہ ص142

یوں کہا کہ یا علی مجھے خدا سے اولاد کے دور میری فلاں مصیبت دور کرا دو۔ یہ درست ہے ۔

الضامن ۱۲ ۔ اللہ پنجتن پاک نے سب کچھ دے رکھا ہے اللہ پنجتن پاک آپ کو آباد شاد رکھیں ۔ اگر ان الفاظ سے لوگوں کا مقصد حقیقی معنی میں ہے اور یہی اعتقاد ہے کہ ذوات مقدسہ ہی یہ کام انجام دیتے ہیں پھر تو یہ کافر ہے۔

اس سلسلہ میں محقق عصر ، مدرسہ حوزہ علمیہ قم مقدسہ اور اسی کتاب کے مصنت، حجت الاسلام مصطفی نورانی کے کتابچہ سخنی چند باموحدین ، پیرامون ، دو مسئله شرک و بدعت کی عبارت از صفحہ نمبر 42، 73، 74 بعينہا نقل کر دینا زیادہ سود مند رہے گا ۔

|  |  |  |
| --- | --- | --- |
| آیا حاجت خواستن از رسول خدا (ص) و آئمہ  کفر است ؟  محمد ابن عبد الواسب مسائل خود گفته  ان دعاء غير الله ولاستغاثة بغير الله موجب للارتداد عن الدين والدخول في عداد المشركين وعـدة الاصنام واستملال المال والــدم (مجموعۃ رسائل ابن تيميه ج 2، ص 60)  یعنی حاجت خواستن از غیر خدا و تضرع وزاری بغیر خدا سب مردستان و برگشتن از دین و داخل شدن و اشمارہ |  | کیا رسول خدا (ص) اور آئمہ ہدیٰ سے درخواست مشکل کشائی کفر ہے ؟  محمد ابن عبدالوہاب اپنے مسائل میں لکھتا ہے کہ  ان دعاء غير الله و الاستغاثة بغير الله موجب للارتداد عن الدين والدخول في عداد المشركين وعدة الاصنام واستملال المال والدم (مجموعہ رسائل ابن تیمیہ جلد 2، ص 60) یعنی غیر اللہ سے حاجت روائی اور اللہ کے سامنے۔۔۔۔ گڑ گڑا کر رونا دائرہ دین باہر ہو جانے اور مرتد ہونے کا موجب ہے اور مشرکین  بت پرستوں کے زمرے میں داخل ہونے کا سبب ہے جس کی وجہ ایسے شخص کا قتل سائز اور اس کا مال لوٹ لینا حلال ہو جاتا ہے **جواب** : محترم قارئین ادنیٰ کا اعلیٰ سے مانگنا اور ادنیٰ کی اعلیٰ سے نیاز مندی فطری اور جبلی امور سے ہے۔ فطرتاً ہر شخص کی خواہش ہوتی ہے کہ اعلی سے کام لینے کی خاطر کسی شفیع کا ہونا مروری ہے علاوہ ازیں اگر کوئی شخص سرور کونین ﷺ سے کچھ مانگتا ہے تو بھی اس کا مقصود اصلی ذات احدیت ہوتی ہے ۔ جیسا کہ علمائے بیان کا قول ہے ۔ موسم بہار نے انگوریوں کو اگایا اگر یہی فقرہ دہریہ کی زبان |
| مشرکین و پرستش کنندگان بها است کہ موجب میشود مال وخون چین انراد حلال شودر  **پاسخ :** خوانندگان عزیز حاجت خواستن و نیاز کو چک بہ بزرگ از جریاں طبیعی و غریزه ہر بشر است ہرکس نزد بزرگ میخواہر شنیع داشته باشد علاوہ اگر کسی از خود رسولخدا (ص) ماجت خواست بار حقیقت مقصورت خدا است چنانچہ علمار بیان گفتہ اند “ابنت الربيع البقل” اگر از شخص دهری و |  |
| طبیعی صادر شود حقیقت و اگر از مسلمان صادر گر دو مجاز عتی است بدی جہت عالم مدینہ سہودی شافعی در کتا ب شود وفاء الوفاء باخبار المصطفے ص۴۲۱ میگوید  وقد يكون التوسل به (ص) بطلب ذلك الامر منه بمعنى انه (ص) قادر على التبب فيه سؤاله و شفاعته الى ربه فيعود الى دعائه  یعنی حاجت خواستن از پیغمبر اس رشتش حاجت خواستن از خدا |  | سے نکلے تو علمائے بیان حقیقت پر محمول کرتے ہیں اور اگر یہی فقرہ مسلمان کی زبان سے ادا ہو تو ہو تو اسے مجاز عقلی سمجھا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ مدینہ کے معروف عالم سہودی شافعی نے اپنی کتاب ' وفاء الوفاء اخبار المصطفى ج1 ص 421 میں لکھا ہے کہ  وقد يكون التوسل به (ص) بطلب ذلك الامر منه بمعنى انه (ص) قادر على التبب فيه سؤاله و شفاعته الى ربه فيعود الى دعائه  یعنی سرور کونین سے حاجت مانگنا بھی ذات احدیت سے حاجت مانگنے کے برابر ہے |
| است- باز حاکم در کبیر و اوسط از رسول خدا (ص) چنیں نقل کرده است  اغفرلامی فاطمه بنت اسد واسع عليها مدخلها بحق نبيك والانبياء الذين قبـلى  ابن ماجہ نیز دعا ئے خارج نماز را نقل کرده  اللهم انى اسئلك بحـق السـائلين و بحق مشـامي هنا  چنانچہ دو خلاصتہ الکلام ص 420 نقل کرده است ہمیچنیں سیوطی در جامع و دیگرعلمائے اہل سنت و آئمہ طاہرین ماعلیہ السلام ہم خدا را برخے مقربان |  | حاکم نے اپنی کبیر اور اوسط میں سرور کونین سے جناب فاطمہ بنت اسد کو قبر میں اتارنے کے بعد یہ دعا نقل کی ہے؟  اے اللہ میری ماں کو سنبھال اپنے نبی اور مجھ سے قبل گزر جانے والے انبیاء کا صدقہ اس کے مزارمیں وسعت عنایت فرما ،  ابن ماجبہ نے اپنے سنن میں نماز کے علاوہ دعا نقل کی ہے ۔  اے اللہ میں تجھ سے مانگنے والوں اور یہاں تک چل کر آنے کا واسطہ دے کر مانگتا ہوں۔ خلاصۃ الکلام ص 420 میں سیوطی نے جامع میں اور دیگر علمائے اہل سنت نے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔ اسی طرح ہمارے آئمہ کرام (ص) نے بھی اپنی دعاؤں میں مقربان بارگاہِ الہی |
| قسم داده اند و آنہا بطریقہ جد خود از ابن عبدالواہاب عالمتر بووند |  | کا واسطہ دیا ہے اور ظاہر ہے آئمہ اپنے جد بزرگوار کی شریعت کے عبدالوہاب کی نسبت زیادہ عالم تھے ۔ |

**ما حصل**

* ادنیٰ اعلیٰ سے مانگنا انسان کے لیے تلاش وسیلہ فطرتاً ہے۔
* براه راست سرورِ کونین یا آئمہ کرام سے مانگنا جائز ہے۔
* سرور کونین اور آئمہ طاہرین سے براہ راست کیا گیا سوال ذاتِ احدیت سے کئے گئے سوال کے مترادف ہے۔
* اعلی کو ارٹی کا واسطہ دیا جا سکتا ہے ۔
* آئمہ طاہرین کی تعلیم کردہ دعائیں اور زیارات بھی اقسام تبلیغ میں سے ایک قسم ہے۔
* دین سرور کونین کی ترجمانی اور سنت سرور کونین سے آشنائی آئمہ معصومین کو ابن عبد الوہاب اور اس جیسے دیگر افراد کی نسبت زیادہ تھی ۔

|  |  |  |
| --- | --- | --- |
| ایضاً ص 81 بایں ہمہ روایات و دلائل کافی بر مطلب ابن تیمیه در رسائل ہدیۃ السنیہ ص 156 میگوئید |  | ایضاً ص 81 گذشتہ وانی و کافی دلائل کے باوجود ابن تیمیہ رسائل ہدیۃ السنیہ ص۱۵۹ میں کہتا ہے ۔ |
| من يأتى الى تبر نبی او صالح و يسأله حاجته و یستنجدہ مثل ان يسأله أن یزيل مرضه او يقضي دينه او نحو ذلك، مما لا یقدر عليه الا الله عز وجل فهذا شـرك صحيح (صـریح ظ) يجب ان يستتاب صاحبه فان تاب والاقتل  یعنی کیکہ نزد قبر پیغمبر یادمرد صالح بیاید ر حاجت نور را باشد بر طرف شدن مرض وا رائے قرض وامثال |  | من يأتى الى تبر نبی او صالح و يسأله حاجته و یستنجدہ مثل ان يسأله أن یزيل مرضه او يقضي دينه او نحو ذلك، مما لا یقدر عليه الا الله عز وجل فهذا شـرك صحيح (صـریح ظ) يجب ان يستتاب صاحبه فان تاب والاقتل  یعنی اگر کوئی شخص سرور کونین کے مزار محلی یا کسی مرد صالح کی قبر کے نزدیک آکر اپنی مشکل کشائی کی درخواست کرے ۔  مثلا مرض دور ہو |
| اینہا را که جز ندائے عزوجل کسی برآنہا قادر نیست از او بخواہد مشرک است واجب است د باید کہ توبه کند وگرنه کنند شود۔ خوانندہ عزیز! ملاحظہ بفرمایند کہ ابن تیمیہ چطور مطلب را غلط و مردم را باشتباه انداختہ است زیرا کسے کہ حاجت از پیغمبر میخواہد مگر خدا را انکار میکند تا مشرک شود بلکه پیغمبر را نزد خدا در برآوردہ شدن  خود شنیع واسطه قرار مید ہد نہ آ نیکہ آنجنا برادر در کارہا مستقل میداند |  | ہو جائے ۔ قرض ادا ہو جائے ۔ اور اس جیسے دوسرے امور جن پر اللہ کے سوا کوئی قادر نہیں اگر غیر اللہ سے مانگے الله سے تو وہ مشرک ہے ۔ واجب ہے کہ اس سے توبہ کرائی جائے اگر توبہ نہ کرے تو قتل کیا جا ئے (نورانی) محترم قارئین اندازہ لگائیے کہ ابن تیمیہ نے کس طرح غلط مبحث کرکے عوام کو اشتباہ میں ڈالنے کی کوشش کی ہے ( مقام فکر یہ ہے) کہکیا اگر ایک شخص سرور کونین سے کچھ مانگتا ہے کیا وہ کافر ہوجاتا ہے؟  حالانکہ ایسے افراد فی الواقع سرور کونین کو بارگاہِ قدرت میں مشکل کشائی کا وسیلہ سمجھتا ہے |

***مشاہد مشرفہ کی آرائش***

دیو بندی اور اہل حدیث تو پہلے سے آرائش مزارات کو خلاف اسلام کہتے ہی تھے اب کچھ ایسے شیعہ علما بھی اس سلسلہ میں دیگر عقائد کی طرح ان کے ہمنوا ہو کر بڑی آزادی سے زبان اعتراض دراز کرنے لگے ہیں اور شبیر شرائح مقدسہ ، شبیہ علم اور شبیہ ذوالجناح کی آرائش کو خلاف اسلام قرار دے رہے ہیں اگر راقم الحروف کو خود ایسی تقریر سننے کا اتفاق نہیں ہوا۔ لیکن مختلف مقامات سے مسلسل اطلاعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ موصوف . جیسے مراسم عزاداری کوختم کرنے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں ۔ اور بر سلم خود اس مخالفت کی آڑ میں غریب سا دانیوں کی چادروں کا تحفظ کر رہے ہیں ۔ موصوف کے نصاحت آمیز بیان کے در فقرے مسلسل دہرائے گئے ہیں ۔ خدا کرے درست نہ ہوں ۔ فقرے یہ ہیں:

1۔ گھوڑے دیاں ڈھکاں تے اتنی قیمتی چادر چاڑ لی ہئی تے غریب سیدانیاں دے سر تے برقعہ نئیں۔

2۔ اوبے غیرتا شیعہ! تیڈے جلوس گلیاں وچ نہ پھرن تاں تینڈا مذہب نہیں بچدا۔

یعنی

(1) گھوڑے (ذوالجناح) کی پشت پر اتنی لمبی چادر پڑی ہوئی ہے اور غریب سادانیاں برقعہ سے محروم ہیں ۔

(۲) او بے غیرت شیعہ! اگر تیرے جلوس گلی کوچوں میں نہ جائیں تو کیا تیرا مذہب نہیں بچتا۔

خدا کرے یہ اطلاعات غلط ہوں لیکن اگر درست ہیں ۔ تو انتہائی افسوس اور حیرت کا مقام ہے اور گھر کے چراغ سے گھر کو آگ لگنے سے نہیں۔

ذاکرین سیدالشہداء کے متعلق بھی اسی قسم کے خیالات کا اظہار ہوتا رہتا ہے حالانکہ واقعات مال جانتے ہیں ۔ کہ ہے۔ حقائق کیا ہیں ؟

بہر صورت اس سلسلہ میں سادہ ذہن مومنین کے لئے حجت الاسلام والمسلمین مصطفی نورانی کی کتاب مذکورہ کی عبارت نقل کرتا ہوں تاکہ وہ اپنے مذہبی مراسم میں مشکوک شبیہ مری ، شبیہ علم اور شبیہ ذوالجناح کے سلسلہ میں مت نہ ہوں کیونکہ علم کسی کی میراث نہیں اور ہمیں یقین ہے۔ کہ موصوف کی نسبت حوزہ علمیہ عالیہ کا صف اول کا مدرس اور اسی کتاب کا مصنف موصوف سے اعلم ہی ہے۔ اور دین و دیانت میں سبھی زیادہ ہے کیونکہ ان کا زہد وتقوی اور دین و دیانت اس عقل و فکر کی پیدا وارسے جس کے ہوتے آیات قرآن کریم فرامین آئمہ معصومین اور سیرت سرور کونین و آئمہ طاہرین سے پھوٹتے ہیں ۔جبکہ ہمارے ہاں کی اکثریت اپنی عقل کی عاشق اور اپنے ہی ذہن سے ہم لینے والے نظریات کی تابع ہے ۔

* یہی وجہ ہے کہ یہ حضرات اپنے کو ہر فکری خطا سے معصوم سمجھتے ہیں ۔
* اپنے نظریات پر نظرثانی کرنا اپنی علمی کم مائیگی سمجھتے ہیں۔
* اپنی ہر بات کو وحی ربانی سے کم نہیں سمجھتے۔
* اپنے خیالات کی مطابقت میں ہر روایت میں کیڑے نکالتے ہیں۔
* مسلسل ومتواتر روایات کے باوجود اپنے نظریہ کو بدلنے کی مگر روایات کو ضعیف گردانتے ہیں ۔ آیات کی تاویل کرتے ہیں۔

خداوند عالم مجھے اور مومنین کو ایسی حماقت ، خود نمائی ، خود پسندی ، خودرا ئی ، خود بینی اور خودستائی سے محفوظ رکھے ۔ (آمین)

اب حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ مصطفی نورانی کی کتاب “مسئلہ شرک وبدعت” کا اقتباس ملاحظہ فرمائیے ۔

|  |  |  |
| --- | --- | --- |
| وہابیہا تزیین مشاہد مشرفہ را بازر و سیم وغیر آں نیز حرام میدانند  **پاسخ**: پس از اینکہ ثابت شد کہ بقعہ و قبہ و مناره درست کردن جائز است این موضوع بالملازم باز میباشد زیر احالت کنونی اسلام را نباید با مدد اسلام زمان پیغمبر (ص) قیاس کرد۔  بعلاوہ تزینیات مشاہد از تزینیات کعب مکرمہ تقلید شده است |  | وہابی نقطہ نگاہ سے ضرائح مقدسہ کو سونا ، چاندی اور دیگر ایسی چیزوں سے آراستہ کرنا حرام ہے ۔  **جواب:** یہ بات ثابت ہو چکنے کے بعد کہ بقہ ، قبر اور مینار بنانا خلاف اسلام نہیں اور جائز ہے ۔ بطور لزوم یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ ان کی آراستگی بھی جائر ہے کیونکہ اسلام کے دبدہ موجودہ کو اسلام کے نقطہ آغاز اور زمانہ سرور کونین ﷺ سے نسبت درست نہیں؟ علاوہ ازیں ضرائح مقدسہ کی آراستگی آرائش بیت الله کی فرع ہے ، جیسا کہ |
| چنانچه در کتاب وفاء الوفاء" ص 422، زینتہائے کعبہ قند یلہائے اندا مشروھاً نوشتہ است مسعودی در مروج الذہب وارد فارسہا بہ کعبہ اموال و جواہرے ہدیہ میکردند ابن سامان ابن بابک دوا ہواز طلا و جواهر و شمشیر زر ہائے زیادی ہدیہ نمود  ص ۹۴ در عمدة الطالب وغیرآں نوشتہ شده ہارون الرشید بارگاہی بر قبر امیرالمومنین علی (ع) نبا کرد و حسین ابن حجاج |  | وفاء الوفاء ص422 میں مصنف علام نے زیورات کعبہ اور قنادیل کعبہ کی تفصیل درج کی ہے۔ مسعودی نے مروج الذهب لکھا ہے کہ ایرانی کعبہ میں مال و جواہر ہدیہ کرتے تھے۔  ابن ساسان ابن بابک کے سونے کے دو ہرن جواہر، تلوار اور بہت سے ہدایہ پیش کئے۔  ص ۹۴ عمده الطالب و علاوه ازیں دوسری کتب میں مرقوم ہے کہ جناب امیرالمونین کے مزار محلی پر ہارون الرشید نے قبہ وغیرہ بنوایا ۔ جس کے متعلق حجاج |
| شاعر متوفی سال ۳۹۱ در ابن باره گفت است یا صاحب القبة البيضاء على النجف من زار قبرک ستشفی لدیکت تبرک و استشنی شنی خطیب بغدادی تاریخ بغداد گویا حضرت کاظم (ع) در مقابر شو نیز یہ بیرون قبہ دفن شده است - مورخین نوشته اند امام ہائے زین العابدین د باقر و صادق علیہم السلام در زیر قبہ حسن دفن شده اند  باز در تاریخ نوشته اند امام علی ابن موسی الرضا (ع) |  | شاعر متوفی ۳۹۱ھ لکھتا ہے۔ اے میں قبہ بیضاء کے مالک۔  جو بیمار آپ کی قبر کی زیارت کرکے شفا مانگے اسے شفا ہوگی ۔ خطیب بغدادی تاریخ بغداد میں لکھتا ہے کہ حضرت کاظم (ع) شونیز یہ کے قبرستان میں قبہ سے باہر مدفون ہیں ۔ مؤرخین نے لکھا ہے کہ امام زین العابدین، امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السلام قبہ امام حسن کے نیچے مدفون ہیں ۔ اسی طرح مؤرخین لکھتے ہیں کہ امام على رضا اس قبہ میں مدفون |
| در قبہ ای کہ بارون الرشید در آنجا مدفون بود دفن شده است در آں قبہ را پسرش مامون درست کرده بود |  | ہیں ۔ جس میں ہارون رشید دفن ہے ۔  اور یہ قبر بارون کے بیٹے مامون نے بنوایا تھا ۔ |

خلاصہ یہ ہے کہ:

* کسی بھی قبر پر مینار اور قبہ وغیرہ بنا نا درست نہیں ہے۔
* اسلام کے نقطہ آغاز یعنی غربت افلاس کے اظہار کی بجائے آج اسلام کی دولت اور ہیبت و دبدبہ کا اظہار زیادہ سود مند ہے۔
* ضرائح کی آراستگی آرائشِ کعبہ کی نقل ہے ۔
* آئمہ معصومین کی ضرائح پر قبہ جات زمانہ آئمہ ہی میں بنے ہوئے تھے اور انہوں نے کسی کو منع نہیں فرمایا۔
* آرائش کعبہ کی ممانعت کسی معصوم سے منقول نہیں ۔
* جس طرح اصل ضریح کی آرائش جائز ہے ۔ اسی طرح شبیہہ ضریح کی آرائش بھی جائز ہے۔
* علم اور ذوالجناح کی شبیہوں پر خرچ کرنا قطعاً خلافِ اسلام نہیں ۔

جو علمائے کرام علم اور ذوالجناح کی شبیہوں پر زیورات، چادروں اور زینت کو درست نہیں سمجھتے

وہ آج آیت اللہ خمینی کے ایران میں جاکر معصومہ قم اور امام ہشتم کے مقدس مقامات ملاحظہ کرے اور یہاں انتشار پھیلا نے کی بجائے آیت اللہ خمینی کو راہ راست پر لاکر منوں سونا جو اس ضریح پر پڑا ہوا ہے اتروا کر تقسیم کروائے ۔

میں نہیں سمجھتا کہ یہ حضرات صاحب فتوی نہ ہونے کے باوجود کیوں فتاوی صادر فرماتے ہیں ۔ اگر ہمت ہے تو کسی مرجع کا فتوئی نقل فرمائیں اور اگر ان کا اپنا فتوی ہے ۔ تو پھر ازراہ عنایت یہ فرمائیں کہ اپنی تقلید کے لئے عوام کو مجبور کرنا اور تقلید نہ کرنے کی صورت میں عوام شیعہ کو بے غیرت اور اس قسم کے نازیبا الفاظ سے خطاب کرنا کسی آیت یا حدیث کی رو سے جائز ہے ؟

حالانکہ ان کے علی الرغم صاحب مکاسب نے ذاکرین پاکستان کی روضہ خوانی اور قصیدہ کو واشگاف الفاظ میں جائز قرار دے رکھا ہے اگر ان لوگوں کا خیال نہ ہو کہ مغارات احادیث کو یہ افراد صاحب مكاسب اعلی اللہ مقامہ کی نسبت زیادہ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہی تصور ہی ان کی علمی بیمائیگی کی واضح دلیل ہے اور اگر مفادات سمجھنے میں یہ اپنے کو صاحب مکاسب سے کم سمجھتے ہیں تو پھر ان کے ذہنی افلاس کی نشانی ہو گی کہ جو چیز خلاف شریعت نہیں اسے جگہ جگہ خلاف شریعت قرار دیکر حلال محمد کو حرام کرنے کا بہت بڑا گناہ کر رہے ہیں ۔

سب سے بڑھ کر حجت الاسلام حافظ محمد ثقلین صاحب قبلہ خلف الرشيد استادالعلماء علامہ محمد یار شاہ صاحب نے مرجع وقت اور راہنمائے شیعیان عالم سے ایک جملہ روایت فرمایا ہے آپ بھی سن لیں اور مطلع فرمائیں کہ حافظ صاحب قبلہ کی روایت غلط ہے یا آیۃ اللہ العظمیٰ آقائے خمینی کا استنباط غلط ہے ۔ جملہ مرویہ یہ ہے۔

شنیدن صدا ہائے مشکوک عیب ندارد مشکوک آوازوں کے سننے میں کوئی حرج نہیں۔

خدا معلوم ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے ۔ جن کے ذہن میں و ایمان کی جگہ شرک وکفر نے لے لی ہے اہل اسلام کو مشرک و کافر بناتے ہوئے نہیں تھکتے، کسی غیر مسلم کو دائرہ اسلام میں لانے کی توفیق تو اللہ نے سلب کرلی ہے ۔ البتہ مسلمانوں کو کافر بنانا ان کے ہاں بہترین خدمت دین ہے ۔

بے عمل افراد کو حسن عمل کی تلقین کرنے کی راہ کوئی ان سے سیکھے۔ حسن و اخلاقی سرور کونین اگر یہی تھا اور اسی سنت نبویہ کے ہم مامور ہوئے ہیں تو سبحان اللہ ۔

***درد مندانہ اپیل***

ایسے لوگ ہو کسی بھی وجہ سے عربی کے دو چار لفظ یاد کر چکے ہیں ۔ آج انہیں کنوئیں کے مینڈک کی طرح کنواں ہی بحراوقیانوس نظر آتا ہے۔ یہ یقین کرلیں کہ عربی کے چند جملے معیار علم نہیں ۔ اور نہ ہی معیار قرآن و حدیث فہمی ہے۔ اگر یہی معیار ہے تو اقوام عرب اعلم الناس ہیں ۔

علم عقل سے تعلق رکھتا ہے۔ ایسے افراد ممکن ہیں ۔ جو عربی دان نہ ہوں اور ایسے افراد تو لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں جو عربی مانتے ہیں لیکن عالم نہیں ۔

عقل کی کچھ علامات ہوتی ہیں ۔ جن سے متعلقہ افراد کو کسی بقلم خود علامہ کے علم کا اندازہ ہوتا ہے ۔

* علامات عقل سے ایک علامت حیا ہے ۔
* علامات عقل سے ایک علامت عجز و انکسار ہے ۔
* علامات عقل سے اپنے کو ہر ایک سے کم سنا ہے ۔
* علامات عقل سے ایک علامت دوسروں کو اپنے سے زیادہ صالح سمجھنا ہے
* علامات عقل سے ایک علامت اپنے کو غیر معصوم سمجھنا ہے
* علامات عقل سے ایک علامت اپنے کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھنا ہے۔
* علامات عقل سے اپنے علم پر نہ اترانا ہے۔
* علامات عقل سے کلم الناس بقدر عقولہم ہے ۔
* علامات عقل سے کم ظرفوں کو منہ نہ لگانا ہے۔

O جس طرح ایسی امامت جو رسالت سے بڑھ جائے اور ایسی رسالت جو توحید کو مسل دے ، بے کار اور بے ثمر ہے ۔

اسی طرح ایسی توحید :

O جس میں رسالت خاک ہو جائے اورامامت پامال ہو جائے بھی، بے فیض اور غیرمقبول

والسلام على من اتبع الهدى

***یہ جادو ہے***

ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء ورسل کے زمانے گزرے ہیں ہر دور میں ہر نبی اس وقت کے ذہن کے مطابق اپنے دعوائے نبوت کے ساتھ ایک ایسی محیرالعقول نشانی لے کے آیا ۔ جینے اس وقت کے دانش مندوں کو مہر بلب کر دیا اور وقت کے عقلا جب کچھ کہنے سے عاجز آ گئے اور جواب نہ دے سکے تو اپنے دل کو مطمئن کرنے اور اس مشن کو پھیلنے سے روکنے کی خاطر آخری اور انتہائی جو بات جو کہ سکے کہ

“ محیر العقول نشانی دکھانے والا کذاب ، مجنون ، مفتری اور کنگال و قلاش ہے اور جو کچھ دکھا رہا ہے یہ اس کی افسونگری اور جادو ہے ۔ ”

اگرچہ یہ لوگ اپنے وقت کے سرمایہ دار ، جاگیر دار ، دولتمند صاحب مقام ومرتبہ اور علماء بھی ہوتے تھے لیکن ان سرمایہ داری کے ایسے نادار ملازم ، جاگیرداروں کے مفلس نوکر ، دولت مندون کے بے مایہ غلام ، صاحبان مقام ومرتبہ کے کمین اور علمار و مفتیان عصر کے تلامذہ ،جن کے نصیبوں میں ایمان کی دولت اور اسلام کا نور تھا ۔ وہ اس محیرالعقول نشانی اور اس کے دکھانے والے کی صداقت ، خلوص ، شرافت ، دیانت ، امانت اور کردار کو دیکھ کر ۔ خالق کونین کی توحید ، اس نبی کی نبوت اور ذات احدیت کے فرامین کے سامنے سرتسلیم خم کرتے رہے اور دائرہ اسلام میں داخل ہوتے رہے ۔ ان غربا ! اور سادہ لوح عوام کے اسلام لانے کو ذات احدیت نے : ذلك فضل الله یؤتیہ من یشاء سے تعبیر فرمایا ہے اور دوسرے گروپ کو اپنا راندہ درگاہ بتایا ہے ۔

آئیے مختصر سے لفظوں میں یہ دیکھ لیں کہ انکار کرنے والوں کے انکار کی بنیاد کیا تھی ؟

***انکارکیوں ؟***

دولت مند افراد اپنی دولت اور سرمایہ محفوظ رکھنے کی خاطر جہاں دیگر حربے استعمال کرتے تھے وہاں ان کا ایک حربہ یہ بھی ہوتا تھا۔ کہ اپنے وقت کے علمائے مذہب سے بھی بالواسطہ | یا بلاواسطہ ایک رابطہ رکھیں ۔ علماء جو ہر دور میں بالعموم نادار طبقہ کے خلوص کی پیداوار ہوتے تھے بالعموم دراما غریب ہوتے تھے۔ کیونکہ کسی بھی زمانہ میں صاحبان ثروت نے مذہب کو ضرورت کے بطور نہیں بلکہ فیشن کے طور پر قبول کیا ۔ اور مذہب سے اپنی وابستگی کو ایک مخصوص حد تک رکھا ۔ اور غرباء اپنی ناداریوں کی بناء مذہب کے حق میں ہمیشہ مخلص رہے اور ذات احدیت نے ایسے افراد کے دل کو ہمیشہ دولت یقین سے نوازے رکھا جس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ ان لوگوں کے گھروں میں ہر وقت مذہب اور دین کی باتیں رہتیں اور ایسے ہی لوگ اپنی اولاد کو مذہب کی راہ میں قربان کرتے رہے ۔ اور علم و دین کی طرف راغب کر کے وقت کے دینی مدرسین ومعلمین کے قدموں میں لاکر ڈالتے رہے۔

مستقبل کے یہ نادار بچے جب علم مذہب سے آراستہ ہو کر اپنے وقت میں سریہ آرائے مسند اقتدار و فتوی ہے ۔ تو امراء کی طرح ان کے پاس سبھی لوگ آنے لگے ۔ انہیں سر تھکا کر سلام کرنے لگے ۔ مدرسی ضروریات پر چنے گئے ۔ تو ان لوگوں نے دیکھا کہ امراء کی طرح لوگ ہمارے پاس بھی آتے ہیں لیکن امراء کی طرح سہارے ہاتھ دولت و ثروت سے خالی ہیں چنانچہ ادھر امراء کو اپنا سرمایہ محفوظ رکھنے کی خاطر علماء کی ضرورت ہوتی ۔ ادھر ان علماء کو اپنی ٹھاٹھ باٹھ بنانے کی اور بڑھانے کی خاطر علماء کی ضرورت ہوتی ۔ امرار نے دست دولت بڑھا دیا ۔ اور علماء نے دست تعاون بڑھا دیا ۔ جب یہ دونوں ہاتھ بلا واسطه با بالواسطہ ایک دوسرے سے ملے تو مذہب کا حلیہ بگڑنے لگا امرار نے علماء کی ضروریات کا خیال رکھا ۔ اور علماء نے امراء کی عزت دولت کو محفوظ رکھنے کا سامان کیا۔ کتب الہیہ کی تاویلیں کی ۔ احکام خداوندی کی مختلف توجیہات کیں غرض سب کچھ کیا لیکن امراء کی دولت اور اپنے وقار کو محفوظ رکھا۔ جیسا کہ قرآن کریم نے ایسے واقعات کی عکاسی فرمائی ہے ۔

علماء کی تعداد جو ہمیشہ ہی کم رہی ۔ یہی اقلیت تین حصوں میں بٹ گئی ۔

1. دولت امراء کے محافظ جو نسبتاً اکثریت میں رہے ۔
2. انہی علمار کے حسد میں رسائی حاصل نہ کر سکنے والے علمار، جو قسم اول سے کم لیکن پھر بھی تعداد میں کافی ۔
3. دین کو دین اور مذہب کو مذہب سمجھنے والے اقل القلائل۔

* قسم اول کے علماء نے ہر قدم پر دولت اور حکومت کو سامنے رکھا۔
* قسم دوم کے علماء میں ایک طرف علم ۔ قسم اول سے علم کا حسد اور دوسری طرف قسم اول کی آسائش و سکون کا حسدلے کر آگے بڑھے ۔ اور چونکہ وہ امراء کی مخالفت مول نہ لے سکتے تھے اس لئے ان افراد نے مخالفت علماء ہی کو اپنا شیوہ بنالیا اور قسم اول کے علماء کو اپنی جائز وناجائز تنقید کا نشانہ بنالیا ۔
* تیسری قسم کے علماء نے ان ہر دو اقسام کو اپنے حال پر چھوڑ دیا اور استطاعت بھر مذہب کی خدمت میں مصروف رہے۔

ان حالات میں جب بھی کوئی نمائندہ ذات احدیت آیا ۔ اور کوئی محیرالعقول چیز لایا تو سب سے پہلے قسم اول کے علماء ادا نے اس کی مخالفت کی ۔ دولت امراء نے اس کا ساتھ دیا۔ اور نمائندہ ذات احدیت کو کانٹوں پر چلنا پڑا۔ امراء کی بدولت پبلک کی انتہائی قلیل تعداد ہی نمائندہ خالق کے گرد جمع ہوسکی۔ تیسری قسم کے علماء نے اپنے طور پر تحقیق کرکے اپنی خدمات نمائندہ خالق کے قدموں میں تکھ دیں۔

یہ ایک سلسلہ ہے جو تاریخ عالم ، تاریخ مذاہب اور کتب الہٰیہ میں موجود ہے ۔

آج جبکہ ایک طرف سائنس کی نت نئی حیران کن ایجادات . ہیں ۔ ہر شخص خواہ وہ سائنس کی تعریف سے بھی واقف ہے یا نہیں ۔ نہر بات کو سائنس اور عقل کی کسوٹی پر پیش کرنے کی سوچتا ہے جس کے سامنے آپ مذہب کی کوئی بات بھی کریں ۔ وہ یہی کہے گا کہ میری عقل میں نہیں آتا۔

حتٰی کہ بعض افراد تو سنگریزوں کے کلام ، سوسمار کے کلمہ شہادت، درخت کے چلنے ، سورج کے ہٹنے ، چاند کے دوٹکڑے ہونے سے بھی انکار کرتے ہیں۔

حالانکہ ان تمام واقعات کے راوی اکثر وہی ہیں ۔ جو ان کی طرح مانتے نہ تھے۔

آج جبکہ بعض بقلم خود علماء تک نے معجزہ کرامت سے انکار کرنے کی تمہیدات بنانا شروع کر رکھی ہیں۔

ہر طرف ہر شخص خدا آشنائی کی نسبت خود آشنائی کی فکری میں ہے

شہدائے کربلا اور آئمہ معصومین تو بجائے خود سرور کونین کی ذات والا صفات کو بھی نہیں بخشا رہا ۔

جس طرف سے آواز آتی ہے یہی آتی ہے کہ سرور کونین اور ہمارے درمیان کیا فرق ہے؟

ان حالات میں ضرورت تھی ایسے لوگوں کو مہر بلب کرنے کی۔

چنانچہ خلاق عالم نے سلسلہ نبوت ختم کر دیا اور وہ یہ بھی نہیں چاہتا کہ دین بیزار سائنس کی آڑ لے کر معجزات و کرامات کا مذاق اڑاتے رہیں ۔ لہذا ذات احدیت نے اپنے دین کی حفاظت اور اپنے مقربان کی عظمت کو برقرار رکھنے کی لئے انتظام فرمایا ہے اور ماضی کی طرح پختہ ایمان مفلس مخلصین کو مقامات طعن و تشنیع سے محفوظ رکھنے کی خاطر گاہے بگاہے ایسے انتظامات کئے ہیں جن سے عظمت دین اور عظمت صاحبان دین پر آنچ نہ آئے ۔